ماہنامہ جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JEHD-E-HAQ - September 2014 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 21...... شمارہ نمبر 09 ...... ستمبر 2014..... قیمت 5 روپے



یہی ہے آزمانا تو ستانا کس کو کہتے ہیں　　عدو کے ہو لئے جب تم تو میرا امتحاں کیوں ہو؟

''تکثیری اقدار کے فروغ کیلئے انسانی حقوق کے تعلیم'' کے عنوان پر لیہ، احمد پور شرقیہ رحیم یار خان، سہون شریف اور کوٹ ادو میں تربیتی ورکشاپ کا انعقاد



10-09 اگست: لیہ







11-10 اگست: سہون شریف







12-11 اگست: کوٹ ادو







17-16 اگست: رحیم یار خان







20-19 اگست: احمد پور شرقیہ





فہرست

اقتدار کی موجودہ کشمکش پر اظہار تشویش

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ''مسندِ اقتدار پر کسے قابض ہونا چاہئے'' کے حوالے سے جاری لڑائی پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ موجودہ صورتحال ریاستی امور کو نظرانداز کرنے کا نتیجہ ہے۔ کمیشن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ لوگوں کے حقیقی مسائل پر توجہ دے اور وہ لوگ جو اسلام آباد کی جانب مارچ اور دیگر منصوبوں کے ذریعے حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں ان پر زور دے کہ اس خطرے کو محسوس کریں جو ان کے حالیہ اقدامات کے باعث ملک کے غیر مستحکم جمہوری نظام کو لاحق ہے۔

منگل کو جاری ہونیوالے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''نام نہاد آزادی مارچ اور دیگر حربوں، جن کا مقصد حکومت پر دباؤ بڑھانا ہے، سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اس صورتحال کی ذمہ دار تمام سیاسی جماعتیں ہیں۔ حکومت نے عمران خان کے ساتھ معاملات طے نہ کرکے بہت بڑی غلطی کی تھی، جب انہوں نے چار حلقوں میں دھاندلی کا الزام عائد کیا تھا اور حکومت معاملے کا سیاسی حل تلاش کرنے کی بجائے فرار کے ماورائے سیاست راستے تلاش کرتی رہی ہے۔ ایک ایسے وقت میں کہ جب اصل خطرہ لاقانونیت، ٹارگٹ کلنگ، فرقہ وارانہ تشدد، انسانی حقوق کے کارکنان کے قتل اور بے روزگاری سے متعلق لوگوں کی شکایات کو دور کرنے میں حکومت کی ناکامی یا عدم دلچسپی ہے، حکومت نے عمران خان اور طاہرالقادری کو سب سے بڑا خطرہ تصور کر کے بھی بہت بڑی غلطی کی ہے۔ عمران خان جس بنیاد پر لوگوں کو اسلام آباد کی جانب مارچ کرنے پر اکسا رہے ہیں وہ زیادہ تر لوگوں کے لیے قابل قبول نہیں اور انہوں نے بہت زیادہ بوجھ اپنے سر لے کر غلطی کی ہے۔

ڈاکٹر قادری اور عمران خان کا یہ خیال درست نہیں کہ ان کی سرگرمیوں سے نظم و نسق کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور حکومت کا یہ مفروضہ بھی غلط ہے کہ لوگوں کو غیر فعال جمہوریت کے دفاع پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

اس امر پر اتفاق رائے ہے کہ عام انتخابات میں نمایاں بدانتظامی پائی گئی تھی مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ انتخابات مجموعی طور پر سرکاری مداخلت سے آزاد تھے جس کا مشاہدہ ماضی میں کیا جاتا تھا۔ بہرحال، بے ضابطگی کے خلاف شکایات کی اہمیت کا فیصلہ جمہوری اداروں کو ملنے والے احترام کے تناظر میں کیا جائے۔ جمہوریت میں مقررہ وقت سے قبل انتخابات منعقد کروانے کا مطالبہ جائز ہو سکتا ہے مگر اس کا دارومدار حکومت کی کارکردگی کی ناکامی اور دوسرے فریق کی جانب سے معقول متبادل کی اہلیت پر ہونا چاہئے۔ خاص طور پر پاکستان کے حالات میں جب کہ ہم ابھی تک جمہوریت کی بنیاد قائم کرنے کی تگ و دو میں ہیں اور اس مرحلے پر اسے جھٹکا دینے کا فائدہ صرف ماورائے آئین قوتوں کو ہی پہنچے گا۔

ایچ آر سی پی کو کُرسی پر قبضہ کی جنگ اور ریاستی امور کو مسلسل نظرانداز کرنے کے معاملے پر شدید تشویش ہے۔ یہ طُول پکڑتا تماشہ نہ صرف حکمرانوں اور اُن کے مخالفین بلکہ عوام کی توجہ کا مرکز بھی بنا ہوا ہے جو کہ محض انسانی سرمائے اور وقت کا ضیاع ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ہر کوئی اپنی ذمہ داری کا احساس کرے اور اندرون ملک نقل مکانی، ملک میں جاری تصادم، امن و امان اور معیشت کی صورتحال سمیت اہم مسائل پر توجہ دے اور دنیا میں پاکستان کی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کی کوشش کرے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 05 اگست 2014]

جبری گمشدگیوں کا خاتمہ کیا جائے

لاپتہ افراد کے عالمی دن (30 اگست) کے موقع پر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اپنے مطالبے کو پھر سے دہرایا کہ حکومت کو تمام افراد کے جبری گمشدگیوں سے تحفظ سے متعلق بین الاقوامی میثاق کی فوری طور پر توثیق کرتے ہوئے ملک کو جبری گمشدگیوں کی لعنت سے چھٹکارا دلانے کے لیے مؤثر اقدامات کرنے چاہئیں۔ جمعہ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا:

30 اگست بروز ہفتہ لاپتہ افراد کے عالمی دن کے موقع پر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق جبری گمشدگیوں اور سزا سے استثنا، جس کے باعث یہ سرگرمی اب بھی برقرار ہے، کے خاتمے کے حوالے سے انسانی حقوق کی مختلف تنظیموں کی جانب سے شروع کی گئی مہم میں شامل ہو جائے گا۔ اگرچہ یہ بات باعث مسرت ہے کہ بلوچستان میں جبری گمشدگیوں کے واقعات میں کسی حد تک کمی آئی ہے تاہم خیبر پختونخوا اور سندھ میں ان واقعات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ جو بات خاص طور پر ناقابل قبول ہے وہ یہ حقیقت ہے کہ متاثرہ افراد زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو کہ سیاسی اختلاف رائے یا سماجی فعالیت کے لیے جانے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں زیادہ تر واقعات میں متاثرہ افراد کے اہل خانہ اپنے رشتہ داروں کو اٹھانے اور انہیں غیر معینہ مدت تک زیر حراست رکھنے کا الزام قانون نافذ کرنے والے اداروں پر عائد کرتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ تلافی سے متعلق طریق کار اور عدالتی فورم کی بدولت لاپتہ افراد کی بازیابی میں کوئی مدد نہیں ملی۔ جبری گمشدگیوں کے ذمہ داروں کو سزا دینے اور متاثرین کو معاوضے کی ادائیگی کے لیے ایک جامع، ملک گیر پروگرام کے حوالے سے کسی بھی قسم کی پیش رفت نہیں کی گئی۔

ایچ آر سی پی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہ جبری گمشدگیوں کے خاتمے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے۔ اس عمل کا آغاز گمشدگیوں سے متعلق عالمی میثاق کی توثیق سے کیا جا سکتا ہے جس کی 43 ریاستیں پہلے ہی توثیق کر چکی ہیں اور دیگر 50 ممالک اس پر دستخط کر چکے ہیں۔ اسلام آباد میں یہ معاملہ باعث تشویش ہونا چاہیے کہ پاکستان کا شمار ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں جبری گمشدگیوں کے 4,3000 واقعات حل طلب ہیں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 30 اگست 2014]

فوج سے سیاسی معاملات کے تصفیے کی درخواست کرنا افسوسناک امر ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے کہا ہے کہ فوج کو ایسے معاملات کے تصفیے کے لیے درخواست کر کے جنہیں سیاستدانوں کی طرف سے حل ہونا چاہئے تھا، پاکستان کی تاریخ کا نہایت تاریک دن رقم کیا گیا ہے۔ کمیشن نے کہا کہ مارچ کرنے والے اس کی خواہش اسی روز سے کر رہے تھے جب انہوں نے انتظامیہ، عدلیہ اور پارلیمان کی کوششوں اور مشوروں پر کان دھرنے سے انکار کر دیا تھا۔

ہفتہ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے کہا: ''اس حقیقت پر کوئی دورائے نہیں ہوسکتیں کہ وہ دن پاکستان کی تاریخ کا نہایت افسوسناک دن تھا جب سیاسی اختلافات کا تصفیہ فوج سے طلب کیا گیا۔ یہ افسوسناک امر ہے کہ ہمیں اس دن کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہی وہ لمحہ ہے جس کا سول اور جمہوریت پسند قوتوں کو خوف تھا اور جس پر وہ فکرمند تھے۔

گزشتہ ہفتے ہونے والی پیش رفتوں نے ثابت کیا ہے کہ ایک جمہوری دور سے دوسرے جمہوری دور میں منتقلی کو قبل از وقت خراج تحسین پیش کیا گیا۔ یہ منزل ابھی دور ہے۔ ہم ناامیدی میں بھی پُرامید ہیں کہ سیاستدان اپنے وعدوں کی پاسداری کریں گے اور دلدل میں دھکیلے جانے کے عمل کی مزاحمت کریں گے۔

جمہوریت اور آئین کو حالیہ حملے سے تحفظ فراہم کرنے پر سیاستدانوں کے درمیان اتفاق رائے اسلام آباد میں جاری تماشے کا سب سے خوشگوار نتیجہ ہے۔ اس واقعے نے تمام عناصر کو ایک چھتری تلے اکٹھا کر کے ملک کی بہت بڑی خدمت کی ہے یہ اتحاد نام نہاد امپائر کی مداخلت کا ایک اور موقع ہرگز نہیں دے گا۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ گیا کہ اس شرمناک معاملے میں کس نے ناپسندیدہ کردار کا مظاہرہ کیا ہے۔ نواز شریف کی جانب سے سرزد ہونے والی تمام غلطیوں اور صورتحال کو کنٹرول کرنے میں اُن کی نااہلی کے باوجود، یہ صاف ظاہر ہے کہ عمران خان اور طاہرالقادری، جنہوں نے خیبر پختونخوا کی صوبائی حکومت میں پی ٹی آئی کے اتحادیوں کے مشوروں سمیت کابینہ، عدلیہ اور پارلیمان کی کوششوں اور آراء کو نظرانداز کیا ہے، کے اسلام آباد آنے کا واحد مقصد وہ اقدامات کرنا تھے جن سے فوج کو کردار ادا کرنے کی دعوت دی جا سکے۔ نواز شریف کے بارے میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ انہوں نے وہ خوشی میسر کی ہے۔

ایچ آر سی پی اس افسردہ پیش رفت پر تمام جمہوریت پسند عناصر اور سول سوسائٹی کے دُکھ میں شریک ہے۔ کمیشن یہ بھی واضح کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ پاکستان کی تاریخ کا یہ ناگوار باب منتخب حکومت کی معمول کے مطابق سرکاری امور کی انجام دہی کے شروع ہوتے ہی ختم ہو جانا چاہئے۔ حکومت کو اس بحران کو ختم کرنے کی کوشش جاری رکھنی چاہئے اور جب تک دھرنے کے شرکا پُرامن رہیں ان کے خلاف طاقت کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے۔ پارلیمان یہ یقینی بنانے کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھے کہ عوام کی منشاء کے اظہار کو تحفظ حاصل ہو اور مشتبہ ایجنڈوں والے افراد کی دھمکیوں اور دُشنام کا نشانہ نہ بنے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اب جمہوری نظم ونسق کو قابل نفریں جال میں پھنسانے اور اس سے ہونے والے نقصان کی تلافی اس طرح کرے کہ جس سے سول سوسائٹی مطمئن ہو سکے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 31 اگست 2014]

آئیں ہم ایک بادشاہ بنالیں

آئی۔اے۔رحمٰن

چونکہ برطانیہ سے یہ درخواست کرنے میں کچھ تاخیر ہوگئی ہے کہ وہ پاکستانی عوام کوان کے کندھوں پر پڑے جمہوری حکمرانی کے ناقابل برداشت بوجھ سے نجات دلائے، اس لئے ہمارے لئے بہترین راستہ یہی ہے کہ ہم ایک بادشاہ یااس کا مماثل تلاش کرلیں۔

یہ نوازشریف کی حکومت اوراس کو چنوتی دینے والوں، جن کی نمائندگی طاہر القادری اور عمران خان کررہے ہیں، کے درمیان جاری کشمکش کوختم کرنے کے لئے کی جانے والی بے مقصد کوششوں کی ناکامی کا نتیجہ ہےاوراب الطاف بھائی مایوس ہوکر اللہ سے تحفظ پاکستان کی دعائیں مانگنے پرمجبور ہوگئے ہیں۔

یہ پارلیمنٹ کودی جانے والی اس سزائے موت کا بھی نتیجہ ہے جو 2013ء کے انتخابات میں دھاندلی کے حوالے سے الیکشن کمیشن کے ایک ریٹائرڈ افسر افضل خان کی مجرد گواہی پر دی گئی۔محمد افضل خان نے وہی کچھ کہا جواس کو برتنے والے اس سے کہلوانا چاہتے تھے اور جوتخت وتاج کے دعویدار سننا چاہتے تھےاوراس کی گواہی نے تشہیری اداروں کووہ موادمہیا کردیا جس کی انہیں سخت ضرورت تھی۔ اسلام آباد کا مقدمہ افضل خان پر ابتدائی جرح کئے بغیر ہی مکمل ہوگیا۔محمد افضل خان سے یہ نہیں پوچھا گیا کہ وہ امپائر کی انگلی اٹھنے کی تاریخ گزر جانے تک کیوں خاموش رہے۔ ابتداء میں انہوں نے انتخابات میں دھاندلی کے محض شبہے کا اظہار کیا تھااوراب انہیں دھاندلی ہونے کا یقین ہوچکا تھا۔کسی نے ان سے یہ نہیں پوچھا کہ اس دھاندلی کے بارے میں کون سی شہادت ان کے ہاتھ لگی ہے۔ اوران کا شک یقین میں کیسے اور کب تبدیل ہوا۔ وہ کسی ایک بھی پارٹی کوقصوروارٹھہرانا بھول گئے۔تاریخ کو جمہوریت کے مقدمہء اسلام آباد کی جراحی میں یقیناً دلچسپی ہوگی۔

افضل خان کے کینہ کا ہدف تین سابقہ جج ہیں۔سابق جج فخرالدین جی ابراہیم (جنھوں نے ضیاءالحق کے فرمان کے سامنے جھکنے کی بجائے سپریم کورٹ سے مستعفی ہونے کا راستہ چنااور باوقار طور پر وزیرقانون اور صوبائی گورنر کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے) پرالزام لگایا گیا کہ انہوں نے باقاعدگیوں کونظرانداز کیا، جو افضل خان کے مطابق کراچی میں عام تھیں اور وہ (فخرالدین جی ابراہیم) اپنے فیصلے منوانے پراصرار کرنے سے خوفزدہ تھے۔سوال یہ ہے کہ وہ کس سے خوفزدہ تھے؟

سابقہ چیف الیکشن کمشنر، جنھوں نے آزاد اور منصفانہ انتخابات کرانے کے اپنے جذبے کی تسکین کے لیے یہ عہدہ سنبھالا تھا، کے خلاف غیر مصدقہ الزامات لگا کر میڈیا نے ایک محترم شخصیت کی کردارکشی کی لیکن جب دروازے پر، معاف کیجئے گا، کنٹینر پر آزادی دستک دے رہی ہوتو پھراس بات کا کون خیال رکھتا ہے کہ کس نامور شخصیت کی کردارکشی کی جارہی ہے؟

افضل خان کی توپوں اوران کی زبانی یورش کی زد میں جو دو دوسرے سابقہ جج آئے وہ عدالت عظمیٰ کے چیف جسٹس کے عہدے سے حال ہی میں ریٹائر ہوئے ہیں۔ پرانے وقتوں میں ججوں کے خلاف غیر مصدقہ الزامات لگانا ایک سنگین جارحانہ اقدام سمجھا جاتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ کہا جاتا ہو کہ عدلیہ کی خامیوں کو وقت کے ساتھ ساتھ اصلاحی اقدامات کے ذریعے ٹھیک کرلیا جائے گا لیکن جب انقلاب آپ سے ایک ہاتھ کے فاصلے پر ہوتو پھر ایسے مشورے کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔محمد افضل کے حلفی بیان کا کلیدی فقرہ یہ تھا: ہرایک نے اپنی حیثیت کے مطابق (حسب توفیق) انتخابی عمل میں مداخلت کی۔اس کا مطلب یہ تھا کہ انتخاب میں حصہ لینے والے تمام لوگوں نے جہاں جہاں ان کا زورتھا، اپنے اپنے حق میں نتائج حاصل کرنے کے لئے ہجوم کی طاقت کا استعمال کیا۔ انتخابی عمل کے جائزہ کاراس عمل سے تب سے واقف ہیں جب سے برصغیر میں انتخابی نظام کا آغاز ہوا ہے۔ایسی چالاکی اور کارستانی شاذونادر ہی کسی مقبول امیدوار کی ناکامی کا باعث بنتی ہیں۔ یہ عمل

جب تک مناسب تحقیقات اور عدالتی فیصلے کے ذریعے ثابت نہ ہوجائیں یہ تہمتیں محض الزامات ہی سمجھی جاتی تھیں جب حکومت کسی غیر جانبدارانہ ٹربیونل کے ذریعے ان الزامات کی حقیقت جانچنے میں ذرہ برابر بھی دلچسپی ظاہر کرتی ہےاور چیلنج کرنے والے ان سوالوں کا تنقیدی نظر سے جائزہ لینے میں بےصبری کا مظاہرہ کرتے ہیں تو پھر یہ سوالات جمہوریت کے چند غیر موثر شیدائیوں کے سواکسی اورکو پریشان نہیں کرتے۔

دھاندلی سے مختلف ہوتا ہے۔ دھاندلی کا مطلب انتخابی عمل میں ریاستی سرپرستی میں ہونے والی مداخلت ہوتا ہے۔

دھاندلی کرنے کے لئے چند ایک اقدامات ہوتے ہیں جو صرف ریاست ہی کرسکتی ہے۔ان میں سے ایک تو عوام کے ووٹ ڈالنے کے حق میں مداخلت ہے (مثال کے طور پر انتخابی فہرستوں میں ووٹروں کے نام شامل نہ کرنا، ناموں کا غلط اندراج کرنا، آخری وقت میں ناموں کا اندراج کرنا وغیرہ)، انتخابی حلقہ بندیاں ایسے کرنا جس سے کسی مخصوص جماعت کو فائدہ پہنچے(اسے گیری مینڈرنگ کہتے ہیں یعنی انتخابی حلقے کی حدبندی میں کسی جماعت یا طبقے کوناواجب فائدہ پہنچانا) اورانتخابی عمل کو مقامی اور عاجز وکمزور دل اہل کاروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا۔ یہ مسائل ہر انتخاب کے دوران درپیش رہے۔لیکن دلائل دینے کے لئے وقت نہیں ہے۔

ریاستی اہلکاروں کے خلاف تین الزامات ہیں۔ پہلا یہ کہ ایک مخصوص جماعت کو فائدہ پہنچانے کے لئے بھاری تعداد میں بیلٹ پیپر سرکاری پریس کی بجائے نجی پریسوں سے چھپوائے گئے۔ دوسرا یہ کہ ریٹرننگ افسر دیئے گئے طریق کار کے برعکس تعینات کئے گئے اور انہوں نے انتخابی نتائج کوتبدیل کردیا اور تیسرا یہ کہ ووٹوں کی ایک بہت بڑی تعداد ناقابل قبول قرار دے کر عوامی فیصلے میں مداخلت کی گئی۔

جب تک مناسب تحقیقات اورعدالتی فیصلے کے ذریعے ثابت نہ ہوجائیں یہ تہمتیں محض الزامات ہی سمجھی جاتی تھیں جب حکومت کسی غیر جانبدارانہ ٹربیونل کے ذریعے ان الزامات کی حقیقت جانچنے میں ذرہ برابر بھی دلچسپی ظاہر کرتی ہےاور چیلنج کرنے والے ان سوالوں کا تنقیدی نظر سے جائزہ لینے میں بےصبری کا مظاہرہ کرتے ہیں تو پھر یہ سوالات جمہوریت کے چند غیر موثر شیدائیوں کے سواکسی اورکو پریشان نہیں کرتے۔

اسی طرح غیر ریاستی اداکاروں سے سرزد ہونے والی وہ غلطیاں جو جانی پہچانی ہیں اور جن کو پرکھا جاسکتا ہے یا جن سے ہونے والے نقصانات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، ان میں سوانگ بھرنا یا نقالی کرنا، کسی شہری کوالوہی یا ثقافتی خوف کے ذریعے ووٹ ڈالنے سے روکنا، طاقت یارشوت کا استعمال کرنا، بیلٹ بکسوں کوبھرنا اور پولنگ بوتھوں پر قبضہ کرنا شامل ہیں۔کیا گزشتہ برس یہ بے قاعدگیاں اور بے ضابطگیاں سرزد ہوئیں اوراگر ہوئیں تو کہاں اور کس حدتک عمل میں آئیں؟ ان کا تعلق ان حقائق سے ہے جنہیں معتبر تحقیقات کے ذریعے سامنے لانے کی ضرورت ہے۔لیکن بات پھروہیں آتی ہے کہ اس قسم کے غیرضروری تکلفات کے لئے وقت نہیں تھا۔

مزید برآں پاکستانیوں کوغیرضروری طور پر بتایا گیا کہ وہ تاریخ اور دوسری قوموں کے تجربات سے سیکھیں۔انہیں کہا گیا کہ وہ دھاندلی کے خلاف 1977 کی تحریک کو یاد کریں جس کو غیر دور اندیشانہ طور پر نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی طرف موڑ دیا گیااور جس کا انجام نظامِ ضیاء پر ہوا۔ انہیں یہ بھی کہا گیا کہ وہ ان وجوہات کا مطالعہ کریں جنھوں نے امریکہ کی سپریم کورٹ کوراغب کیا کہ بش کے صدارتی انتخاب (پہلے والے) کے دوران فلوریڈا میں انتخابی دھاندلی کی شکایتوں کی سماعت کوختم کردے اور ایسا کیونکر ہوا کہ شکایت کنندہ (الگورے) نے بش کی صدارت کے قانونی جواز پر انگشت نمائی نہیں کی۔اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم ان امریکیوں سے سبق حاصل کرسکتے ہیں جنہیں اپنے ملک میں مجسمہء آزادی نصب کرنے کے لئے جگہ نہ مل سکی۔

بڑی مسرت کے ساتھ جمہوری نظام کے تمام سہاروں کوجھاڑ جھنکار کی طرح کاٹ دیا گیا ہے۔سیاسی جماعتوں کی جگہ بالاترین رہنماؤں کے درباروں نے لے لی ہے جہاں پارٹی عہدیدار پیغام رساں کے طور پر کام کرتے ہیں۔کچھ لو کچھ دو کے ذریعے معاملات کو طے کرنے کے عمل کودفن کردیا گیا ہےاور حالت یہ ہوچکی ہے کہ خواہشوں کے غلام افراد پارلیمنٹ کا تمسخراڑاتے ہیں۔آیئے جلدی سے ایک بادشاہ تلاش کرلیں قبل اس کے کہ جمہوریت پسندوں میں سے کوئی شرارتی زرعی اصلاحات اور محنت کشوں کوان کے حقوق دینے کا وعدہ کرکے گمراہ نہ کردے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

خیر بخش مری کے مزار سے لاپتہ افراد تک

ساحر بلوچ

یہ ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے کہ جیسے ہی ہم کوئٹہ سے باہر شالکوٹ کے قریب مری قبیلہ کے تقریباً ایک لاکھ افراد کے لیے لگائے گئے استقبالیہ کیمپ میں پہنچے تو ہمیں ریڈیو پر چلنے والے پاکستان کی تعریف وتوصیف والے نغمے سنائی دیئے۔ایک قریبی پہاڑ کی چوٹی پر علیحدگی پسندوں کی جانب سے نصب کیے گئے پرچم لہرا رہے ہیں۔ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہماری آمد کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جارہا ہے۔

مٹی سے بنے گھر دیکھے جاسکتے ہیں جن میں سے کچھ سالم ہیں اور کچھ مسلسل سرچ آپریشنوں یا محض غفلت کے باعث منہدم ہونے کو ہیں۔نغمہ جاری رہتا ہے اور ہماری کار سردار خیر بخش مری کی آخری آرام گاہ کو جانے والے کچے راستے کی جانب مُڑ جاتی ہے۔ وہ جگہ جو کبھی درختوں کے سائے کے بغیر محض ایک ویران قبرستان ہوا کرتی تھی، اب شامیانوں کے سائے میں ہے۔ قالین بچھے ہوئے ہیں اور ایک سولر پینل اور ایک واٹر کولر وہاں موجود ہیں۔ وسط میں ایک قبرستان ہے جس پر آزاد بلوچستان کے پرچم لہرا رہے ہیں، جن میں سے زیادہ تر ہاتھ سے بنے ہوئے ہیں، اور اس سنگلاخ میدان کے دائیں جانب قطار در قطار سفید لوحیں نصب ہیں۔

کچھ لوحوں پر بلوچی زبان میں ان افراد کے نام درج ہیں جو گزشتہ برسوں کے دوران لاپتہ ہوئے تھے۔ ہر لوح پر لاپتہ شخص کا نام، اس کے قبیلے کا نام، تاریخ پیدائش، گمشدگی اور برآمدگی (اگر کوئی برآمد ہوا تو) کی تاریخ درج ہے۔ دیگر لوحیں خالی ہیں اور مجھے تلخ لہجے میں مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اس انتظار میں ہیں کہ ان پر کچھ لکھا جائے۔

زیادہ تر لوگ، جن میں اکثریت مردوں کی ہے، بات کرنے سے گریزاں ہیں اور جو بات کرنے پر رضامند ہوجاتے ہیں وہ بھی ایک آدھ لفظ ہی بولتے ہیں۔ یادگار کو دوبارہ تعمیر ہوئے دو ماہ ہوئے ہیں۔ تین ماہ قبل جب یہ یادگار تعمیر ہوئی تھی تو تعمیر کے چند ہی روز بعد فرنٹیئر کور کے اہلکاروں نے اسے تباہ کر دیا تھا۔ایک صحافی نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ:''وہ نہیں چاہتے کہ اس جگہ کو مزار میں تبدیل کیا جائے''۔ جب خیر بخش مری وفات پا گئے اور انہیں سپرد خاک کیا گیا تو یہ یادگار دوبارہ تعمیر ہوسکی۔لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ لاپتہ افراد کہاں ہیں۔ بہت سے لوگ اس کا جواب جانتے ہیں مگر وہ اس قدر خوفزدہ ہیں کہ اس کا کھل کر اظہار نہیں کرتے''۔



جب بلوچستان کے لاپتہ افراد کا سوال سامنے آتا ہے تو جوابات بہت کم ہوتے ہیں۔ سات ماہ قبل ایک چرواہے کو توتک میں ایک ٹیلے کے اردگرد انسانی ہڈیاں پڑی ہوئی ملیں۔ اگرچہ یکم فروری کو صوبائی حکومت کی جانب سے ایک عدالتی ٹربیونل تشکیل دیا گیا تھا اور بلوچستان ہائی کورٹ کے جج نور محمد میسکان زئی بطور ٹربیونل کے سربراہ قبروں کی تحقیقات کے لیے گئے تاہم رپورٹ کے نتائج تاحال سامنے نہیں آئے۔ چند ہفتے قبل معلوم ہوا کہ یہ رپورٹ وزیر اعلیٰ بلوچستان کے حوالے کر دی گئی تھی اور یہ فیصلہ ان کی بیرون ملک سے وطن واپسی پر کیا جائے گا کہ اس رپورٹ کو منظر عام پر لایا جائے گا یا نہیں۔کہا جاتا ہے کہ اب یہ رپورٹ سیل کر دی گئی ہے اور اسے سپریم کورٹ کی اجازت کے بعد منظر عام پر لایا جائے گا جس نے سال کے آغاز میں اس واقعے کا ازخود نوٹس لیا تھا۔

ہائی کورٹ کے ایک وکیل جو اس مقدمے کے متعلق میڈیا سے گفتگو کرنے کے اس لیے مجاز نہیں ہیں کیونکہ وہ عدالتی تحقیقات کرنے والے ٹربیونل کے رکن تھے، کا کہنا ہے:''یہ رپورٹ کبھی بھی منظر عام پر نہیں آئے گی۔ یہ 1972 میں تشکیل دیے گئے حمود الرحمان کمیشن رپورٹ جیسی ہے۔اصل رپورٹ کبھی بھی سامنے نہیں آئی۔ البتہ سابق مشرقی پاکستان میں جو ظلم کیے گئے ان کے متعلق عوامی حلقوں میں خاصی بحث ہوئی۔'' انہوں نے مزید کہا کہ زیادہ تر لوگ جو اجتماعی قبروں سے متعلق ٹربیونل کا حصہ تھے، انہیں یا تو کام کرنے سے روک دیا گیا ہے یا پھر انہیں ان عناصر کی جانب سے دھمکیوں کا سامنا ہے جو بلوچستان کی امن عامہ کی صورت حال کو خراب کرنے میں ملوث تھے۔ میں جب سے اس کمیشن کا حصہ بنا ہوں، میرے فون مسلسل ٹیپ کیے جا رہے ہیں اور مجھے بطور وکیل اپنی مہارت کی بجائے بار بار اپنے ملک سے وفاداری کا ثبوت دینا پڑتا ہے''۔

فروری میں قبروں کی دریافت کے بعد مارچ میں بھی چند نعشیں برآمد ہوئیں۔ ان وکیل کا کہنا ہے کہ: ''ہمیں یقین تھا کہ وہ علاقہ جس میں ردّ و بدل کیا گیا ہے، تفتیش کے بعد خود ظاہر کردے گا کہ وہاں پر ایک اجتماعی قبر موجود ہے۔لیکن بعدازاں جو چند قبریں ہمیں ملیں ان میں سے چند ایسی زمین پر تھیں، جس کو دیکھ کر لگتا تھا کہ اسے برسوں سے چُھوا تک نہیں گیا تھا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجتماعی قبریں حال کا معاملہ نہیں ہے۔لیکن اپنی جان جانے کے خطرے کے پیش نظر کوئی بھی شخص یہ بات زبان پر لانے کو تیار نہیں ہوگا۔

اپنے بیٹے کی مسخ شدہ نعش وصول کرنے کے بعد 2009ء سے لاپتہ افراد کے لیے جدوجہد کرنے والے عبدالقدیر بلوچ جو ماما قدیر کے نام سے مشہور ہیں، روزانہ پریس کلب کے سامنے دھرنا دیتے ہیں، لیکن آج کی سہ پہر کو وہ اس سکیورٹی گارڈ کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے ہیں جو ان کے کیمپ کے باہر تعینات کیا گیا ہے۔ان کا کہنا ہے: ''میں اس کے ہاتھوں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے یہاں بیٹھے کئی سال بیت چکے ہیں، اس وقت سکیورٹی کہاں تھی، اور اب کیوں ہے؟'' قدرے پرسکون ہونے کے بعد وہ رپورٹ کے بارے میں گفتگو کرنے لگتے ہیں اور ان کا کہنا تھا کہ یقیناً یہ رپورٹ شائع ہوگی۔ ''لیکن اُس وقت جب ذمہ داروں میں سے آدھے افراد بیرون ملک منتقل ہوچکے ہوں گے یا ریٹائر یا فوت ہوچکے ہوں گے یا پھر اس وقت جب وہ تحفظ حاصل کرنے کے اہل نہیں رہیں گے''۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

بہتر تعلیم کے لئے سازگار سیاسی ماحول لازم ہے

مشرف زیدی

سیاسی مسائل میں سے دو چار ہی ایسے ہیں جن پر پاکستان اس طرح متحد دکھائی دیتا ہے جیسے یہ تعلیم پر ایک ہے۔ سیاسی جماعتیں، نسلی طبقات اور صوبے، سبھی اس بات پر متفق ہیں کہ تمام بچے عمدہ تعلیم کے حقدار ہیں۔ پھر بھی پانچ سے سولہ سال عمر کے اڑھائی کروڑ بچے سکول سے باہر ہیں اور پانچویں جماعت کے تمام بچوں میں سے نصف اس قابل بھی نہیں کہ وہ کام کر کے دکھا سکیں جن کی اہلیت دوسری جماعت کے بچے میں ہونی چاہئے۔

تعلیم کی خاطر لگی بندھی اپیلوں میں سب شریک بن جاتے ہیں۔ لیکن جب ''سب کے لئے تعلیم'' کی خاطر درکار تبدیلی کے مختلف پہلوؤں کو عملی شکل دینے کی بات آتی ہے تو یہ تقریباً ناممکن ہو کر رہ جاتی ہے۔ بحثوں پر بحثیں ہوتی ہیں جو گھسی پٹی باتوں تک آ پہنچتی ہیں لیکن کوئی ایک جامع فہرست طے نہیں ہو پاتی کہ کیا کچھ فوری طور پر کرنا ضروری ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کچھ بھی نہیں ہو پاتا۔ اسے تبدیل کرنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ سازگار سیاسی ماحول 'بہتر تعلیم' کے نعرے کو حقیقت کا روپ دینا ایک کٹھن سیاسی عمل ہے۔ ایک غیر موثر اتفاق رائے کو ایک عملی بحث، جو ٹھوس اصلاحات کو آگے بڑھائے، کا روپ دینا بھی ایک سیاسی عمل ہے۔ ہم تعلیمی نتائج کی موجودہ صورتحال کو اس وقت تک نہیں بدل پائیں گے جب تک کہ ہم یہ نہیں جان لیتے کہ اس عمل کی نقشہ بندی کس طرح کی جاتی ہے، اسے کس طرح آگے بڑھایا جاتا ہے اور اس کے لئے گفت و شنید کیسے کی جاتی ہے۔ سیاست ضرورت پر نہیں بلکہ مطالبے پر جوابی اقدام کرتی ہے۔ شعبہ تعلیم میں اصلاحات کی ضرورت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں لیکن اس جوں کی توں صورتحال کو اس وقت تک تبدیل نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ کوئی اس ضرورت کو ایک باقاعدہ شکل نہ دے دے اور دوسرے اس کی ہاں میں ہاں نہ ملائیں۔ ہمیں ایک ایسے فریم ورک کی ضرورت ہے جو سیاق و سباق میں تعلیم کی ضرورت کو ایسے سیاسی مطالبات کی شکل دے جو اس قابل ہوں کہ دیگر زیادہ نمایاں مفادات، لابیوں اور مسائل کے مقابل اپنی جگہ بنا سکیں۔ ہمیں تعلیم کو سیاست کے ساتھ اسی طرح جوڑنا ہو جس طرح قومی سلامتی، پاکستان کی شناخت، بین الاقوامی دباؤ اور معاشی و مالیاتی دباؤ جیسے امور اس کے ساتھ جڑے ہیں۔ سب سے پہلے شاید قومی سلامتی ہے جو پاکستان سیاست میں سب سے نمایاں نظر آتی ہے۔ پاکستان بار بار سلامتی سے متعلق بحرانوں سے گزر چکا ہے اور اس نے اپنے ہمسایہ ممالک اور غیر ریاستی عناصر کے ساتھ مسلح تنازعات کا مقابلہ بھی کیا ہے۔ دوسرا، بحیثیت ملک پاکستان ابھی کم عمر ہے جہاں سیاست میں شناخت اور کلچر جیسے مسائل کافی حساس سمجھے جاتے ہیں۔ پاکستانی شناخت کو کوئی خطرہ درپیش آئے یا اس پر کوئی حرف گیری کی جائے تو ایک دھواں دھار بحث چھڑ جاتی ہے۔ تیسرا، بین الاقوامی دباؤ پاکستان میں سیاسی بحثوں کا ایک لازمی جزو ہے اور جب اسے تعمیری انداز میں بروئے کار لایا جائے تو یہ اصلاح کی تحریک پیدا کرنے اور اس کی حمایت میں مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ چوتھا، معاشی و مالیاتی دباؤ پاکستان کے سیاسی منظر نامے کے اہم پہلوؤں میں شمار ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اشرافیہ کتنی ہی لٹیری کیوں نہ ہو اسے اپنے مفادات کو آگے بڑھانے کے لئے کم سے کم بنیادی وسائل ضرور درکار ہوتے ہیں۔ یہ وسائل اس وقت تک مہیا نہیں کئے جا سکتے جب تک کہ ایک بھرپور معاشی فریم ورک اپنی جگہ موجود نہ ہو۔ پیسہ اور معاشی استحکام کی اپنی ایک اہمیت ہے اس لئے ریونیو کا حصول اور اخراجات سیاسی بحث کا لازمی جزو ہیں۔

پاکستان میں تعلیمی اصلاحات کو سیاست کے ساتھ اسی صورت میں جوڑا جا سکتا ہے اگر یہ دباؤ کے ان چار میں سے کسی نکتے کو

> سیاسی انداز میں سوچنے اور عمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی ٹیکنو کریٹس والی ان حدود سے نکلنے کے لئے تیار ہو جائیں جو ہمیں کوئی خطرہ مول لینے سے روکتی ہیں۔ عوامی بحث کس قدر سادہ یا مفاد پرستی پر مبنی ہے ہمیں اس سے مایوس نہیں ہونا چاہئے اور ہمیں چاہئے کہ اس بحث کے رجحانات کو تعلیمی بحث پر غالب نہ آنے دیں۔ ہمیں مزید مسائل میں الجھنے سے پہلے عوامی بحث میں اتفاق رائے پر مبنی ایسی باتوں کو تحفظ اور فروغ دینا ہوگا جو فوری اور بامعنی تبدیلیوں کا موقع پیدا کریں۔ ہمیں تعلیم کے حق سے محروم اڑھائی کروڑ بچوں کی خاطر تعلیم میں اصلاحات کی بحث کو فی الفور سیاست سے جوڑنے کے لئے کام کرنا ہوگا۔

ابھارنے میں کامیاب رہیں۔ کیا پانچ کروڑ ناخواندہ نوجوانوں پر مشتمل کوئی قوم محفوظ رہ سکتی ہے؟ تعلیم کے علمبرداروں کو یہ دلیل اپنانی چاہئے کہ یہ اصلاحات قومی سلامتی کے لئے ناگزیر ہیں۔ کیا کوئی قوم ایک ایسی صورتحال میں اپنی بات پورے اعتماد کے ساتھ کر سکتی ہے جہاں صرف ناکامیوں کو خوب اچھالا جاتا ہو اور کامیابیوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہو؟ تعلیم کے علمبرداروں کو چاہئے کہ ان کامیابیوں کو سامنے لائیں۔ کیا بین الاقوامی برادری کسی ایسی قوم کے بارے میں سنجیدہ طرز عمل اپنا سکتی ہے جو اپنے دوستوں اور خیرخواہوں کے دست شفقت کے بغیر اپنے لوگوں کی بنیادی ضروریات بھی پوری نہ کر سکتی ہو؟ تعلیم کے علمبرداروں کو چاہئے کہ وہ بین الاقوامی تجربات سے فائدہ اٹھائیں اور اصلاح کی مقامی کوششوں کی حمایت میں اضافہ کریں۔ کیا کوئی قوم تعلیم یافتہ افرادی قوت کے بغیر معاشی لحاظ سے ترقی کر سکتی ہے؟ تعلیم کے علمبرداروں کو چاہئے کہ وہ تعلیم کو ایک معاشی مسئلہ بنائیں اور بتائیں کہ ناکامی کا خمیازہ کیا ہے اور کامیابی کے ثمرات کیا ہیں۔ تبدیلی کی جستجو عوامی عزم اور غالب اشرافیہ کے مفادات کو جمہوری نظام حکومت میں یکجا کر دیتی ہے۔ بہتر تعلیم کا عوامی عزم پہلے سے موجود ہے جس کا اندازہ نجی شعبہ تعلیم کی بے پناہ افزائش اور ان سروے نتائج سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو اس مطالبے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اگر آپ بین الاقوامی تجربات سے سبق حاصل کرتے ہوئے تعلیم کو قومی سلامتی، شناخت اور معیشت کا تقاضا بنا دیں تو یہ مطالبہ زیادہ پرزور اور زیادہ سیاسی بن جائے گا۔ عام لوگوں کی آواز جب اس زبان میں بلند ہو گی جو پاکستانی اشرافیہ کی سمجھ میں آتی ہے تو تبدیلی کا امکان مزید بڑھ جائے گا۔ تعلیم کے لئے تبدیلی کا نظریہ دراصل سیاست دانوں یعنی عوام کے نمائندوں کی طرف سے سامنے آنا چاہئے۔ بامعنی تبدیلی کا امکان اس وقت تک محدود رہے گا جب تک کہ سیاست دان اس ایجنڈا کو اپنا ایجنڈا نہ بنا لیں، اس کے علمبردار اور اس کے نگہبان نہ بن جائیں۔ ہم یہ سب اس بناء پر جانتے ہیں کہ پالیسی پر کام کرنے والی سیاست سے پاک برادری گزشتہ دو نسلوں سے اصلاحات کی کوششوں میں لگی ہے۔ یہ لوگ تعلیم کو ایک تکنیکی مسئلہ سمجھتے رہے ہیں اور انہوں نے اسے سیاست سے نکالنے کی کوشش کی لیکن یہ ایک ناکام تجربہ تھا۔ ٹیکنو کریٹس نے پاکستان کی تعلیمی ایمرجنسی کو برقرار رکھنے اور اسے شدید تر بنانے میں مدد دی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تدریسی ماہرین کو ایک طرف کر دیں۔ پالیسی پر کام کرنے والی برادری تبدیلی کے نظریہ کے لئے معلومات، ڈیٹا، مفروضوں، حقائق کی پڑتال اور عملدرآمد کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے۔ لیکن اصل میں کیا کچھ تبدیل ہونا ہے اور کس طریقے سے ہونا ہے اس کی سیاسی ملکیت بہت ضروری ہے۔ علاوہ ازیں سیاسی ملکیت میں یہ حقیقت بھی نظر آنی چاہئے کہ تعلیمی اصلاحات محض ایک بار کی بات نہیں۔ اصل تبدیلی ایک عمل ہے جو کم و بیش ایک نسل تک تو جاری رہے گا اور سیاسی اختیار کے بغیر یا اس صورت میں بھی اس کا حصول ممکن نہیں اگر مطلوبہ تبدیلی پر ہر سیاسی پارٹی کا اپنا وژن ہو۔ تبدیلی کے کسی بھی نظریہ کی وسیع تر ملکیت ناگزیر ہے جسے ہر طرح کی سیاسی جماعتیں اپنانے کو تیار ہوں۔ پاکستان کا سیاسی طبقہ اپنی تمام تر مفاد پرستی کے باوجود ماضی میں کم از کم یہ ثابت کر چکا ہے کہ وہ فوری قومی مفاد کے مسائل پر نتیجہ خیز اتفاق رائے کی صلاحیت ضرور رکھتا ہے۔ یہ اتفاق رائے اسی صورت ممکن ہے کہ تعلیم کو ایک ایسے مسئلے کے طور پر پیش کیا جائے جس کے ہاتھوں اپنی بقاء داؤ پر لگی ہے۔ ایسا ہو گیا تو پھر لیڈر اس بارے میں ضرور سوچیں گے کہ تبدیلی لانے کے لئے انہیں کیا کرنا چاہئے۔

سیاسی انداز میں سوچنے اور عمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی ٹیکنو کریٹس والی ان حدود سے نکلنے کے لئے تیار ہو جائیں جو ہمیں کوئی خطرہ مول لینے سے روکتی ہیں۔ عوامی بحث کس قدر سادہ یا مفاد پرستی پر مبنی ہے ہمیں اس سے مایوس نہیں ہونا چاہئے اور ہمیں چاہئے کہ اس بحث کے رجحانات کو تعلیمی بحث پر غالب نہ آنے دیں۔ ہمیں مزید مسائل میں الجھنے سے پہلے عوامی بحث میں اتفاق رائے پر مبنی ایسی باتوں کو تحفظ اور فروغ دینا ہوگا جو فوری اور بامعنی تبدیلیوں کا موقع پیدا کریں۔ ہمیں تعلیم کے حق سے محروم اڑھائی کروڑ بچوں کی خاطر تعلیم میں اصلاحات کی بحث کو فی الفور سیاست سے جوڑنے کے لئے کام کرنا ہوگا۔

مشرف زیدی عطیہ دینے والے ادارے اور حکومت کے لئے مشاورتی خدمات انجام دیتے ہیں۔ وہ اپنی تحقیق اور تجزیہ میں وسیع نوعیت کے موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں جن میں تعلیم، امداد و تعمیر نو، بااختیار شہری اور عوامی سفارت کاری شامل ہیں۔

گلگت بلتستان میں تشدد کی لہر

گلگت یکم نومبر کو اپنی مدد آپ کے تحت آزادی حاصل کرنے والے گلگت کے عوام مسلکی بنیادوں پر تقسیم ہونے کے باوجود امن وسکون سے رہ رہے تھے۔ان کے اجداد نے آزادی کی جنگ بھی متحد ہو کر لڑی تھی مگر ملک کے دیگر شہروں سے آہستہ آہستہ مختلف اشیاء کی طرح مذہبی منافرت بھی یہاں آنے لگی۔1988ء میں کوہستان کی طرف سے ایک بہت بڑے لشکر نے گلگت پر ہلہ بول دیا۔اس لشکر کشی کی وجہ سے نہ صرف فوری طور پر قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوا بلکہ یہاں کے عوام کے درمیان موجود مثالی اتحاد کی بنیادیں اکھڑ گئیں۔وہ دن اور آج کا دن گلگت میں مسلکی بنیاد پر قتل وغارت کا سلسلہ جاری ہے مگر یہ شر پسندی گلگت بلتستان کے دیگر علاقوں میں نہیں پھیل سکی تھی۔تاہم گذشتہ چند برسوں کے دوران چلاس اور کوہستان کے علاقوں میں ایک مسلک سے تعلق رکھنے والوں پر مسلسل حملے گئے گئے جس کے اثرات پورے علاقے میں پھیل گئے اور علاقہ نفرت کی آگ میں جھلسنے لگا۔یاد رہے کہ مسلکی یا لسانی ٹکراؤ کے باوجود گلگت بلتستان کے عوام کے مفادات مشترکہ ہیں اس لئے اہم علاقائی مسائل خصوصاً آئینی حقوق کے حصول پر یہ ہمیشہ متفق رہے جس کا عملی مظاہرہ رواں سال کے شروع میں اس وقت ہوا جب وفاقی حکومت نے گلگت بلتستان کے عوام کیلئے ماضی میں دی جانے والی گندم سبسڈی کا خاتمہ کرتے ہوئے ایک دم فی بوری قیمت میں 8 سو روپے سے زیادہ کا اضافہ کر دیا۔اس زیادتی کے خلاف ایک گرینڈ الائنس کا قیام عمل میں آیا جس کو عوامی ایکشن کمیٹی کا نام دیا گیا۔ عوامی ایکشن کمیٹی میں علاقے کی کم وبیش 22 سیاسی، مذہبی اور علاقائی جماعتیں شامل ہیں۔ایکشن کمیٹی نے گلگت سے اپنی مہم کا آغاز کیا جس کا مقصد تمام تر تعصّبات کو بھلا کر قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور ان کو آئینی حقوق کیلئے جدوجہد کرنے کی خاطر تیار کرنا تھا۔ایکشن کمیٹی کو دیکھتے ہی دیکھتے پورے علاقے میں پذیرائی ملنے لگی اور پھر گلگت کے بعد دیگر علاقوں میں بھی کامیاب اور تاریخی احتجاجی تحریک کا سلسلہ شروع ہوا۔15 دن تک جاری رہنے والی اس احتجاجی تحریک کے دوران گلگت بلتستان کی صوبائی حکومت اور پاکستان کی وفاقی حکومت دونوں کو عوام کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے گندم کی قیمت میں نمایاں کمی لانا پڑی۔تحریک کے قائدین نے نہ صرف تحریک کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کیا بلکہ علاقے میں مسلکی اور لسانی تفرقہ بازی میں آنے والی نمایاں کمی پر اطمینان کا اظہار کرنے لگے۔عوامی سطح پر اس بڑے اتحاد نے حکمرانوں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ مسلسل حقوق سے محروم رہنے والے لوگ جب اکھٹے ہو جائیں تو پھر مطالبات کی منظوری کے بغیر گھروں کو نہیں لوٹ سکتے چنانچہ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مختلف عناصر نے اس اتحاد کو توڑنے کے مختلف طریقوں پر غور وفکر شروع کر دیا۔عید الفطر سے ایک روز قبل صوبے کے پر امن اضلاع سکردو اور گانچھے میں اچانک حالات ناخوشگوار ہو گئے۔ چاند رات کو سکردو میں فائرنگ اور لڑائی جھگڑوں کے نتیجے میں ایک پولیس اہلکار سمیت 7 افراد زخمی ہو گئے جن میں 3 کو گولیاں لگی تھیں۔اُپل ایریا میں ہونے والی لڑائی دو بچوں کے درمیان لین دین کے معاملے سے شروع ہوئی مگر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے لسانی رنگ پکڑ لیا جبکہ شہر کے ایک اور علاقہ نغو لی سپنگ میں مسلم لیگ کے صوبائی ترجمان اشرف صدا کی گاڑی پر فائرنگ کر کے ان کو زخمی کر دیا گیا۔اگلے روز یعنی عید کے دن ہسپتال ایریا میں ایک پولیس سب انسپکٹر نے بچوں کے جھگڑے پر طیش میں آ کر ایک سپاہی سے بندوق چھین کر فائرنگ کر دی۔جس کے نتیجے میں 6 افراد زخمی ہو گئے۔ان واقعات میں ملوث 21 افراد کو پولیس نے حراست میں لے لیا ہے جبکہ شک کی بنیاد پر بہت سارے نوجوانوں کو روز تھانے لے جایا جا رہا ہے۔عید سے ایک روز قبل ضلع گانچھے کے صدر مقام خپلو میں دو مذہبی گروپوں میں تصادم کے نتیجے میں 40 افراد زخمی ہو گئے،اس کے اگلے دن گلشن کبیر گاؤں میں بھی حالات خراب ہو گئے اور مذہبی بنیاد پر فساد پھوٹ پڑے جہاں مزید 12 افراد زخمی ہو گئے۔ان واقعات میں ملوث 70 افراد کو پولیس نے گرفتار کر لیا اور زیادہ تر کو خپلو میں رکھنے کی بجائے سکردو منتقل کر دیا گیا اور وہ اب سکردو کے مختلف تھانوں میں بند ہیں۔ان حالات کے بعد علاقے میں مذہبی اور لسانی تعصب کو تیزی سے ہوا ملی ہے مگر عوام اب بھی نہایت محتاط ہیں۔عوام کا کہنا ہے کہ گلگت بلتستان کے عوام کا اتحاد سازشی عناصر سے برداشت نہیں ہو رہا جس کی وجہ سے منافرتیں پھیلانے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ادھر عوامی ایکشن کمیٹی کے رہنماؤں غلام شہزاد آغا اور دیگر نے سکردو میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا کہ حالیہ واقعات گلگت بلتستان کے عوام کو تقسیم کرنے کی سازش کے سوا کچھ نہیں۔ان کا کہنا تھا کہ گندم سبسڈی کے معاملے پر پورے خطے کے عوام نے جس اتحاد کا مظاہرہ کیا اس سے یہ بات عیاں ہو گئی تھی کہ بہت جلد یہ اسی طاقت کے ساتھ اپنے آئینی حقوق کا مطالبہ کریں گے۔اسی خدشے کے تحت سازشی عناصر نے یہاں فرقہ واریت اور لسانیت کے نئے بیج بونے کا فیصلہ کیا ہے۔حالیہ واقعات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ حکومتی سرپرستی میں یہ کام کیا جائے گا۔انہوں نے حالات کا ذمہ دار ڈی آئی جی بلتستان اور ایس ایچ او سٹی تھانہ سکردو کو قرار دیتے ہوئے ان کے تبادلے کا بھی مطالبہ کر دیا ہے۔

(مظفر حسین)

مسلح افراد کی فائرنگ سے نوجوان قتل

پنجگور 18 جولائی کو پنجگور کے علاقے چتکان میں ایک موٹر سائیکل پر سوار دو مسلح افراد نے بازار میں ایک دکاندار پر فائرنگ کر کے خدابادان سراوان کے رہائشی کریم جان کو زخمی کر دیا جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔کریم جان کے قتل کی ذمہ داری بلوچ مسلح تنظیم بی ایل ایف نے قبول کر لی۔ ذرائع کے مطابق کریم جان ایک شریف آدمی تھا اور اس کا کسی بھی گروپ سے تعلق نہیں تھا۔

(رفیق چاکر)

زائرین کی بس پر حملہ

خضدار 28 جولائی کو ذکری فرقے سے تعلق رکھنے والے تربت سے خضدار جانے والے زائرین کو تحصیل نال کے علاقہ گریشتہ میں ریموٹ کنٹرول بم سے نشانہ بنایا گیا۔ دھماکہ میں سات زائرین زخمی ہو گئے جن میں سے دو کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔لیویز کے مطابق واقعہ کی تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔تاہم رپورٹ کے ارسال ہونے تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آ سکی تھی اور واقعہ کی ذمہ داری کسی بھی تنظیم نے قبول نہیں کی۔

(محمد یونس)

مسلح افراد کی فائرنگ سے دو افراد قتل

خضدار شہر میں نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ سے دو افراد جاں بحق ہو گئے۔18 جولائی کو محمد اشرف اور علی نواز خضدار شہر کے علاقہ کھٹان میں اپنے گھر کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ نامعلوم مسلح افراد نے ان پر فائرنگ کر دی جس سے دونوں بھائی شدید زخمی ہو گئے۔ زخمیوں کو پولیس نے سول ہسپتال خضدار پہنچایا جہاں دونوں بھائی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسے۔ پولیس نے ضروری کارروائی کے بعد نعشیں ورثاہ کے حوالے کر کے ملزمان کی تلاش شروع کر دی۔ واقعہ کی ذمہ داری کسی بھی تنظیم نے قبول نہیں کی۔

(محمد یونس)

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 جولائی سے 24 اگست تک 93 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 67 خواتین شامل ہیں۔15 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 3 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
25 جولائی	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	منشا	دیور	گالو، فیروزوالہ	درج	ـ	روزنامہ جنگ
26 جولائی	م	بچی	3 برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	گرین ٹاؤن، لاہور	درج	ـ	روزنامہ جنگ
26 جولائی	محمد عامر	بچہ	10 برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	غفار ٹاؤن، کوٹ رادھا کشن	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
28 جولائی	س	خاتون	ـ	شادی شدہ	بلا، سیدو	ـ	گاؤں ڈھاوا پروآ کے، ڈی آئی خان	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
28 جولائی	ـ	بچی	10 برس	غیرشادی شدہ	قیصر، پرویز	اہل علاقہ	آرائیانوالہ، شیخوپورہ	درج	گرفتار	روزنامہ مشرق
29 جولائی	ـ	بچی	7 برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	نواب ٹاؤن، لاہور	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
29 جولائی	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	رانی پور، کنگن پور، قصور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
یکم اگست	امتیاز سولنگی	بچہ	4 برس	غیرشادی شدہ		اہل علاقہ	گوٹھ سکھیو سولنگی، نوشہروفیروز، سندھ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
یکم اگست	اسد جونیجو	مرد	17 برس	غیرشادی شدہ	غلام حسین کولاچی، ظفر گڈانی	اہل علاقہ	گھوٹہ مارکیٹ گھوٹکی، سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
یکم اگست	قربان علی	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	ڈیرہ مراد جمالی	درج	ـ	روزنامہ انتخاب
یکم اگست	الف	بچی	12 برس	غیرشادی شدہ	ـ	کزن	چیچہ وطنی	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبون
یکم اگست	عبدالرحمان	مرد	15 برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	رانا ٹاؤن، فیروزوالہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
یکم اگست	الف	بچی	5 برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	محلّہ سلیم پورہ، سمبڑیال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 اگست	ـ	بچی	5 برس	غیرشادی شدہ	سعید	اہل علاقہ	گاؤں ڈیرہ راجپوتاں، حافظ آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 اگست	س	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	محمد طارق	اہل علاقہ	کلی، کنگن پور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 اگست	س	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	پیرا عجاز	اہل علاقہ	ملیاں، شیخوپورہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 اگست	آفتاب	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	حسین	اہل علاقہ	عالم شاہ، تاندلیانوالہ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 اگست	س	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	نصراللہ	اہل علاقہ	فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 اگست	ب	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	صدی احمد	اہل علاقہ	سمندری، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 اگست	رفیق احمد	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	پھندا ڈال کر	گوادر	درج	ـ	روزنامہ انتخاب
4 اگست	ن	خاتون	18 برس	غیرشادی شدہ	رفیق، شریف، آصف، عمران	اہل علاقہ	بستی حسین آباد، شورکوٹ	درج	ـ	روزنامہ خبریں
4 اگست	ر	خاتون	15 برس	غیرشادی شدہ	قیصر نواز	اہل علاقہ	کوٹ لکھنانہ، جھنگ	درج	ـ	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
6اگست	سلمان	بچہ	5برس	غیر شادی شدہ	اسلم،اختر	اہل علاقہ	گاؤں چک کھڈو،اٹھارہ ہزاری	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبون
6اگست	ـ	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	ذیشان	بیٹا	ہاؤسنگ کالونی کینال ویو پارک،شیخوپورہ	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
6اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	عبدالرحمان	اہل علاقہ	محلّہ فرید آباد،قصور	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
6اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	غلام قادر،بلال	اہل علاقہ	منڈی احمد آباد،اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
6اگست	ص	خاتون	14برس	غیر شادی شدہ	امتیاز تنیو	اہل علاقہ	نظر محلّہ لاڑکانہ،سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
7اگست	ـ	خاتون	24برس	غیر شادی شدہ	ظہیر	کزن	سرگودھا روڈ،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ خبریں
7اگست	ح	خاتون	ـ	شادی شدہ	امتیاز	اہل علاقہ	حمید کالونی،ڈسکہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
7اگست	س	خاتون	ـ	ـ	آصف	اہل علاقہ	چک 154ج ب،چنیوٹ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
7اگست	قیصر علی	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	عبدالرشید	اہل علاقہ	چک 39 گ ب،فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
7اگست	افتخار احمد	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	رحمت	اہل علاقہ	حاجی چاند،اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
9اگست	الف	بچی	12برس	غیر شادی شدہ	وحید علی	اہل علاقہ	تھانہ غلہ منڈی،ساہیوال	درج	ـ	روزنامہ پاکستان ٹائمز
10اگست	ص	خاتون	14برس	غیر شادی شدہ	فاروق	اہل علاقہ	کوٹ راھا کشن	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
10اگست	محمد حیدر	بچہ	6برس	غیر شادی شدہ	عمر شہزاد	اہل علاقہ	فقیر والی،فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
10اگست	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ظہور	اہل علاقہ	غلام محمد آباد،فیصل آباد	درج	ـ	ایکسپریس ٹریبون
11اگست	ص	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ثقلین،رزاق،علی شیر	اہل علاقہ	ہڑپہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12اگست	س	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	محمد ارشد	اہل علاقہ	کوٹلہ،قصور	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12اگست	شاہ زیب	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	حنیف	اہل علاقہ	فرید چوک،فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12اگست	امیر حمزہ	بچہ	10برس	غیر شادی شدہ	غلام عباس	اہل علاقہ	چیچہ وطنی	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12اگست	ص	بچی	8برس	غیر شادی شدہ	حافظ سلیم	اہل علاقہ	کوٹلہ باقر شاہ،بہاولپور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13اگست	ف	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	عبیداللہ	ـ	گلشن کالونی،فیروزوالہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13اگست	طیب	مرد	15برس	غیر شادی شادی	بابر،ارشد	اہل علاقہ	فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13اگست	ـ	بچہ	5برس	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	ڈسکہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
14اگست	ش	خاتون	ـ	ـ	محمد ارشد	اہل علاقہ	چونیاں،قصور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
14اگست	م	خاتون	22برس	ـ	ـ	اہل علاقہ	سدھار بائی پاس،فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
15اگست	ش	بچی	12برس	غیرشادی شدہ	یوسف،اکرم	اہل علاقہ	مظفرگڑھ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
15اگست	ن	خاتون	۔	۔	ناصر	اہل علاقہ	مسلم ٹاؤن،فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
15اگست	س	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	فیصل محمود	اہل علاقہ	ڈسکہ	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
15اگست	۔	خاتون	۔	۔	۔	اہل علاقہ	فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
16اگست	عبداللہ	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	مطیع الرحمان	اہل علاقہ	فیصل آباد	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
16اگست	نقاش	بچہ	5برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
16اگست	ف	خاتون	۔	۔	فخر حیات	اہل علاقہ	فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
16اگست	ر	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	جاوید	اہل علاقہ	محلّہ غوثیہ، جھنگ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
17اگست	ف	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	ریاست	اہل علاقہ	گاندھیاں،مانسہرہ	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس
17اگست	ب	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	سکندر	اہل علاقہ	محلّہ مجاہد نگر،شیخوپورہ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
17اگست	الف	خاتون	۔	۔	عبدالغفار	اہل علاقہ	اوکاڑہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
17اگست	لطیف	مرد	16برس	غیرشادی شدہ	منشاء	اہل علاقہ	62ای بی، پاکپتن	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
17اگست	علی حیدر	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	ادریس	اہل علاقہ	لالہ زاد، وہاڑی	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
18اگست	ک	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	اللہ بخش	اہل علاقہ	گلشن سبحان کالونی،قصور	۔	۔	روزنامہ خبریں
18اگست	س	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	عبدالوحید	اہل علاقہ	قصور	درج	۔	روزنامہ خبریں
18اگست	ش	خاتون	۔	۔	زاہد،عطاءاللہ، جاوید	اہل علاقہ	موسیٰ کالونی، بہاولپور	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبون
18اگست	ک	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	محمد نگر	درج	۔	روزنامہ ایکسپریس
19اگست	۔	بچی	4برس	غیرشادی شدہ	علی رضا	اہل علاقہ	نبی پورہ،شیخوپورہ	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ
19اگست	۔	بچی	4برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	شیراموڑ، گکھڑمنڈی	۔	۔	روزنامہ جنگ
19اگست	شاہ زمان	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	عجب،رمضان، یعقوب دشتی	اہل علاقہ	گلاب ماچھی محلّہ جیکب آباد،سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
20اگست	س	بچی	4برس	غیرشادی شدہ	وسیم	اہل علاقہ	اسلام پورہ، بہاولپور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
20اگست	۔	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	گاؤں ٹاہلی والی، بہاولپور	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبون
20اگست	۔	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	۔	۔	بہاولپور	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبون
20اگست	۔	خاتون	۔	۔	۔	اہل علاقہ	حاصل پور، بہاولپور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
20اگست	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	احمد پور ایسٹ، بہاولپور	ـ	ـ	ایکسپریس ٹریبیون
20اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	بہاولپور	ـ	ـ	ایکسپریس ٹریبیون
20اگست	ـ	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	عرفان	اہل علاقہ	فیصل کالونی، پتوکی	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	ن	خاتون	ـ	شادی شدہ	امجد	اہل علاقہ	کوٹ رادھا کشن	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	ـ	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	عمران	اہل علاقہ	شاہکوٹ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	نصیر	اہل علاقہ	چک 380 گ ب، سمندری	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	ـ	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	ف	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	اسلم، ملک عمران	اہل علاقہ	کامونکی	درج	ـ	روزنامہ خبریں
20اگست	حیدر علی	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	طاہر علی چنو	اہل علاقہ	چک شہر، شکارپور، سندھ	درج	ـ	روزنامہ روزنامہ کاوش
21اگست	الف	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	مظہر عباس	اہل علاقہ	چیچہ وطنی	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	محمد فاروق	مرد	17برس	غیرشادی شدہ	محمد عرفان	اہل علاقہ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	رخشندہ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	عامر، اکرم	اہل علاقہ	262 آر، سنگھرہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	م	خاتون	ـ	شادی شدہ	علی رضا	اہل علاقہ	چیچہ وطنی	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	ت	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	شہدادکوٹ، قمبر، سندھ	درج	ـ	روزنامہ روزنامہ کاوش
21اگست	خ	بچی	10برس	غیرشادی شدہ	یعقوب سومرو	اہل علاقہ	جانی بند، نصیر آباد، قمبر، سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ روزنامہ کاوش
22اگست	ش	خاتون	ـ	شادی شدہ	عنایت، عارف	اہل علاقہ	نصیر آباد، شرقپور	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22اگست	ش	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	چٹھہ کالونی، فیروز والہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22اگست	س	خاتون	ـ	ـ	جاوید	اہل علاقہ	جھنگ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	وکی	بچہ	4برس	غیرشادی شدہ	علی رضا	اہل علاقہ	کامونکی	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	عبدالرشید	اہل علاقہ	جھنگ بازار، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	س	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	ثاقب	اہل علاقہ	337 ج ب، گوجرہ	ـ	ـ	روزنامہ
24اگست	ـ	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	منظور	والد	دیپالپور	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
24اگست	ل	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	مدثر	اہل علاقہ	لاری اڈہ، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ دنیا

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہد حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 24 جولائی سے 23 اگست تک 27 افراد پر کارو کاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں 24 خواتین اور 3 مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار /نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن /اخبار
24 جولائی	امیراں خاتوں ممدانی	خاتون	27 برس	شادی شدہ	رحیم داد، ولیداد، حدیث	گلا گھونٹ کر	خاوند، بھائی	جاگیر، جیکب آباد، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
24 جولائی	شہزادی کھوسو	خاتون	ـ	شادی شدہ	بنگل، ریاض کھوسو	بندوق	خاوند، بیٹا	گوٹھ محمد حسن گولاٹو، رسالدار، کندھ کوٹ، کشمور	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
27 جولائی	ماگھن ڈومکی	خاتون	ـ	شادی شدہ	عبدالرحیم ڈومکی	بندوق	رشتے دار	بڈانی۔ کشمور۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
27 جولائی	زاہدہ مغیری	خاتون	ـ	شادی شدہ	علی گل مغیری	بندوق	خاوند	گوٹھ غلام اللہ مغیری، لاڑکانہ۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
28 جولائی	فدا حسین اوڈھو	مرد	35 برس	شادی شدہ	اوڈھا برادری	بندوق	رشتے دار	جیکب آباد۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
28 جولائی	لیلیٰ شر	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	گلا گھونٹ کر	دیور	گوٹھ روزی شر، ٹھل، جیکب آباد۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
یکم اگست	زرینہ کورائی	خاتون	ـ	شادی شدہ	یوسف کورائی	بندوق	سسر	گوٹھ میوو کورائی، اوباوڑو، گھوٹکی، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
یکم اگست	نظیراں خاتوں جکھرانی	خاتون	32 برس	شادی شدہ	نیک محمد جکھرانی اور ساتھی	بندوق	خاوند	بھٹائی کالونی تنگوانی، کشمور۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
یکم اگست	صغریٰ جتوئی	خاتون	ـ	شادی شدہ	ربن جتوئی	بندوق	خاوند	گوٹھ صالح دھمیو، بچل بھیو، لکھی، شکارپور۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
04 اگست	حلیمہ ساریو	خاتون	ـ	شادی شدہ	چھٹل ساریو	ڈنڈے	خاوند	گوٹھ پنڈی، موہن جوڈرو، لاڑکانہ۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
05 اگست	وزیراں کھوسو	خاتون	ـ	شادی شدہ	غازی کھوسو اور ساتھی	بندوق	خاوند	نیو گوٹھ، قاضی احمد، نواب شاہ۔ سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
06 اگست	رشیدہ مگسی	خاتون	16 برس	شادی شدہ	علی گل مگسی	بندوق	چچا	گوٹھ ہزارو واہ، آریجہ، لاڑکانہ۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
07 اگست	سرور خاتون	خاتون	ـ	شادی شدہ	نورل ڈاہانی	بندوق	خاوند	گوٹھ بچل ڈاہانی، گڑھی خیرو، جیکب آباد۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
09 اگست	ارم اوڈھانو	خاتون	22 برس	شادی شدہ	ولی محمد مغیری	بندوق	خاوند	گوٹھ کجلو مغیری، قمبر۔ سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
09 اگست	مسماۃ بھلی ٹرٹ	خاتون	22 برس	شادی شدہ	علی گل ٹرٹ	بندوق	دیور	گوٹھ بالاچ کھوسو چ، گھوٹکی۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
10 اگست	عذرہ کھوسو	خاتون	35 برس	شادی شدہ	لونگ کھوسو	گلا گھونٹ کر	خاوند	گوٹھ یار محمد کھوسو، اڈیرو لال	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
10 اگست	وحیدہ مہر	خاتون	ـ	شادی شدہ	قربان مہر	بندوق	چچازاد بیٹا	گوٹھ کامل مہر، چک، شکارپور۔ سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
13 اگست	نجمہ بروہی	خاتون	25 برس	ـ	سانون بروہی	بندوق	باپ	خداجی بستی نواب شاہ۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
13 اگست	مبارکاں گھوٹو	خاتون	30 برس	شادی شدہ	ـ	بندوق	بھائی	گوٹھ فتح محمد گھوٹو، گھوٹکی۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
14 اگست	گوہر خاتوں بنگلانی	خاتون	30 برس	شادی شدہ	صادق بنگلانی	بندوق	دیور	گوٹھ کریم مرہٹو، ٹھل، جیکب آباد۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
15 اگست	بشیراں عمرانی	خاتون	ـ	شادی شدہ	عبدالحق عمرانی	بندوق	خاوند	گوٹھ چیزل آباد، گڑھی خیرو، جیکب آباد، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
15 اگست	حبیب اللہ شیخ	مرد	ـ	ـ	عبدالحق عمرانی	بندوق	ـ	گوٹھ چیزل آباد، گڑھی خیرو، جیکب آباد، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
19 اگست	شاہدہ ممنانی	خاتون	24 برس	شادی شدہ	عبدالغفور ممنانی	بندوق	خاوند	گوٹھ ابراہیم ممنانی، سوبھودیرو، خیرپور میرس	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
19 اگست	ارباب ممنانی	مرد	50 برس	شادی شدہ	عبدالغفور ممنانی	بندوق	رشتے دار	گوٹھ ابراہیم ممنانی، سوبھودیرو، خیرپور میرس	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
19 اگست	صنم سمیجو	خاتون	22 برس	شادی شدہ	مظہر سمیجو	گلا گھونٹ کر	خاوند	گوٹھ بیلو سمیجو، میرپور ماتھیلو، گھوٹکی۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
22 اگست	حسنہ مہر	خاتون	85 برس	بیوہ	طاہر مہر	بندوق	بھتیجا	گوٹھ طاہر مہر، چک، لکھی، شکارپور۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
23 اگست	رحیماں کھوکھر	خاتون	45 برس	شادی شدہ	درمحمد، شہباز کھوکھر	بندوق	خاوند	گوٹھ شاہپور کھوکھر، میروخان، قمبر۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش

عورتیں

بہن کو مار ڈالا

بوریوالہ بوریوالہ کے گاؤں کے بی میں ایک شخص نے غیرت کے نام پر اپنی بہن کو قتل کر دیا۔ محمد فاروق جوئیہ کو اپنی 21 سالہ بہن شمیم بی بی پر ناجائز تعلقات کا شبہ تھا جس کی وجہ سے شمیم بھی گھر میں اکیلی تھی کہ اس نے اسے موقع پا کر فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا۔

(فاروق شہزاد)

چچا کے ہاتھوں بھتیجی قتل

میلسی 23 جولائی قصبہ گڑھا موڑ کے رہائشی محمد یعقوب گجر کی سولہ سالہ بیٹی فوزیہ بی بی کو اس کے چچا غلام یاسین نے قتل کر دیا۔ وجہ عناد یہ تھی کہ دو سال پہلے یعقوب گجر نے بھی غلام یاسین کی دو بیٹیوں کو بھی فائرنگ کر کے زخمی کر دیا تھا۔ غلام یاسین نے انتقام لیتے ہوئے فوزیہ بی بی کو قتل کر دیا۔

(فاروق شہزاد)

بیوی کو جان سے مار ڈالا

جعفرآباد باغ ہیڈ تھانہ کی حد چھوان چوک پر سیاہ کاری کے الزام میں گلاب خان نے اپنی بیوی عظیم خاتون اور حبیب اللہ کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور خود فرار ہو گیا۔ پولیس نے عظیم خاتون کے والد کی فریاد پر مقدمہ درج کر لیا ہے لیکن گرفتاری عمل میں نہیں آ سکی۔ پولیس نے نعشوں کے پوسٹ مارٹم کروا کے ورثاء کے حوالے کر دی ہیں۔

(محمد فاروق)

تشدد، عدم رواداری اور خواتین پر حملوں میں اچانک اضافہ

بلوچستان گزشتہ چند ماہ سے بلوچستان میں اچانک تشدد اور خاص طور پر خواتین پر حملوں میں اضافہ ہونے سے لوگوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ بلوچ روایت میں اقلیت سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم افراد اور خواتین کو ہمیشہ مکمل حقوق حاصل تھے اور ان کے ساتھ بلوچستان کے لوگوں کا سلوک بہت زیادہ بہتر رہا ہے۔ مگر بلوچستان میں اچانک بلوچستان کی قوم پرست پارٹی نیشنل پارٹی کے ایم پی اے ہینڈری مسیح کو ان کے اپنے سیکیورٹی پر مامور اہلکار غلام محی الدین نے گولیاں مار کر قتل کر دیا۔ ہینڈری مسیح ایک سیکولر، لبرل اور جمہوریت پسند سرگرم کارکن تھے۔ اور وہ مسیح برادری سمیت دیگر محروم طبقات کے تحفظ کے لئے اور حقوق کے حصول کے لئے سرگرداں تھے۔ ان قوتوں نے مسیح رہنما کے قتل پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ چند دن پہلے بلوچستان کی سابق ایم پی اے، مسلم لیگ ق کی رہنما روبینہ عرفان پر نامعلوم افراد نے حملہ کرنے کی کوشش کی۔ 2 جولائی کو بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ کے علاقہ سریاب میں موٹر سائیکل پر سوار افراد نے چار خواتین پر تیزاب پھینک دیا۔ خواتین کے چہرے اور اعضاء کے دیگر حصے جھلس گئے۔ یہ خواتین ایک شاپنگ مارکیٹ میں عید کے لیے خریداری کرنے میں مصروف تھیں۔ اس واقعہ کے صرف دو دن بعد بلوچستان کے ضلع مستونگ میں نامعلوم افراد نے بازار میں خریداری میں مصروف دو خواتین پر تیزاب پھینک دیا۔ 21 جولائی کو بلوچستان کے شہر پسنی کے گاؤں سردشت میں خالد نامی شخص نے رات کو سوئی ہوئی اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ لیویز نے ملزم کو گرفتار کر لیا تھا۔ اس طرح پے در پے واقعات کا ہونا بلوچستان کے عوام خصوصاً خواتین اور دیگر محروم طبقات کے لیے تشویش کا باعث ہے۔ بلوچستان میں چند سالوں سے کچھ عناصر جان بوجھ کر انتہا پسندی پھیلا رہے ہیں جس کے باعث خواتین اور دیگر اقلیت سے تعلق رکھنے والی برادری براہ راست متاثر ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں بلوچستان کے سیاسی، سماجی اور علاقائی دانشور طبقہ نے مذکورہ بالا واقعات کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر اقدامات اٹھا کر مجرموں کی سرکوبی کرے اور خواتین و اقلیتوں سمیت معاشرے کے پسماندہ طبقات کو تحفظ فراہم کرے۔

(یاسین بزنجو)

بیوی کا گلا گھونٹ کر قتل کر دیا

حیدرآباد 11 اگست کو دوڑ کے قریب گاؤں لوگ خان گورجانی میں جیسکو ملازم محمد اسلم گورجانی کے گھر سے اس کی بیوی نیلم گورجانی کی تشدد زدہ لاش ملی جسے گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا تھا۔ دوڑ پولیس نے جائے وقوعہ سے لاش تحویل میں لے کر اسے پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال منتقل کیا جہاں پوسٹ مارٹم اور دیگر ضروری قانونی کارروائی کے بعد لاش ورثاء کے حوالے کر دی گئی۔ واقعہ کے بعد مقتولہ کا شوہر بھی غائب ہو گیا۔ مقتولہ کے والد عبدالنبی گورجانی نے الزام عائد کیا کہ اس کی بیٹی کو اس کے خاوند نے قتل کیا ہے۔ ان کا کہنا

باپ کی عمر کے شخص سے شادی عدالت میں چیلنج

سوات 11 اگست کو سوات کے علاقہ مٹہ میں ایک لڑکی شاعزت نے مجسٹریٹ مٹہ کی عدالت آ کر فریاد کی کہ اس کے والدین نے اس کی شادی اس کی مرضی کے خلاف ایسے شخص سے کر دی ہے جو عمر میں اس کے والد کے برابر ہے اور پہلے سے دو شادیاں بھی کی ہوئی ہیں۔ اور اسے اپنے والدین کا فیصلہ قبول نہیں۔ عدالت نے لڑکی کو دارالامان بھیجنے کا حکم صادر کیا۔

(فضل ربی)

خاتون کو مبینہ زمینی تنازعہ پر قتل کر دیا گیا

سوات یکم اگست کو سوات کے علاقہ مٹہ کے گاؤں بالاسور میں مبینہ ملزمان تاج محمد، تاجر پسران شیر عالم خان او عقل مند، شہریاں خان اور پائندہ نے فائرنگ کر کے سکینہ کو قتل کر دیا۔ ملزمان جائے وقوعہ سے فرار ہو گئے۔ پولیس کے مطابق مقتولہ اور ملزمان کے مابین زمین کے بارے میں تنازعہ تھا۔

(فضل ربی)

دو خواتین پر تیزاب پھینک دیا گیا

صادق آباد یکم اگست کو صادق آباد کے علاقے سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک خاتون اور اس کی بیٹی پر تیزاب سے حملہ کیا گیا۔ مذکورہ خاتون اور اس کی بیٹی اپنے گھر کے لان میں موجود تھیں جب نامعلوم افراد نے ان پر تیزاب پھینک دیا اور فرار ہو گئے۔ دونوں خواتین کو فوری طور پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لے جایا گیا جہاں ان کی حالت خطرہ سے باہر بتائی جاتی ہے۔ دونوں خواتین کے چہروں، بازوؤں اور کمر پر زخم آئے۔ لڑکی کی ماں کا کہنا تھا کہ اس کی بیٹی گھریلو تنازعات کی وجہ سے طلاق لے چکی تھی۔ اس نے احمد نامی شخص کو واقعہ کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ پولیس نے چار نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر کے قانونی کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ روزنامہ نیشن)

تعلیم

ووکیشنل سنٹر کے ملازم کو قتل کر دیا گیا

عمرکوٹ عمرکوٹ شہر میں قائم شہید بے نظیر ووکیشنل ٹریننگ سنٹر میں بطور نائب قاصد ملازمت کرنے والے 50 سالہ ملازم سلطان ولد ولی محمد لغاری کی نعش بس سٹاپ کے قریب سبزی منڈی کے کوارٹر سے برآمد ہوئی۔ عمرکوٹ سٹی پولیس نے اطلاع ملنے پر جائے وقوعہ پر پہنچ کر نعش کو قبضے میں لے کر سول ہسپتال عمرکوٹ منتقل کر دیا اور پوسٹ مارٹم کے بعد ورثا کے حوالے کر دیا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق نعش 16 گھنٹے پرانی تھی اور مقتول کو پھندا ڈال کر قتل کیا گیا تھا۔ نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا تھا مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جاسکی تھی۔

(اوکھومل)

گورنمنٹ ڈگری کالج کے ہاسٹل پر چھاپہ

تربت 22 جولائی کو ایف سی نے گورنمنٹ عطا شاد ڈگری کالج کے ہاسٹل پر چھاپہ مارا۔ کالج میں کلاس رومز کے دروازے بھی توڑ دیئے۔ تعطیلات کی وجہ سے کالج بند تھا اور ہاسٹل میں کوئی طالب علم موجود نہیں تھا۔ یاد رہے چند ماہ قبل ایف سی نے اسی ہاسٹل پر چھاپے مار کر بی ایس او آزاد کے جھنڈے بینرز اور سیاسی اور سماجی علوم کی کتابیں ضبط کر کے یہ الزام لگایا تھا کہ ان میں ملک دشمن مواد موجود تھا۔

(غنی پرواز)

پرائیویٹ سکول اور لینگوئج سینٹر کی بندش کا مسئلہ

پنجگور 13 جولائی کو ایک پرائیویٹ سکول ٹیچر فرزانہ بلوچ نے بذریعہ فون ایچ آر سی پی ٹاسک فورس تربت مکران کو بتایا کہ 30 جون سے پہلے ''فرقان السلام'' نامی تنظیم کی جانب سے ایک پیغام ملا تھا کہ ''اب آپ لوگ اپنے پرائیویٹ سکول اور انگلش لینگوئج سینٹرز کھول سکتے ہیں، کیونکہ جس مقصد سے 'فرقان السلام' نے انہیں بند کرنے کی دھمکیاں دی تھیں، وہ مقصد ہمیں حاصل ہوگیا ہے''۔ جس پر پرائیویٹ سکولوں اور انگلشن لینگوئج سینٹروں کے سربراہان نے 30 جون کو انہیں کھولنے کا اعلان کر دیا۔ لیکن بعدازاں پھر مذکورہ تنظیم نے اپنے اس پیغام کی تردید کی کہ ہم نے اس قسم کا کوئی پیغام نہیں بھیجا ہے اور ہمارا پرانا فیصلہ اب بھی برقرار ہے۔ جس کی بناء پر 30 جون کو پرائیویٹ سکولوں اور انگلش لینگوئج سینٹروں کو نہیں کھولا جاسکا۔ حکام سکولوں کو پڑھائی کے لیے کھولنے کے لیے مناسبت اقدامات کریں تاکہ تعلیم نسواں کے خلاف انتہاپسندوں کی جانب سے جو رکاوٹیں پیدا کی جارہی ہیں، وہ دور ہوں۔

(غنی پرواز)

طلباء کے داخلے کو یقینی بنایا جائے

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی میں 1000 کے قریب طلباء سیٹوں کی کمی کی وجہ سے داخلے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ایجنسی میں 4 کالجز ہیں تاہم طلباء کے لیے مختص نشستیں انتہائی کم ہیں۔ علاوہ ازیں اساتذہ کی تعداد بھی بہت کم ہے۔ باجوڑ ایجنسی کے تمام کالجز میں عملے کی کمی کا مسئلہ کئی سالوں سے چلا آ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے طلباہ کو شدید پریشانی کا مطالبہ کرنا پڑ رہا ہے۔ باجوڑ ایجنسی کے طلباء نے اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ اس مسئلے کا فوری حل نکالا جائے۔ اور سینکڑوں طلباء کا تعلیمی سال ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ اور ایمرجنسی بنیادوں پر داخلوں سے محروم 1000 طلباء کے لیے موجودہ کالجز میں داخلوں کا بندوبست کیا جائے اور آئندہ کے لیے مستقل حل نکال کر کالجز میں سیٹوں کا اضافہ کر کے ان کے لیے سٹاف کا بندوبست کیا جائے۔

(شاہد حبیب)

قوم پرست طالب علم کو جبری غائب کر دیا

حیدرآباد 15 اگست کو حیدرآباد کے علاقے نسیم نگر، قاسم آباد میں سکیورٹی فورسز اور پولیس کے اہلکاروں نے سندھ یونیورسٹی میں زیرِتعلیم آصف پنہور نامی طالب علم کو اٹھا کر غائب کر دیا۔ آصف پنہور جیئے سندھ متحدہ محاذ کے طلباء ونگ کے ساتھ وابستہ تھا۔ طالب علم کی والدہ زبیدہ پنہور نے بتایا کہ سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس اور خفیہ ایجنسی کے اہلکاروں نے اس کے بیٹے کو نسیم نگر، حیدرآباد میں واقع اس کے دوست امیر حسن پنہور ایڈووکیٹ کے گھر سے اٹھایا تھا۔ آصف کو دو برس قبل بھی سات دن تک حراست میں رکھا گیا تھا۔ علاوہ ازیں جیئے سندھ قومی محاذ۔ اریسر گروپ (جے ایس کیو ایم۔اے) کے میڈیا ترجمان عامر آزاد پنہور ایڈووکیٹ نے ایچ آر سی پی ٹاسک فورس حیدرآباد کو شکایت درج کروائی کہ پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کے اہلکار اسے اور اس کے اہل خانہ کو ہراساں کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ پولیس اور خفیہ ایجنسی کے اہلکاروں نے ان کے گھر پر چھاپہ مارا، اہل خانہ کو تشدد کا نشانہ بنایا، ان کے مہمان آصف پنہور کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔

(نامہ نگار)

سکول کو ترقی دی جائے

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں چک نمبر 349 گ ب میں قیام پاکستان سے قبل قائم ہونے والے گرلز اور بوائز پرائمری سکولز تاحال اپ گریڈ نہ ہوسکے۔ چک 349 گ ب میں قیام پاکستان سے قبل 1922ء میں ہندوؤں نے اپنی عبادت گاہ (دھرم شالہ) میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کیلیئے سکولز قائم کئے تھے جو کہ وطن عزیز کے قیام کے بعد سرکاری تحویل میں لئے گئے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ قریبی دیہاتوں میں بعد میں قائم ہونے والے سکولز تو اپ گریڈ ہو کر ہائی اور ہائر سیکنڈری کا درجہ حاصل کر چکے ہیں مگر مذکورہ دونوں پرائمری سکولز میں طلبا و طالبات کی تعداد 600 سے زائد ہونے کے باوجود انہیں تاحال اپ گریڈ نہیں کیا گیا اور نہ ہی جدید تعلیمی سہولیات وہاں تک پہنچ سکی ہیں۔ چک 349 گ ب کے مکینوں نے ارباب اختیار سے مطالبہ کیا ہے کہ مذکورہ سکولز میں جدید تعلیمی سہولیات بھی مہیا کی جائیں۔

(اعجاز اقبال)

ملیریا کے پھیلاؤ کا خدشہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی میں ملیریا نے وبائی شکل اختیار کرلی ہے۔ ملیریا بخار میں مبتلا درجنوں افراد ایجنسی ہیڈکوارٹر ہسپتال خار میں علاج کے لیے داخل کرادیئے گئے۔ جن میں اکثریت کم عمر بچوں اور ضعیف افراد کی ہے جبکہ ملیریا کی روک تھام کے لیے کوئی خاص انتظامات نہیں کئے جارہے۔

(شاہد حبیب)

عمرکوٹ میں دو ہندو تاجر بھائیوں کا قتل

رپورٹ: چندن کمار

مــرکوٹ عمرکوٹ کے دو بھائیوں کے قتل کے بعد علاقے کی ہندو آبادی میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے اس قتل کے نتیجے میں شہر کی ہندو تاجر برادری خود کو عدم تحفظ کا شکار محسوس کرنے لگی ہے۔ واقعات کے مطابق 45 سالہ ممتاز تاجر ہیرا لال ملہی یکم اگست کو (عید کے تیسرے روز) اپنے 32 سالہ بھائی اشوک کمار ملہی کے ہمراہ رات کو تقریباً نو بجے اپنے گھر واقع شیوانی محلّہ، ملہی پاڑہ واپس آ رہے تھے کہ دو نامعلوم افراد نے انہیں روک کر ان سے آٹھ لاکھ روپے کی رقم چھین لی اور مدافعت پر انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ دونوں بھائی کنفیکشنری کا کاروبار کرتے تھے۔ پولیس تاحال ملزموں کو گرفتار نہیں کر سکی۔

پاکستان کمیشن برائے حقوق انسانی کی ایک ٹیم حقائق جاننے کے لئے 3 اگست کو مقتولوں کے گھر گئی جہاں مقتولین کے لواحقین نے ٹیم کو بتایا کہ مقتولین کی رہائش گاہ شیوانی محلّہ میں ہے جو سیشن کورٹ کے بالکل سامنے ہے۔ ٹیم کے مطابق وقوعے کے وقت پولیس تین تلوار چوک پر موجود تھی جو وقوعہ کے مقام سے محض چند قدم کے فاصلے پر ہے لیکن مقتولین کے شور اور فائرنگ کی آواز پر بھی پولیس موقع واردات پر نہ پہنچی۔ مقتولین کے لواحقین کا خیال ہے کہ چونکہ مقتولین نے رقم لوٹنے والوں کو پہچان لیا تھا اس لئے گرفتاری کے خوف سے لٹیروں نے دونوں بھائیوں پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ اشوک کمار کو چھ گولیاں لگیں اور وہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے جبکہ ہیرا لال کو چھاتی پر چار گولیاں لگیں اور وہ شدید زخمی ہو گئے۔ دونوں کو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال عمرکوٹ پہنچایا گیا لیکن اس وقت نہ تو وہاں کوئی ڈاکٹر اور نہ ہی پیرا میڈیکل سٹاف کا کوئی رکن موجود تھا۔ اس کے علاوہ ہسپتال میں آکسیجن کا انتظام بھی نہیں تھا جس کے باعث ہیرا لال کی موت ہو گئی۔

دونوں بھائیوں کی موت کی خبر آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی ملہی برادری کے سینکڑوں کے علاوہ درجنوں دوسری ذاتوں کے ہندو بھی ہسپتال پہنچ گئے جو دونوں بھائیوں کی لاشیں اٹھا کر تین تلوار چوک پر لے آئے اور وہاں دھرنا دیا۔ مظاہرین ایس ایس پی اور عمرکوٹ کی ضلعی انتظامیہ کے خلاف نعرے بازی کرتے رہے۔ مقتولین کے ایک قریبی عزیز مسٹر پرشوتم نے بتایا کہ ہسپتالوں میں لاشوں کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے بھی کوئی ڈاکٹر میسر نہیں تھا جس پر لواحقین مشتعل ہو گئے جس کے باعث شہر کی امن وامان کی صورتحال گمبھیر ہو گئی۔ انتظامیہ نے امن وامان کو برقرار رکھنے کے لئے ہسپتال میں رینجرز طلب کر لی۔ مقتولین کا پوسٹ مارٹم صبح چھ بجے ممکن ہو سکا۔

> چودہ روز گزر جانے کے باوجود پولیس ابھی تک ملزموں کا سراغ نہیں لگا سکی۔ مقتولین چار بھائی تھے۔ مقتول ہیرا لال سب سے بڑا تھا۔ اس کی اولادوں میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے کی عمر بائیس برس ہے۔ جبکہ بیٹی سب سے چھوٹی ہے۔

وقوعہ کے اگلے روز سامارو، کنری، پتھورو، غلام نبی شاہ، دھورونارو اور دوسرے علاقوں کے ہندو بھاری تعداد میں عمرکوٹ پہنچ گئے اور دھرنا میں حصہ لیا۔ اس کے علاوہ سامارو، دھرونارو اور اجارستی میں مظاہرے کئے گئے۔ مظاہروں میں شریک لوگ عمرکوٹ پہنچے اور دھرنے میں شریک ہو گئے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم کو لوگوں نے بتایا کہ پولیس علاقے میں امن وامان قائم رکھنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے جس کے باعث علاقے میں جرائم کی شرح میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ شہریوں کے مطابق وہ اس صورتحال سے سخت پریشان ہیں۔ خصوصاً ہندو برادری کے خوشحال لوگوں کو مسلسل نشانہ بنایا جا رہا ہے، انہیں بھتہ وصول کرنے کے لئے اغواء کیا جاتا ہے جس میں ریاستی اور غیر ریاستی دونوں عناصر ساجھے دار ہیں۔

لوگوں کے مطابق چند روز قبل پاکستان پیپلز پارٹی کے مقامی کارکنوں نے لوڈشیڈنگ کے خلاف ایک جلسہ عام منعقد کرنے کے لئے مقتول ہیرالال سے اس کا پلاٹ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ہیرالال نے پلاٹ کے استعمال کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ مقتولین کے لواحقین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ دونوں بھائیوں کے قتل کی وجہ یہ انکار بھی ہو سکتا ہے۔

اس دوہرے قتل کے بعد علاقے میں سخت کشیدگی پائی جاتی ہے جبکہ ہندو برادری عدم تحفظ کے احساس کا بُری طرح شکار ہے۔ لواحقین کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ف)، پاکستان تحریک انصاف اور نیشنل پارٹی کے متعدد رہنماؤں کے علاوہ سول سوسائٹی کے ارکان بھی تعزیت کے لئے مقتولین کی رہائش گاہ پر آئے اور انہیں انصاف دلانے کی یقین دہانی کرائی۔

یاد رہے کہ ضلع عمرکوٹ صوبہ سندھ کے جنوبی علاقے میں واقع ہے۔ ضلع 5608 مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ ضلع عمرکوٹ کی کل آبادی اس لاکھ کے قریب ہے جس میں 60 فیصد لوگوں کا تعلق ہندو مذہبی اقلیت سے ہے۔ اس میں سے 70 فیصد آبادی کا تعلق ملہی برادری سے ہے جس کی اکثریت کاروبار سے منسلک ہے۔

چودہ روز گزر جانے کے باوجود پولیس ابھی تک ملزموں کا سراغ نہیں لگا سکی۔ مقتولین چار بھائی تھے۔ مقتول ہیرالال سب سے بڑا تھا۔ اس کی اولادوں میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے کی عمر بائیس برس ہے۔ جبکہ بیٹی سب سے چھوٹی ہے۔ ہیرالال اور اشوک کمار کے والدست رام داس نے روتے ہوئے بتایا کہ اُن کے دونوں بیٹے بڑے انسان دوست اور مخیّر تھے۔ وہ ضرورت مندوں کی مدد کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ وہ بلاتخصیص مذہب غریب لوگوں کی بچیوں کی شادیاں کروانے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ اس کے علاوہ غریب خاندانوں میں وفات پانے والوں کی تجہیز وتکفین کا بندوبست بھی کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اُن کا سب کچھ لٹ گیا ہے اور چودہ روز گزرنے کے باوجود پولیس ابھی تک قاتلوں کا پتہ نہیں لگا سکی۔ انہوں نے ہندو حکام سے مطالبہ کیا کہ وہ قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کریں اور انہیں قرار واقعی سزا دلوائیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم نے مقامی میڈیا سے تعلق رکھنے والے حضرات سے رابطہ کر کے اس واقعہ کے متعلق ان کی رائے جاننے کی کوشش کی۔ ممتاز اخبار نویس منیر ولاہری اور لاجپت ملہی نے بتایا کہ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ اس واقعہ کو اخبارات میں مناسب طریقے سے شائع کیا جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ دونوں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ انتظامیہ اور حکومت قاتلوں کو تاحال گرفتار نہیں کر سکی حالانکہ وقوعہ کے وقت پولیس موقع واردات سے صرف چند قدم کے فاصلے پر موجود تھی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ہندو برادری کو تحفظ دینے میں مکمل طور پر ناکام رہی ہے۔ منیر ولاہری نے مزید کہا ''گزشتہ کچھ عرصے کے دوران ضلع عمر کوٹ کے متعدد تاجروں کو اغواء کیا گیا اور بھاری تاوان

وصول کرنے کے بعد انہیں رہا کیا گیا۔ عدم تحفظ کی بنا پر ہندو برادری کے متعدد لوگ بھارت چلے گئے ہیں"۔

چودہ روز بعد بھی پولیس ملزموں کو گرفتار نہیں کرسکی۔ ڈی آئی جی ثناء اللہ کی قیادت میں ایک نئی ٹیم بنادی گئی ہے جو اس واقعہ کی تحقیقات کرے گی۔ اور توقع کی جارہی ہے کہ نئی کمیٹی جلد ہی ملزموں کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوجائے گی۔ ایس ایس پی نے بتایا کہ پولیس امن وامان کی ذمہ دار ہے لیکن

> پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم نے اس واقعہ کے حوالے سے علاقے کے سماجی اور سیاسی متحرک افراد سے معلومات اکٹھی کیں ایک سماجی اور سیاسی کارکن مسٹر ہنسی ملہی، جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے، نے بتایا کہ ان کے خاندان کے دو افراد قتل کردیئے گئے ہیں جو اپنے خاندان کے کفیل تھے۔ اس واقعہ کا علاقے کی کاروباری برادری پر منفی اثر پڑے گا اور اگر انصاف نہ ملا اور مجرم گرفتار نہ کئے گئے تو کافی نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس واقعہ کے ذمہ دار جو لوگ بھی ہیں، انہیں فوری طور پر گرفتار کرکے قرار واقعی سزائیں دینی چاہئیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ پولیس ابھی تک قاتلوں کو گرفتار نہیں کرسکی۔ پولیس گزشتہ سال اغواء ہونے والے سیٹھ ساروان، سیٹھ تاراچند، پرتیمبر سوناہرو، سیٹھ گھنشام داس اور واس دیو ملہی کی اطلاعات کی روشنی میں مجرموں کی تلاش میں مصروف ہے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم نے اس واقعہ کے حوالے سے علاقے کے سماجی اور سیاسی متحرک افراد سے معلومات اکٹھی کیں ایک سماجی اور سیاسی کارکن مسٹر ہنسی ملہی، جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے، نے بتایا کہ ان کے خاندان کے دو افراد قتل کردیئے گئے ہیں جو اپنے خاندان کے کفیل تھے۔ اس واقعہ کا علاقے کی کاروباری برادری پر منفی اثر پڑے گا اور اگر انصاف نہ ملا اور مجرم گرفتار نہ کئے گئے تو کافی نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس واقعہ کے ذمہ دار جو لوگ بھی ہیں، انہیں فوری طور پر گرفتار کرکے قرار واقعی سزائیں دینی چاہئیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لیا ہے اور پارٹی قیادت نے سینئر ہری رام کشوری لال، پیر آفتاب شاہ جیلانی، نواب یوسف تالپور، مہیش ملانی، سید علی مردان شاہ اور میر منور تالپور پر مشتمل کمیٹی قائم کی ہے جس نے مقتولین کے خاندان سے ملاقات کرکے پارٹی کی طرف سے تعزیت کی اور یقین دلایا کہ قاتلوں کو بہت جلد گرفتار کرلیا جائے گا۔ کمیٹی نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ واقعہ کو سیاسی رنگ دیا جارہا ہے اور مذہبی بنیادوں پر اچھالا جارہا ہے۔ اور اگر قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار نہ کیا گیا تو اس سے مذہبی ہم آہنگی کو شدید خطرات کا سامنا ہوگا۔

پاکستان تحریک انصاف کے رکن قومی اسمبلی لال چند ملہی نے الزام لگایا کہ اس واقعہ کے پیچھے صوبہ سندھ کے وزیر برائے پاپولیشن ویلفیئر کا ہاتھ ہے۔ لال چند ملہی کے مطابق عمرکوٹ سے اغواء ہونے والے ہندو جو تاوان نے دے کر رہا ہوئے، وہ اس وزیر کی مداخلت پر رہا کئے گئے اور یہ قتل بھی اسی ڈرامے کا حصہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس واقعہ کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں اٹھائیں گے۔

سینیٹر سید مظفر حسین شاہ اور پی ایم ایل (ایف) کے رکن صوبائی اسمبلی نند کوکالانی بھی مقتولین کے گھر گئے اور غمزدہ خاندان کے ساتھ تعزیت کی۔ دونوں نے اس واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔ سینیٹر مظفر حسین شاہ نے کہا کہ وہ یہ معاملہ سینٹ کے اجلاس میں اٹھائیں گے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی حقائق کی چھان بین کرنے والی کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ:

☆ اس واقعہ کی چھان بین مذہبی تعصب سے بالاتر ہوکر کی جائے،

☆ جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی کرنے یا ایسے ہولناک واقعات کے ذمہ داروں کے ساتھ نرمی برتنے والے پولیس اہلکاروں کے خلاف بھی اقدامات کئے جائیں۔

☆ اس واقعہ کے تمام ملزمان اور ان کے ساتھیوں کو بلا تاخیر گرفتار کیا جائے،

☆ حکومت سندھ سینئر اور دیانتدار پولیس افسروں پر مشتمل تحقیقاتی کمیٹی قائم کرے جو اس واقعہ کی آزادانہ طور پر مکمل تحقیقات کرے،

☆ یہ تحقیقاتی کمیٹی ترقی پانے والے اہل کاروں کی بجائے کمشنڈ افسروں پر مشتمل ہونی چاہئے،

☆ جرائم کے خلاف پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے،

☆ ضلع میں امن وامان ضلعی انتظامیہ کی ذمہ داری ہونی چاہئے، اور

☆ ہندو برادری اور خصوصاً مقتولین کے خاندان میں پیدا ہونے والے عدم تحفظ کے احساس کو کم کرنے کے لئے سکیورٹی کے مناسب اقدامات کرنے چاہئیں۔

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا
جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔

☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔

☜ ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے

☜ سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

'''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

قرض کے عوض دو بچیاں فروخت

جیکب آباد 9 جولائی کی صبح کو روزنامہ کاوش سندھی اخبار میں خبر چھپی کی ایک عطائی ڈاکٹر نے قرض کے عیوض اپنی دو معصوم بچیوں کو پونے 6 لاکھ روپے میں فروخت کر دیا ہے، اس کیس کے حوالے سے ایچ آر سی پی ضلعی کور گروپ کی جانب سے ایک فیکٹ فائنڈنگ ٹیم تشکیل دی گئی جس میں واقعہ کے حقائق جاننے کیلئے بچیوں کے والد، خریدار، پولیس اور سول سوسائٹی کے نمائندوں سے ملاقات کر کے اُن سے تفصیلی معلومات حاصل کی گئیں۔

پس منظر

8 جولائی کی شام گوٹھ بگن خان سومرو میں ایک عطائی ڈاکٹر جس کا نام عارف سہریانی ہے، نے قرض کے عوض اپنی دو معصوم بچیوں تین سالہ راج رانی اور بارہ سالہ لالی کو 6 لاکھ روپے میں مقامی رہائشی وحید گولو اور فائق گولو کو بیچ دیا۔ بچیوں کے والد کے مطابق اس پر گولو اور بنگوار نامی افراد کی طرف سے قرض تھا جس کی وہ ادائیگی نہ کر سکا اور مجبوراً اپنی بچیاں بیچنے پر مجبور ہوگیا، قرض کی رقم ایک لاکھ روپے تھی جو سود کی صورت میں بڑھ کر لاکھوں روپوں میں تبدیل ہوگئی تھی۔

بچیوں کے والد کا مئوقف:

عارف سہریانی جس کی عمر پینتالیس سال سے زیادہ ہے اور وہ کندھ کوٹ شہر سے ملحقہ گوٹھ بگن خان سومرو میں رہائش پذیر ہے، پیشے کے اعتبار سے عطائی ڈاکٹر ہیں اور گذشتہ کئی سالوں سے اپنا کلینک چلا رہے ہیں۔ فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے ان سے بچیوں کے فروخت کے حوالے سے معلومات حاصل کرنی چاہی تو پہلے انہوں نے انکار کیا کہ اس نے کوئی بھی بچی فروخت نہیں کی اور نہ وہ اس جرم میں شامل ہے۔ اس کے بعد ان کو اخباروں کی کٹنگز دکھائی گئی تو کچھ حد تک انہوں نے ٹیم کو معلومات دینے کی حامی بھر لی۔ عطائی ڈاکٹر عارف سہریانی جو کہ دو بچیوں تین سالہ راج رانی اور بارہ سالہ لالی کے والد ہیں فروخت کرنے کے حوالے اپنے مئوقف میں کہا کہ میں نے کچھ سال قبل اپنے ہی ایک عزیز کاشف سہریانی کو بنگوار قبیلے کے فرد سے ایک لاکھ روپے سود کے طور پر قرض لیکر دیا تھا جس کا ضامن وہ خود تھا۔ مگر کاشف سہریانی جو کہ اس کا عزیز بھی ہے قرض اور سود واپس کیے بغیر یہاں سے دبئی چلا گیا۔ قرض نے اُس کا جینا حرام کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ انتہائی مجبور ہو گیا تھا، اب مجبور ہو کر اپنی دو بیٹیاں فروخت کی ہیں۔ عارف کا کہنا تھا کہ اُس نے ایک بچی راج رانی جس کی عمر تین برس ہے وہ ایک لاکھ پچھتر ہزار روپے میں فائق گولو نامی شخص کو بیچ دی ہے جبکہ دوسری بچی لالی جس کی عمر بارہ برس ہے اسے چار لاکھ کے عوض وحید گولو کو بیچ دیا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا اس لیے میں نے یہ اقدام اٹھایا ہے۔

پولیس کا مئوقف:

بچیوں کو بیچنے کی خبر اخباروں میں چھپنے اور انسانی حقوق کے کارکنوں کی جانب سے احتجاج کرنے کے بعد مقامی پولیس حرکت میں آ گئی۔ پولیس نے عارف سہریانی کو گرفتار کر لیا، اس سلسلے میں ایچ آر سی پی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے ڈی ایس پی کندھ کوٹ سے ملاقات کی تو انہوں نے وقوعے کی تصدیق کی۔ اطلاع ملی کہ ایک شخص عارف سہریانی نے قرضے کے عوض اپنی دو بچیوں کو فروخت کر دیا ہے، تو ڈی ایس پی نے فوری طور پر تھانہ بی سیکشن پولیس کی نفری کو ساتھ لیکر اس کے گھر پر چھاپہ مارا اور سے گرفتار کر لیا، اس ضمن میں جب ہم نے انکوائری کی تو اس کا اپنے بیان میں کہنا تھا کہ وہ انتہائی مجبور تھا اور مجبوری میں آ کر اپنی بچیاں فروخت کی ہیں۔ پولیس کے مطابق وہ ایک سود خور کے نرغے میں پھنس چکا تھا اس لیے اس نے ایسا قدم اٹھایا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں کہ کیا آپ نے ان افراد کے خلاف کوئی کاروائی کی کہ جنہوں نے ایک انسان کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان معصوم بچیوں کو خریدا؟ تو پولیس کا کہنا تھا ہم ان کے خلاف کاروائی کر رہے ہیں جوں ہی وہ گرفتار ہونگے آپ کو بتا دیا جائے گا۔

بچیوں کے خریداروں کا مئوقف:

ایچ آر سی پی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے راج رانی جس کی عمر تین برس ہے، اسے ایک لاکھ پچھتر ہزار روپے میں خریدنے والے شخص فائق گولو جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ تھی، سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران اس نے برملا بغیر کسی خوف اور پریشانی کے اپنے بیان میں کہا کہ اس نے ڈاکٹر عارف سہریانی سے مذکورہ لڑکی کسی بھی قرض کے عوض نہیں خریدی بلکہ خود اس نے رقم کے عوض سے بیچا ہے، میرے اوپر جو الزام لگایا جا رہا ہے کہ میں نے قرض کے عیوض لڑکی خریدی ہے سراسر غلط ہے، ایک سوال کے جواب میں کہ جو بچی آپ نے خریدی ہے کیا آپ اس بچی سے شادی کریں گے جس کی عمر بمشکل تین سال ہے؟ تو اس کے جواب میں صاحب موصوف کا کہنا تھا یہ اُس کا ذاتی مسئلہ ہے وہ اس حوالے سے کچھ نہیں بتائے گا۔

لالی جس کی عمر بارہ برس ہے چار لاکھ کے عوض خریدنے والے شخص وحید گولو جس کی عمر اڑتیس برس تھی، سے ٹیم نے ملاقات کی تو اس کا بھی وہی مئوقف تھا، مگر بات کرنے کے دوران وہ کچھ خوف زدہ ضرور تھا، مگر ٹیم نے وہی سوال دہرایا کہ کیا آپ ہی اس بچی سے شادی کریں گے جو آپ نے خریدی ہے؟ تو اس کے جواب میں اس کا کہنا تھا کہ نہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ دونوں خریدار آپس میں قریبی رشتیدار ہیں اور دونوں کا ایک ہی مئوقف تھا۔

سول سوسائٹی کا مئوقف:

ایچ آر سی پی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے سول سوسائٹی کے نمائندوں سے اس واقع کے حوالے سے پوچھا تو ان کا کہنا تھا کہ ہمارے علاقے میں ایک طرف تو غیرت کے نام پر ایک قبیح رسم کے تحت عورتوں اور معصوم بچیوں کو بغیر کسی جرم کے کاروکاری کے تحت قتل کیا جاتا ہے۔ اس جدید دور میں اپنی معصوم بچیوں کو قرضے کے عوض بیچا جا رہا ہے تو ان کی غیرت کہاں گئی، یہ سب کچھ فرسودہ روایات کی وجہ سے ہو رہا ہے، اس سے پہلے بھی اس قسم کے واقعات رونماء ہو چکے ہیں۔ اس علاقے میں نام نہاد غیر آئینی جرگوں کی توسط سے پانچ پانچ بچیاں ونی کے طور پر دی گئی ہیں۔ ایک طرف تو معصوم اور مجبور لوگ ان سود خوروں کے نرغے میں آ کر اس حد تک جا پہنچتے ہیں مگر ان کے خلاف کوئی بھی قانونی کاروائی نہیں ہوتی۔ اگر بچیاں بیچنے والے کو گرفتار کیا گیا ان لوگوں کو بھی پولیس گرفتار کرے جنہوں نے بچیاں خریدی ہیں، مگر پولیس اپنے روایتی انداز کو دہراتے ہوئے ان بااثر لوگوں کو گرفتار نہیں کرتی، ہم اس بات کی بھی مذمت کرتے ہیں کہ بچیاں بیچنے والے باپ کو محض شخصی ضمانت پر بی سیکشن پولیس نے رہا کر دیا ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ ان کے خلاف کیس درج کیا جاتا اور مکمل عدالتی تحقیقات کے بعد دونوں گروہوں کو قرار واقعی سزا دی جاتی، مگر افسوس کے اس قسم کا عمل نہیں دہرایا گیا۔

مشاہدات

ایچ آر سی پی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم تمام مذکورہ افراد سے ملاقات کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ بچیوں کے والد، انہیں خریدنے والوں اور پولیس کے بیانات کے مطابق بچیوں کی خرید و فروخت واقعی ہوئی ہے، مگر پولیس نے بچیوں کے والد کو گرفتار کرنے کے بعد محض شخصی ضمانت کے بعد رہا کر دیا اور اس کے خلاف کیس بھی درج نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ پولیس ان خریداروں کو بھی گرفتار نہ کر سکی جنہوں نے بچیاں خریدی تھیں۔ اس کیس میں جتنے بھی فریق ہیں ان سب کا تعلق بلوچ قبائل سے ہے اور اگر بات یہاں تک نہ رکی تو قبائلی جھگڑے کے تحت کوئی بھی واقعہ رونماء ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیم نے زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد سے اس کیس کے حوالے سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہ اتنے خوف زدہ تھے کہ وہ اپنی بات تک کہہ نہ سکے۔

☆ بچیاں چھوٹی عمر کی ہیں اور وہ اس وقت انتہائی خوف زدہ ہیں کہ کسی بھی وقت ان کو ان کے خریداروں کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔

☆ بچیوں کے والد عارف سہریانی کو اپنے رشتیداروں کی طرف سے اس عمل کے خلاف کسی بھی مزاحمت اور احتجاج کا سامنا نہیں کرنا پڑا جو کہ انتہائی افسوسناک امر ہے۔

☆ کندھکوٹ شہر میں سودی کاروبار اپنے عروج پر ہے، انتہائی مجبور افراد ان سود خوروں کے نرغے میں آ کر اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں جس سے یہ سود خور مافیا دن بدن مزید مستحکم ہوتے جا رہا ہے۔

☆ ٹیم کو یہ بھی خدشہ ہے کہ تین سالہ راج رانی اور بارہ سالہ لالی کی زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں اور کسی بھی وقت ان کو خریداروں کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔

ایچ آر سی پی کور گروپ فیکٹ فائنڈنگ ٹیم میں راقم کے علاوہ عبدالطیف، فضل احمد اور حماد شامل تھے۔

(امداداللہ کھوسو)

موت کی فیکٹریاں

ناصر جمال

45 سالہ عبداللہ خوشی محمد درخت کے نیچے ایک چارپائی پر بیٹھا انتہائی صبر کے ساتھ ایک جان لیوا مرض سیلیکوسیس کا مقابلہ کر رہا ہے جو اسے پتھر توڑنے والی فیکٹری میں آٹھ سالہ ملازمت کے دوران سیلیکا کے گرد و غبار کے باعث لاحق ہوا تھا۔ وہ جتنا عرصہ زندہ رہے گا، اسے سانس لینے میں تکلیف، دائمی کھانسی، متواتر بخار اور چھاتی کے شدید درد جیسے امراض کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ عبداللہ نے ڈان کو بتایا؛ ''میرا چھوٹا بھائی اور دو کزن یہ ملازمت چھوڑنے کے کچھ ہی عرصہ بعد وفات پا گئے تھے۔ میں دن بدن کمزور ہو رہا ہوں''۔

عبداللہ کا گاؤں نت کلر گوجرانوالہ سے 30 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ گاؤں اسی بیماری کی وجہ سے اپنے نو بیٹوں سے محروم ہو چکا ہے۔ ان سب نے پتھر توڑنے والی فیکٹری میں چھ ماہ سے کئی سالوں تک کام کیا۔ عبداللہ کے علاوہ مزید دو افراد کو بھی یہ مرض لاحق ہے۔ اس کے گھر کے قریب رہائش پذیر یاسمین بی بی کو گزر بسر کرنے کے لیے سخت مشقت کرنا پڑتی ہے۔ اس کا خاوند اپنے اکلوتے بیٹے کی پیدائش سے تقریباً ایک ماہ قبل وفات پا گیا تھا۔ اس وقت اس کے بیٹے کی عمر بارہ برس ہے۔ یاسمین نے بتایا کہ اس کا شوہر ایسی ہی فیکٹری کی ملازمت چھوڑنے کے چھ ماہ بعد وفات پا گیا۔ ہمیں اس کے علاج کے لیے سب کچھ بیچنا پڑا۔ اچانک اس کا وزن بہت کم ہو گیا اور وہ لگاتار کھانسنے لگا تھا۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ اسے ٹی بی کا مرض لاحق ہو چکا تھا۔ اس کے بھائیوں میں بھی ایسی علامات پائی گئی تھیں، اور وہ بھی وفات پا گئے تھے۔

اللہ دتہ جو کہ اس بیماری سے ہلاک ہونے والا گاؤں کا پہلا فرد تھا، شاید یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی بیماری کا سبب اس کے کام کی جگہ پر موجود گرد و غبار تھا، لیکن زیادہ تر لوگ اس خطرے سے آگاہ تھے۔ اس کے باوجود اپنی نوکری نہیں چھوڑتے تھے۔ ایک شخص محمد ریاض، جس میں سیلیکوسیس کی تشخیص ہو چکی تھی، کا کہنا تھا کہ ''یہ ان پڑھ اور غیر تربیت یافتہ افراد کے لئے معقول معاوضے والی ملازمت ہے۔ پتھر توڑنے والی فیکٹری میں کام کرنے والا شخص ماہانہ 20 ہزار روپے تک کما لیتا ہے۔ باسمتی چاول کے وسیع کھیتوں کے بیچ بل کھاتی سڑک ہمیں گوجرانوالہ، سیالکوٹ روڈ پر گلوٹیاں موڑ لے جاتی ہے جو کہ نت کلر گاؤں سے ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔ اشرف انصاری نے اپنا پتھر توڑنے والا پلانٹ عالم روڈ گوجرانوالہ سے یہاں منتقل کر دیا جو کہ سال انڈسٹریل سٹیٹ سے کچھ ہی فاصلے پر واقع ہے۔ یہ فیکٹری اس وقت یہاں منتقل کی گئی جب چند برس پہلے اس کی فیکٹری میں کام کرنے والے نت کلر اور گرد و نواح کے علاقوں کے متعدد افراد کو یہ مرض لاحق ہو گیا اور یہ خبر میڈیا کے ذریعے منظر عام پر آئی۔

اشرف اپنی فیکٹری میں کام کرنے والے کسی بھی شخص کی ہلاکت کی تردید کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ''میں نے فیکٹری یہاں اس لیے منتقل کی کیونکہ پرانی فیکٹری خسارے میں جا رہی تھی۔ اس نے دعویٰ کیا کہ ''ہم (سیلیکا) پاؤڈر میں سیلیکا کی مٹی یا بجری استعمال نہیں کرتے۔ پنجاب حکومت کے ایک نمائندے نے آج فیکٹری کا دورہ کیا اور اس نے کسی بھی چیز پر اعتراض نہیں کیا''۔ تاہم وہ اعتراف کرتا ہے کہ اس کی فیکٹری کا کسی بھی حکومتی شعبے یا ادارے میں اندراج نہیں۔

فیکٹری میں چار لڑکے کام کر رہے ہیں جن میں سب سے بڑے کی عمر بیس سال ہے۔ ان کا کام پہلے معدنی پتھروں کو ہتھوڑے سے توڑ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل کرنا

> یہ ان پڑھ اور غیر تربیت یافتہ افراد کے لئے معقول معاوضے والی لیکن پر خطر ملازمت ہے۔ پتھر توڑنے والی فیکٹری میں کام کرنے والا شخص ماہانہ **20** ہزار روپے تک کما لیتا ہے۔

اور پھر انہیں پتھر کو کوٹنے والی ایک چھوٹی مشین میں ڈالنا ہے جس کے بعد ان کا حجم چھوٹے پتھروں جتنا ہو جائے گا۔ ان چھوٹے پتھروں کو ہاتھوں اور بیلچوں کی مدد سے سیلیکا مٹی اور بورک ایسڈ میں ملایا جاتا ہے جس کے بعد اسے پلاسٹک کی تھیلیوں میں بند کر کے ڈھلائی کے کارخانوں کو سپلائی کیا جاتا ہے جہاں اسے بھٹیوں کے اندرونی حصوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

22 سالہ وسیم کا کہنا ہے کہ ''اشرف نے ہمیں چہرے ڈھانپنے کے لیے کپڑے فراہم کئے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ ہم بجری میں جو مٹی ملاتے ہیں اس کے باعث سانس کا مسئلہ درپیش ہو سکتا ہے لیکن ہمیں اس کا معقول معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ہم فیکٹری کے احاطے میں رہتے ہیں دو ماہ کام کرتے ہیں اور پینتیس سے چالیس ہزار روپے لے کر گھر لوٹتے ہیں۔ گھر پہنچنے پر دیگر لوگ بھی ان سے متاثر ہوتے ہیں اور یوں مزید لوگ اس کام میں لگ جاتے ہیں۔

وسیم کے ساتھ کام کرنے والے دیگر افراد سانس کے ذریعے پھیپھڑوں میں داخل ہونے والے گرد و غبار کے مضر اثرات سے بے خبر ہیں۔ نت کلر سے تعلق رکھنے والے ایک وکیل اسامہ خاور کا کہنا ہے کہ شعور کی کمی اور غربت کے باعث لوگ غیر محفوظ حالات میں ملازمت اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ اسامہ خاور نے سپریم کورٹ میں درخواست دائر کر رکھی ہے جس میں سیلیکوسیس کے باعث مزدوروں کی اموات کا از خود نوٹس لینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ''کسی بھی صوبے نے پتھر توڑنے سے متعلقہ پیشوں کو باضابطہ بنانے اور سیلیکا مٹی کے پر خطر اخراج کے حوالے سے ضوابط تشکیل دینے کی کوشش نہیں کی۔ اگر انہوں نے ایسا کیا بھی ہے تو پتھر توڑنے والی زیادہ تر فیکٹریاں حکومت کے ساتھ رجسٹرڈ نہیں ہیں یا پھر انہیں باضابطہ نہیں بنایا گیا''۔ فیکٹریوں میں گرد و غبار پر قابو پانے سے متعلق کوئی نظام نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سیلیکا کی مٹی گرد و نواح کے لوگوں کو بھی متاثر کرے گی۔ درحقیقت، بجری بنانے والی فیکٹریاں، رہائشی علاقوں کے اندر یا ان کے قریب واقع ہیں۔

سیلیکا چٹانوں میں ملتی ہے۔ یہ سانس کے ذریعے پھیپھڑوں میں جا کر سیلیکوسیس اور کینسر جیسے موذی امراض میں مبتلا کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ پھیپھڑوں کے متعدد دوسرے امراض ہونے کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ سیمنٹ، کان کنی، پلاسٹک، فونڈری ورک، شیشے اور پتھر کی کرشنگ ایسے پیشے ہیں جن میں اگر آپ حفاظتی تدابیر اختیار نہیں کرتے تو آپ یہ گرد و غبار سانس کے ذریعے اپنے جسم کے اندر لے جاتے ہیں۔ ملازمین کو حفاظتی سامان مہیا نہیں کیا جاتا جس کی مدد سے گرد و غبار کو سانس کے ذریعے پھیپھڑوں میں جانے سے روکا جا سکے۔ اگر فیکٹری مالکان مناسب حفاظتی اقدامات کریں اور اپنے ملازمین کا ہر چھ ماہ بعد طبی معائنہ کروائیں تو سیلیکوسیس کے باعث ہونے والی اموات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

جس وقت سیلیکوسیس کے مریضوں کو ڈاکٹروں کے پاس لایا جاتا ہے تو ان میں سے زیادہ تر کا مرض خطرناک مرحلے میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔ مرض کی بروقت تشخیص سے کئی زندگیاں بچائی جا سکتی ہیں چونکہ زیادہ تر فیکٹریاں، جن کے ملازمین سیلیکا کے گرد و غبار سے متاثر ہوتے ہیں غیر رسمی شعبے میں کام کرتی ہیں اس لئے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہے اور وہاں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں۔ ان فیکٹریوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور ان میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد ہزاروں میں ہو سکتی ہے۔

اسامہ کے مطابق، واہنڈو کے علاقے کے تین دیہات میں 18 افراد ہلاک ہو چکے ہیں جن میں گوجرانوالہ کا گاؤں نت کلر بھی شامل ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ حالیہ برسوں میں ڈی جی خان میں مزید 100 ہلاکتوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ لیکن فیکٹریوں سے متعلق کوائف کے بغیر سیلیکوسیس کے خطرے سے دو چار ملازمین یا اس کے باعث ہونے والی اموات کی صحیح تعداد کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

(ترجمہ بشکریہ ڈان)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **24** نومبر سے **24** تک کے دوران ملک بھر میں **158** افراد نے خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے والوں میں **62** خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران **80** افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچا لیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں **42** خواتین شامل ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں **97** افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور **21** نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کر لی۔ خودکشی کے واقعات میں **103** نے زہر کھا/ پی کر، **19** نے خودکو گولی مارکر اور **18** نے گلے میں پھنداڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے **238** واقعات میں سے صرف **17** واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

01 جنوری 2013 سے 25 جنوری تک	27+270	297 =

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
ح 4جولائی	لیاقت	مرد	30برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
24جولائی	زیبا	خاتون	22برس	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چنیوٹ	-	روزنامہ جنگ
24جولائی	غ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	عارف آباد، منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ جنگ
24جولائی	مسرت بی بی	خاتون	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں خنجر، حافظ آباد	-	روزنامہ جنگ
26جولائی	لاجوکولہی	خاتون	18برس	-	شادی شدہ	-	پھنداڈال کر	مٹھی، سندھ	-	روزنامہ ڈان کراچی
26جولائی	جیسوکولہی	مرد	20برس	-	شادی شدہ	-	پھنداڈال کر	مٹھی، سندھ	-	روزنامہ ڈان کراچی
26جولائی	احمد نواز	مرد	24برس	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چکولا	-	روزنامہ جنگ
26جولائی	اعجاز احمد	مرد	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	کنڈیاں	-	روزنامہ جنگ
26جولائی	محمد نہار	مرد	-	-	-	-	پھنداڈال کر	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	-	روزنامہ جنگ
26جولائی	ڈاکٹر اعجاز احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	-	دریا میں کودکر	مردان روڈ، نوشہرہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
27جولائی	فرزانہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ملک والہ، حافظ آباد	-	روزنامہ خبریں
27جولائی	مظہر مقصود	مرد	50برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں ملک والا، کاموکی	-	روزنامہ نوائے وقت
28جولائی	صباء	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	پھنداڈل کر	یزمان، بہاولپور	-	روزنامہ نوائے وقت
28جولائی	شمائلہ	خاتون	16برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	معظم آباد، سرگودھا	-	روزنامہ نئی بات
28جولائی	عشرت بتول	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اعجاز کالونی، جوہرآباد	-	روزنامہ نئی بات
28جولائی	نواز	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سمبڑیال	-	روزنامہ نئی بات
28جولائی	فضل خان	مرد	65برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سمبڑیال	-	روزنامہ نئی بات
28جولائی	میرل شاہ	مرد	22برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کودکر	کنڈیارو، نوشہرو فیروز، سندھ	-	روزنامہ کاوش
29جولائی	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لنڈیانوالہ، بھنگن پور، قصور	-	روزنامہ ایکسپریس
29جولائی	-	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فاضل پور	-	روزنامہ جنگ
29جولائی	اللہ رکھی	خاتون	40برس	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چنیوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
29جولائی	کرن	خاتون	20برس	-	غیرشادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فتح گڑھ، سیالکوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
29جولائی	خالد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مورو، نوشہرو فیروز، سندھ	-	روزنامہ کاوش
یکم اگست	محمد نواز	مرد	52برس	-	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	اعظم چوک، لیہ	-	روزنامہ ڈان
یکم اگست	محمد شاہد	مرد	21برس	-	غیرشادی شدہ	عید پر نئے کپڑے نہ ملنے پر	زہرخورانی	محمد آباد، فیصل آباد		روزنامہ نئی بات
یکم اگست	فوزیہ کلہوڑو	خاتون	22برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	باقرانی، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
یکم اگست	محمد یوسف	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کودکر	-		روزنامہ نئی بات
یکم اگست	ساجدہ	خاتون	45برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کودکر	321ای بی ساہوکا		روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
2اگست	–	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بصیرپور، اوکاڑہ		روزنامہ نئی بات
2اگست	فیصل	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیال موڑ، سرگودھا		روزنامہ نئی بات
2اگست	سونا رفیق	مرد	–	–	–	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کالا خطائی روڈ، فیروزوالا		روزنامہ نوائے وقت
2اگست	جاوید	مرود	–	–	–	–	زہرخورانی	حدوکی، فیروزوالہ		روزنامہ نوائے وقت
2اگست	علی رضا	مرد	19برس	–	–	–	پھندا ڈال کر	گوکی، سیالکوٹ		روزنامہ نوائے وقت
2اگست	شبانہ	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کود کر	نوشہرہ		روزنامہ ڈان
2اگست	–	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بلال پور، مڈھ رانجھا		روزنامہ جنگ
2اگست	دلبر	مرد	20برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈھڈی والا، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
2اگست	کومل مائی	خاتون	24برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 17اے، رحیم یارخان	–	روزنامہ جنگ
2اگست	نسرین	خاتون	17برس	–	غیرشادی شدہ	–	خودکو گولی مار کر	گاؤں خویشگی پایان، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
2اگست	شبانہ	خاتون	20برس	–	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	پیرسباق، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
2اگست	مدینہ	بچی	12برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	پیرسباق، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
2اگست	صالحہ	بچہ	4برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	پیرسباق، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
2اگست	مطہرہ	بچی	2برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	پیرسباق، نوشہرہ	درج	س
3اگست	محمد یاسین	مرد	29برس	–	–	ذہنی معذوری	–	موضع کھنڈ، صوابی	–	روزنامہ روزنامہ دنیا
3اگست	عرفان	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاہور روڈ، فیروزوالہ	–	روزنامہ نوائے وقت
3اگست	غلام نبی	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وارڈ نمبر 13، شاہکوٹ	–	روزنامہ نوائے وقت
3اگست	صغیر مسیح	مرد	–	–	–	–	زہرخورانی	تھانہ ڈی ٹائپ کالونی، فیصل آباد	–	روزنامہ نئی بات
3اگست	محمد عرفان	مرد	22برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پرانی آبادی، خانگاہ ڈوگراں	–	روزنامہ نئی بات
3اگست	خورشید بی بی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 430ج ب، فیصل آباد	–	روزنامہ نئی بات
3اگست	لیاقت لانگاہ	مرد	22برس	–	–	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مار کر	شہدادکوٹ، سندھ	–	روزنامہ کاوش
4اگست	طاہرہ بی بی	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	پیپلز کالونی، فیصل آباد	–	پاکستان ٹائمز
4اگست	عبدالرحمان	مرد	60برس	–	–	مالی حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	لاہور	–	روزنامہ نیوز
4اگست	علی	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	مدینہ کالونی، لاہور	–	روزنامہ جنگ
4اگست	سارہ روبی	خاتون	22برس	–	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	آفیسر کالونی نمبر 1، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
4اگست	محمد زبیر	مرد	16برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	گاؤں سربھوانج، سرائے عالمگیر	–	روزنامہ جنگ
4اگست	نادیہ	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	124/9ایل، ساہیوال	–	روزنامہ جنگ
4اگست	–	مرد	40برس	–	–	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	گوجرانوالہ	–	روزنامہ جنگ
4اگست	ناظم	مرد	35برس	–	–	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مار کر	منڈی بہاؤالدین	–	روزنامہ نئی بات
4اگست	–	مرد	–	–	–	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مار کر	پیپلی والا پل، گوجرانوالہ	–	روزنامہ نئی بات
4اگست	–	خاتون	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کرک	–	روزنامہ نئی بات
4اگست	غریب شیخ	مرد	–	–	شادی شدہ	–	زہرخورانی	وارہ، قمبر، سندھ	–	روزنامہ کاوش
4اگست	مائی جامل	خاتون	25برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مورو، نوشہرو فیروز، سندھ	–	روزنامہ کاوش
5اگست	س	خاتون	20برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	–	روزنامہ نوائے وقت
5اگست	زین العابدین	مرد	20برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مورو، نوشہرو فیروز، سندھ	–	روزنامہ کاوش
5اگست	ف	خاتون	–	–	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	دائم کھاڑک، میرپور بٹھورو	–	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5اگست	محمد صادق	مرد	50برس	–	–	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	دریا میں کودکر	ہیڈ مرالہ	–	روزنامہ نوائے وقت
5اگست	عبدالرؤف	مرد	–	–	–	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	دریا میں کودکر	ہیڈ مرالہ، سیالکوٹ	–	روزنامہ نوائے وقت
5اگست	شہناز بی بی	خاتون	–	–	شادی شدہ	اولاد نہ ہونے پر دلبرداشتہ	ٹرین تلے کودکر	یونین کونسل روشن آباد، جھڈو تعلقہ	–	روزنامہ جنگ
5اگست	ذوالفقار علی	مرد	–	–	–	–	ٹرین تلے کودکر	4/3 آر، ساہیوال	–	روزنامہ جنگ
5اگست	سرفراز احمد	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھٹیالہ شیخاں	–	روزنامہ جنگ
5اگست	نسیم	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	علی ٹاؤن، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
6اگست	محمد سجاول	مرد	16برس	–	غیرشادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ہنجروال، لاہور	–	روزنامہ نیشن
6اگست	عدنان	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	محلّہ مسلم گنج، کامونکی	درج	روزنامہ نوائے وقت
6اگست	رمضان	مرد	14برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو آگ لگا کر	بی اینڈ آر کالونی، میانوالی	درج	روزنامہ نوائے وقت
6اگست	–	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ملکوال	درج	روزنامہ نوائے وقت
6اگست	الیاس	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	دریا میں کودکر	ہیڈ مرالہ، سیالکوٹ	درج	روزنامہ نوائے وقت
6اگست	صفیہ بی بی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اقبال آباد، لاہور	–	ایکسپریس ٹریبون
7اگست	عبدالولی	مرد	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چمن، کوئٹہ	–	روزنامہ ڈان
7اگست	سید صفدر علی	مرد	–	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	شانتی نگر، کراچی	–	روزنامہ جنگ
7اگست	مسرت	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	غلام محمد آباد، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
7اگست	فہیم	مرد	22برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ مومن، سرگودھا	–	روزنامہ جنگ
7اگست	ن	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منڈی بہاؤالدین	–	روزنامہ نئی بات
7اگست	سلطانہ جسکانی	خاتون	16برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ بھٹو، سجاول، قمبر، سندھ	–	روزنامہ کاوش
7اگست	عنایت اللہ	مرد	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	دائم کھاڑک، میرپور، بٹھورو	–	روزنامہ کاوش
8اگست	محمد اکرم	مرد	33برس	–	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	جانی پورہ، لاہور	–	روزنامہ نئی بات
8اگست	محمد ظفر	بچہ	12برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جوئیہ، جہانگیر، منچن آباد	–	روزنامہ نئی بات
8اگست	کاشف	مرد	–	–	–	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ہڈیاں کلاں، قصور	–	روزنامہ نئی بات
8اگست	–	خاتون	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	لونگ والا، نارنگ منڈی	–	روزنامہ نوائے وقت
8اگست	وقار	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	سیالکوٹ	–	روزنامہ نوائے وقت
8اگست	الطاف	مرد	–	–	–	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	وہاڑی	–	روزنامہ جنگ
8اگست	م	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھوآنہ، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
8اگست	کامل خان	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیرہ اللہ یار	–	روزنامہ جنگ
8اگست	عبدالرحمان	مرد	47برس	–	–	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	جوہرآباد	–	روزنامہ جنگ
9اگست	زاہد	مرد	30برس	–	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	چھت سے کودکر	لبرٹی، لاہور	–	روزنامہ نوائے وقت
9اگست	محسن	مرد	24برس	–	–	–	زہرخورانی	کلر کہار	–	روزنامہ نوائے وقت
10اگست	حسینہ	بچی	12برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چارسدہ	درج	روزنامہ آج
10اگست	سید نواب	مرد	–	–	–	–	خودکو گولی مارکر	چترال	درج	روزنامہ ایکسپریس
10اگست	ریاض	مرد	–	–	–	ذہنی معذوری	زہرخورانی	دروش، چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
10اگست	نعمان خان	مرد	–	–	–	–	خودکو گولی مارکر	سرائے نورنگ، لکی مروت	درج	روزنامہ ایکسپریس
10اگست	بلال	مرد	14برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گل شاہ کلے، ضلع چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
10اگست	بختاور سومرو	خاتون	16برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	–	–	–	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
11اگست	ساجدہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	حافظ آباد	ـ	روزنامہ جنگ
11اگست	اشتیاق	مرد	18برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مہارشریف، سیالکوٹ	ـ	روزنامہ جنگ
11اگست	کلثوم	خاتون	25برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھاگٹانوالہ	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	مصباح نذیر	خاتون	21برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خالدآباد، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	لبنیٰ	خاتون	18برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	داؤد کالونی، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	محمد عثمان	مرد	27برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ چیاں، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	محمد شاہد	مرد	ـ	ـ	ـ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	وسیم سجاد	مرد	18برس	ـ	ـ	ـ	ٹرین تلے کودکر	ساہیوال	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	ساجدہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	لالہ موسیٰ	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	ارسلان	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خودکوگولی مارکر	غلہ منڈی لالہ موسیٰ	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	گل خان	مرد	42برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	سلطان کوٹ، شکارپور، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
13اگست	شہناز	خاتون	20برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	شکیل	مرد	35برس	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سنورہ کالونی، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	شکیلہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	رحیم یارخان	ـ	روزنامہ ایکسپریس
13اگست	ہاشم	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کودکر	عبداللہ ٹاؤن، دیپالپور	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	پاکپتن	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	اکبرآفریدی	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	ـ	کراچی	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	صوبیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قصور	ـ	روزنامہ دنیا
13اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فقیروالا، نارووال	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13اگست	محمد جمیل	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
13اگست	محمد حسین	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک ارو	ـ	روزنامہ جنگ
13اگست	روبینہ	خاتون	22برس	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	نورپور	ـ	روزنامہ جنگ
13اگست	جمیلہ	مرد	18برس	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	ـ		روزنامہ جنگ
14اگست	کلثوم دھاریجو	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	سندھ	ـ	ـ	روزنامہ کاوش
14اگست	رضوان	مرد	19برس	ـ	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	ڈیرہ غازی خان	درج	روزنامہ ایکسپریس
14اگست	آسیہ	خاتون	28برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بورڈ روڈ، رحیم یارخان		روزنامہ ایکسپریس
15اگست	سلمیٰ	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	زہرخورانی	پہاڑپور، ڈی آئی خان	درج	روزنامہ ایکسپریس
15اگست	عامرغفور	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیفنس، لاہور		روزنامہ خبریں
15اگست	کمندخان	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	محلّہ ظفرآباد، پاکپتن		روزنامہ نئی بات
15اگست	محمد اعظم	مرد	62برس	ـ	شادی شدہ	ـ	نہر میں کودکر	گاؤں گرائیاں، ڈنگہ		روزنامہ نوائے وقت
16اگست	کامران	مرد	18برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع چن، خوشاب		روزنامہ نئی بات
16اگست	طاہرحسین	مرد	30برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مدینہ ٹاؤن، خوشاب		روزنامہ نئی بات
16اگست	عمیر	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ خادم علی شاہ، ساہیوال		روزنامہ نئی بات
16اگست	طالب حسین	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال		روزنامہ نئی بات
16اگست	ـ	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چنیوٹ		روزنامہ نئی بات
16اگست	ثمینہ	خاتون	17برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سدھاربائی پاس، فیصل آباد		روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
16اگست	شہباز	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پنڈ فیروزوالہ	–	روزنامہ نوائے وقت
16اگست	ض	خاتون	–	–	–	–	ٹرین تلے کود کر	فیروزوالہ	–	روزنامہ نوائے وقت
16اگست	نسیم اختر	خاتون	–	–	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	کنویں میں کود کر	گاؤں سیال، پسرور	–	روزنامہ نوائے وقت
16اگست	شوکت علی	مرد	45برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	محلہ سیٹھیاں، وزیرآباد	–	روزنامہ نوائے وقت
17اگست	اعجاز	مرد	24برس	–	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	فیصل آباد	–	روزنامہ نئی بات
17اگست	پلوشہ	خاتون	17برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	–	روزنامہ نئی بات
17اگست	بشیر	مرد	–	–	–	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلہ رشیدآباد، چنیوٹ	–	روزنامہ نئی بات
17اگست	عافیہ	خاتون	17برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
17اگست	قاسم	مرد	25برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
17اگست	فرحان	مرد	15برس	–	–	–	پھندا ڈال کر	حمید پور، پسرور	–	روزنامہ جنگ
17اگست	محمد رفیق	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کٹھیالہ، شیخاں	–	روزنامہ جنگ
17اگست	عمران	مرد	–	–	–	–	زہرخورانی	چارباغ، سوات	درج	روزنامہ ایکسپریس
18اگست	شبانہ	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چٹی کوٹھی، شیخوپورہ	–	روزنامہ خبریں
19اگست	عبدالستار	مرد	20برس	–	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	651ج ب، فیصل آباد	–	روزنامہ نیوز
19اگست	فیصل تنویر	مرد	15برس	–	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گاؤں وہینگل، قصور	–	روزنامہ جنگ
20اگست	غلام محمد	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	بھوآنہ، فیصل آباد	–	ایکسپریس ٹریبون
20اگست	حمزہ شہزاد	مرد	19برس	–	–	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	چوکی پٹیال، نارووال	–	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	محمد انور	مرد	64برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سمندری	–	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	فضل	مرد	35برس	–	–	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں خان بیلہ، بہاولپور	–	ایکسپریس ٹریبون
21اگست	نصرت بی بی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جھنگ	–	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	شہناز	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	چک 630 گ ب، فیصل آباد	–	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	لبنیٰ	خاتون	17برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ناظم آباد، فیصل آباد	–	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	حاجرہ	خاتون	18برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	–	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	عابدہ بی بی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	–	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	ظہیر	مرد	–	–	–	مالی حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	منڈی بہاؤالدین	–	روزنامہ نئی بات

اقدام خودکشی

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
24جولائی	ارم	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وحدت کالونی، لاہور	–	روزنامہ ایکسپریس
24جولائی	مقصود	مرد	–	–	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	شاہدرہ، لاہور	–	روزنامہ ایکسپریس
24جولائی	ن	خاتون	15برس	–	غیر شادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	کنویں میں کود کر	پاکپتن	–	روزنامہ نئی بات
25جولائی	عدیلہ	خاتون	–	–	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھوآنہ	–	روزنامہ دنیا
27جولائی	صدوری	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سوبھوڈیرو، خیرپورمیرس، سندھ	–	روزنامہ کوشش
27جولائی	زرینہ جتوئی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خیرپورمیرس	–	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
27جولائی	امان اللہ	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خیرپورمیرس	۔	روزنامہ کاوش
28جولائی	مقدس	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوآگ لگاکر	گوجرانوالہ	۔	روزنامہ نیوز
28جولائی	مرتضیٰ	مرد	۔	۔	غیرشادی شدہ	۔	زہرخورانی	محمدنگر	۔	روزنامہ ایکسپریس
29جولائی	۔	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	۔	روزنامہ خبریں
29جولائی	سمیرا	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	202رب،فیصل آباد	۔	روزنامہ خبریں
29جولائی	طارق	مرد	27برس	۔	۔	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک433 گ ب،فیصل آباد	۔	روزنامہ خبریں
29جولائی	رمضان	مرد	22برس	۔	۔	امتحان میں ناکامی پر	زہرخورانی	چک100ج ب،فیصل آباد	۔	روزنامہ خبریں
29جولائی	محمدعلی	مرد	20برس	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جنڈیانوالہ،گوجرانوالہ	۔	روزنامہ جنگ
یکم اگست	رانی مائی	خاتون	50برس	۔	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	۔	بخشاپور،کشمور،سندھ	۔	روزنامہ کاوش
2اگست	معظم	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جنڈیانوالہ،گوجرانوالہ	۔	روزنامہ جنگ
2اگست	الف	خاتون	18برس	۔	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سلامت پورہ،کاموکی	۔	روزنامہ جنگ
2اگست	شمسہ	خاتون	۔	۔	۔	۔	۔	حبیب کالونی،رحیم یارخان	۔	روزنامہ جنگ
یکم اگست	شمیم بی بی	خاتون	۔	۔	۔	۔	۔	موضع کنڈانی،رحیم یارخان	۔	روزنامہ جنگ
یکم اگست	مجیدمائی	خاتون	۔	۔	۔	۔	۔	اڈہ مسلم آباد،رحیم یارخان	۔	روزنامہ جنگ
یکم اگست	مجاہدحسین	مرد	۔	۔	۔	۔	۔	عوامی کالونی،رحیم یارخان	۔	روزنامہ جنگ
یکم اگست	گلزارحسین	مرد	۔	۔	۔	۔	۔	مدینہ کالونی،رحیم یارخان	۔	روزنامہ جنگ
یکم اگست	الیاس	مرد	۔	۔	۔	۔	۔	گجرات	۔	روزنامہ جنگ
4اگست	سمیع اللہ	مرد	۔	۔	۔	۔	پھنداڈال کر	ننکانہ	۔	روزنامہ دنیا
4اگست	فیاض	مرد	16برس	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	ساہیوال	۔	روزنامہ جنگ
4اگست	سلمٰی	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	۔	روزنامہ جنگ
4اگست	علی اظہر	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	۔	روزنامہ جنگ
4اگست	جاویداقبال	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	۔	روزنامہ جنگ
4اگست	رانی	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	۔	روزنامہ جنگ
4اگست	مہوش بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوآگ لگاکر	مریدکے	۔	روزنامہ جنگ
4اگست	سلیمان	مرد	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوآگ لگاکر	شاہدرہ ٹاؤن،فیروزوالہ	۔	روزنامہ ڈان
4اگست	۔	خاتون	۔	۔	۔	۔	زہرخورانی	شاہدرہ،لاہور	۔	روزنامہ جنگ
5اگست	شکیلہ راشد	خاتون	۔	۔	۔	۔	زہرخورانی	فیصل آباد	۔	روزنامہ نوائے وقت
5اگست	عالیہ یونس	خاتون	۔	۔	۔	۔	زہرخورانی	تاندلیانوالہ،فیصل آباد	۔	روزنامہ نیوز
5اگست	محمدشفیق	مرد	۔	۔	۔	۔	زہرخورانی	فیصل آباد	۔	روزنامہ نیوز
5اگست	شہبازاسلم	مرد	۔	۔	۔	۔	زہرخورانی	فیصل آباد	۔	روزنامہ نیوز
5اگست	شہزادکرامت	مرد	۔	۔	۔	۔	زہرخورانی	چک6ج ب،فیصل آباد	۔	روزنامہ نیوز
5اگست	اشرف اسلم	مرد	۔	۔	۔	۔	زہرخورانی	چک59ج ب،فیصل آباد	۔	روزنامہ نیوز
5اگست	محمدسرفراز	مرد	27برس	۔	۔	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	۔	اسلام آباد	درج	راولپنڈی نیوز
5اگست	عمران شاہی	مرد	۔	۔	۔	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خودکوآگ لگاکر	لاہور ہائی کورٹ	درج	روزنامہ ڈیلی ٹائمز
7اگست	رضیہ	خاتون	35برس	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں مارٹن پور،ننکانہ	۔	روزنامہ ایکسپریس
8اگست	رانی	خاتون	23برس	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ننکانہ	۔	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
8اگست	عاصمہ	خاتون	23برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ننکانہ	-	روزنامہ دنیا
8اگست	رشیدہ	خاتون	50برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	نہر میں کود کر	نیوڈیرو، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
10اگست	محسن	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ڈسکہ	-	ایکسپریس ٹریبون
10اگست	عائشہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منڈی گورائیہ، ڈسکہ	-	ایکسپریس ٹریبون
10اگست	ثناءاللہ	مرد	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	بندوق	خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش
14اگست	حق نواز ملک	مرد	-	-	شادی شدہ	-	-	ٹول پلازہ سکھر، سندھ	-	روزنامہ کاوش
15اگست	م	خاتون	14برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ ایکسپریس
16اگست	-	خاتون	70برس	-	-	انصاف نہ ملنے پر	خود کو آگ لگا کر	ڈیرہ غازی خان	-	ایکسپریس ٹریبون
17اگست	جاوید	مرد	25برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شاہدرہ ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ دنیا
17اگست	آسیہ	خاتون	22برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سانده، لاہور	-	روزنامہ دنیا
17اگست	ریاض	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	نشتر کالونی، لاہور	-	روزنامہ دنیا
17اگست	ندیم	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	مصری شاہ، لاہور	-	روزنامہ دنیا
17اگست	ک	خاتون	-	-	شادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	خود کو آگ لگا کر	جوہر آباد	-	روزنامہ جنگ
17اگست	شوکت	مرد	-	-	شادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	خود کو آگ لگا کر	جوہر آباد	-	روزنامہ جنگ
22اگست	عبداللہ	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	گلبرگ کالونی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	اسلم	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	کھیالی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	رابعہ	خاتون	15برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	کشمیر روڈ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	کامران	مرد	-	-	-	امتحان میں فیل ہونے پر	خود کو گولی مار کر	واربرٹن، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	امیراں بی بی	خاتون	50برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک چھوٹا، پاکپتن	-	روزنامہ نیوز
22اگست	ش	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں کم نمبر آنے پر	زہرخورانی	بھاگٹانوالہ	-	روزنامہ ایکسپریس
22اگست	ع	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	بورے والا	-	روزنامہ جنگ
22اگست	محمد صائم	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	گل روڈ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	محمد طاہر	مرد	22برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	موری گیٹ، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
22اگست	صائمہ	خاتون	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	102 رب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
22اگست	زبیر خان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	خود کو گولی مار کر	موسیٰ خیل، میانوالی	-	روزنامہ ایکسپریس
23اگست	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	سرور	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	437 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	ثناء	خاتون	25برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
24اگست	ناصرہ بی بی	خاتون	37برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کچا کھیالی روڈ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ دنیا
24اگست	ثمینہ بی بی	خاتونا	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وکیل والا، ننکانہ	-	روزنامہ دنیا
24اگست	احسان	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	شیراکوٹ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
24اگست	آسیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نولکھا، لاہور	-	روزنامہ جنگ
24اگست	-	بچی	13برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	سلطان پور، مصری شاہ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
24اگست	سجاد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	بدوملہی	-	روزنامہ جنگ
24اگست	غلام سرور	مرد	70برس	-	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مار کر	دھت پورہ، شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
24اگست	شمع بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاہور روڈ، شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
24اگست	-	مرد	28برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **24** نومبر سے **24** تک کے دوران ملک بھر میں **158** افراد نے خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے والوں میں **62** خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران **80** افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچا لیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں **42** خواتین شامل ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں **97** افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور **21** نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہو کر خودکشی کر لی۔ خودکشی کے واقعات میں **103** نے زہر کھا/پی کر، **19** نے خود کو گولی مار کر اور **18** نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے **238** واقعات میں سے صرف **17** واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4جولائی	لیاقت	مرد	30برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
24جولائی	زیبا	خاتون	22برس	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چنیوٹ	-	روزنامہ جنگ
24جولائی	غ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	عارف آباد، منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ جنگ
24جولائی	مسرت بی بی	خاتون	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں خنجر، حافظ آباد	-	روزنامہ جنگ
26جولائی	لاجوکولہی	خاتون	18برس	-	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	مٹھی، سندھ	-	روزنامہ ڈان کراچی
26جولائی	جیسوکولہی	مرد	20برس	-	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	مٹھی، سندھ	-	روزنامہ ڈان کراچی
26جولائی	احمد نواز	مرد	24برس	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چکولا	-	روزنامہ جنگ
26جولائی	اعجاز احمد	مرد	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	کنڈیاں	-	روزنامہ جنگ
26جولائی	محمد نہار	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	-	روزنامہ جنگ
26جولائی	ڈاکٹر اعجاز احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	-	دریا میں کود کر	مردان روڈ، نوشہرہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
27جولائی	فرزانہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ملک والہ، حافظ آباد	-	روزنامہ خبریں
27جولائی	مظہر مقصود	مرد	50برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں ملک والا، کامونکی	-	روزنامہ نوائے وقت
28جولائی	صباء	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	پھندا ڈال کر	یزمان، بہاولپور	-	روزنامہ نوائے وقت
28جولائی	شمائلہ	خاتون	16برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	معظم آباد، سرگودھا	-	روزنامہ نئی بات
28جولائی	عشرت بتول	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اعجاز کالونی، جوہر آباد	-	روزنامہ نئی بات
28جولائی	نواز	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سمبڑیال	-	روزنامہ نئی بات
28جولائی	فضل خان	مرد	65برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سمبڑیال	-	روزنامہ نئی بات
28جولائی	میرل شاہ	مرد	22برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	کنڈیارو، نوشہرو فیروز، سندھ	-	روزنامہ کاوش
29جولائی	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لنڈیانوالہ بھنگن پور، قصور	-	روزنامہ ایکسپریس
29جولائی	-	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فاضل پور	-	روزنامہ جنگ
29جولائی	اللہ رکھی	خاتون	40برس	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چنیوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
29جولائی	کرن	خاتون	20برس	-	غیرشادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فتح گڑھ، سیالکوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
29جولائی	خالد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مورو، نوشہرو فیروز، سندھ	-	روزنامہ کاوش
یکم اگست	محمد نواز	مرد	52برس	-	شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	اعظم چوک، لیہ	-	روزنامہ ڈان
یکم اگست	محمد شاہد	مرد	21برس	-	غیرشادی شدہ	عید پر نئے کپڑے نہ ملنے پر	زہرخورانی	محمد آباد، فیصل آباد		روزنامہ نئی بات
یکم اگست	فوزیہ کلہوڑو	خاتون	22برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	باقرانی، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
یکم اگست	محمد یوسف	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کود کر	-		روزنامہ نئی بات
یکم اگست	ساجدہ	خاتون	45برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کود کر	321ای بی ساہوکا		روزنامہ نئی بات
2اگست	-	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بصیر پور، اوکاڑہ		روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
2اگست	فیصل	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیال موڑ، سرگودھا		روزنامہ نئی بات
2اگست	سونا رفیق	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کالا خطائی روڈ، فیروزوالا		روزنامہ نوائے وقت
2اگست	جاوید	مرود	-	-	-	-	زہرخورانی	حدوکی، فیروزوالہ		روزنامہ نوائے وقت
2اگست	علی رضا	مرد	19برس	-	-	-	پھندا ڈال کر	گوکی، سیالکوٹ		روزنامہ نوائے وقت
2اگست	شبانہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کود کر	نوشہرہ		روزنامہ ڈان
2اگست	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بلال پور، مڈھ رانجھا		روزنامہ جنگ
2اگست	دلبر	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈھڈی والا، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
2اگست	کومل مائی	خاتون	24برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 17اے، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
2اگست	نسرین	خاتون	17برس	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	گاؤں خویشکی پایان، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
2اگست	شبانہ	خاتون	20برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	پیر سباق، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
2اگست	مدینہ	بچی	12برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	پیر سباق، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
2اگست	صالحہ	بچہ	4برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	پیر سباق، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
2اگست	مطہرہ	بچی	2برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	پیر سباق، نوشہرہ	درج	س
3اگست	محمد یاسین	مرد	29برس	-	-	ذہنی معذوری	-	موضع کھنڈ، صوابی	-	روزنامہ روزنامہ دنیا
3اگست	عرفان	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاہور روڈ، فیروزوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
3اگست	غلام نبی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وارڈ نمبر 13، شاہکوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
3اگست	صغیر مسیح	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	تھانہ ڈی ٹائپ کالونی، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
3اگست	محمد عرفان	مرد	22برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پرانی آبادی، خانگاہ ڈوگراں	-	روزنامہ نئی بات
3اگست	خورشید بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 430ج ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
3اگست	لیاقت لانگاہ	مرد	22برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	شہدادکوٹ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
4اگست	طاہرہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	پیپلز کالونی، فیصل آباد	-	پاکستان ٹائمز
4اگست	عبدالرحمان	مرد	60برس	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	لاہور	-	روزنامہ نیوز
4اگست	علی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	مدینہ کالونی، لاہور	-	روزنامہ جنگ
4اگست	سارہ روبی	خاتون	22برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	آفیسر کالونی نمبر1، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
4اگست	محمد زبیر	مرد	16برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	گاؤں سرجھوانج، سرائے عالمگیر	-	روزنامہ جنگ
4اگست	نادیہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	124/9ایل، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
4اگست	-	مرد	40برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
4اگست	ناظم	مرد	35برس	-	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مار کر	منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ نئی بات
4اگست	-	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مار کر	پپلی والا پل، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نئی بات
4اگست	-	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کرک	-	روزنامہ نئی بات
4اگست	غریب شیخ	مرد	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	وارہ، قمبر، سندھ	-	روزنامہ کاوش
4اگست	مائی جامل	خاتون	25برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مورو، نوشہرو فیروز، سندھ	-	روزنامہ کاوش
5اگست	س	خاتون	20برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
5اگست	زین العابدین	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مورو، نوشہرو فیروز، سندھ	-	روزنامہ کاوش
5اگست	ف	خاتون	-	-	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	دائم کھاڑک، میرپور بٹھورو	-	روزنامہ کاوش
5اگست	محمد صادق	مرد	50برس	-	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	دریا میں کود کر	ہیڈ مرالہ	-	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5اگست	عبدالرؤف	مرد	ـ	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	دریا میں کودکر	ہیڈ مرالہ، سیالکوٹ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5اگست	شہناز بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	اولاد نہ ہونے پر دلبرداشتہ	ٹرین تلے کودکر	یونین کونسل روشن آباد، جھڈو تعلقہ	ـ	روزنامہ جنگ
5اگست	ذوالفقار علی	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	ٹرین تلے کودکر	4/3آر، ساہیوال	ـ	روزنامہ جنگ
5اگست	سرفراز احمد	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھٹیالہ شیخاں	ـ	روزنامہ جنگ
5اگست	نسیم	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	علی ٹاؤن، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
6اگست	محمد سجاول	مرد	16برس	ـ	غیرشادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ہنجروال، لاہور	ـ	روزنامہ نیشن
6اگست	عدنان	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	محلّہ مسلم گنج، کاموکی	درج	روزنامہ نوائے وقت
6اگست	رمضان	مرد	14برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوآگ لگاکر	پی اینڈ آر کالونی، میانوالی	درج	روزنامہ نوائے وقت
6اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ملکوال	درج	روزنامہ نوائے وقت
6اگست	الیاس	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کودکر	ہیڈ مرالہ، سیالکوٹ	درج	روزنامہ نوائے وقت
6اگست	صفیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اقبال آباد، لاہور	ـ	ایکسپریس ٹریبون
7اگست	عبدالولی	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	چمن، کوئٹہ	ـ	روزنامہ ڈان
7اگست	سید صفدر علی	مرد	ـ	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	شانتی نگر، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
7اگست	مسرت	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	غلام محمد آباد، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
7اگست	فہیم	مرد	22برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ مومن، سرگودھا	ـ	روزنامہ جنگ
7اگست	ن	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منڈی بہاؤالدین	ـ	روزنامہ نئی بات
7اگست	سلطانہ جسکانی	خاتون	16برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ بھٹو، سجاول قمبر، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
7اگست	عنایت اللہ	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	دائم کھاڑک، میرپور، بٹھورو	ـ	روزنامہ کاوش
8اگست	محمد اکرم	مرد	33برس	ـ	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	جانی پورہ، لاہور	ـ	روزنامہ نئی بات
8اگست	محمد ظفر	بچہ	12برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جوئیہ، جہانگیر، منچن آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
8اگست	کاشف	مرد	ـ	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ہڈیاں کلاں، قصور	ـ	روزنامہ نئی بات
8اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	لونگ والا، نارنگ منڈی	ـ	روزنامہ نوائے وقت
8اگست	وقار	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	سیالکوٹ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
8اگست	الطاف	مرد	ـ	ـ	ـ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	وہاڑی	ـ	روزنامہ جنگ
8اگست	م	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھوآنہ، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
8اگست	کامل خان	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیرہ اللہ یار	ـ	روزنامہ جنگ
8اگست	عبدالرحمان	مرد	47برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	جوہرآباد	ـ	روزنامہ جنگ
9اگست	زاہد	مرد	30برس	ـ	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	چھت سے کودکر	لبرٹی، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
9اگست	محسن	مرد	24برس	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	کلرکہار	ـ	روزنامہ نوائے وقت
10اگست	حسینہ	بچی	12برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	چارسدہ	درج	روزنامہ آج
10اگست	سید نواب	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خودکوگولی مارکر	چترال	درج	روزنامہ ایکسپریس
10اگست	ریاض	مرد	ـ	ـ	ـ	ذہنی معذوری	زہرخورانی	دروش، چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
10اگست	نعمان خان	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خودکوگولی مارکر	سرائے نورنگ، لکی مروت	درج	روزنامہ ایکسپریس
10اگست	بلال	مرد	14برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	گل شاہ کلے، ضلع چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
10اگست	بختاور سومرو	خاتون	16برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
11اگست	ساجدہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	حافظ آباد	ـ	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
11اگست	اشتیاق	مرد	18برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مہارشریف، سیالکوٹ	ـ	روزنامہ جنگ
11اگست	کلثوم	خاتون	25برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھاگٹانوالہ	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	مصباح نذیر	خاتون	21برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خالد آباد، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	لبنیٰ	خاتون	18برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	داؤد کالونی، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	محمد عثمان	مرد	27برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ چیاں، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	محمد شاہد	مرد	ـ	ـ	ـ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	وسیم سجاد	مرد	18برس	ـ	ـ	ـ	ٹرین تلے کود کر	ساہیوال	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	ساجدہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	لالہ موسیٰ	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	ارسلان	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خود کو گولی مار کر	غلہ منڈی لالہ موسیٰ	ـ	روزنامہ جنگ
12اگست	گل خان	مرد	42برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	سلطان کوٹ، شکارپور، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
13اگست	شہناز	خاتون	20برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	شکیل	مرد	35برس	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سنورہ کالونی، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	شکیلہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	رحیم یار خان	ـ	روزنامہ ایکسپریس
13اگست	ہاشم	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	عبداللہ ٹاؤن، دیپالپور	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	پاکپتن	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	اکبر آفریدی	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	ـ	کراچی	ـ	روزنامہ نئی بات
13اگست	صوبیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قصور	ـ	روزنامہ دنیا
13اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فقیر والا، نارووال	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13اگست	محمد جمیل	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
13اگست	محمد حسین	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک ارو	ـ	روزنامہ جنگ
13اگست	روبینہ	خاتون	22برس	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	نورپور	ـ	روزنامہ جنگ
13اگست	جمیلہ	مرد	18برس	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	ـ		روزنامہ جنگ
14اگست	کلثوم دھاریجو	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	سندھ	ـ	ـ	روزنامہ کاوش
14اگست	رضوان	مرد	19برس	ـ	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	ڈیرہ غازی خان	درج	روزنامہ ایکسپریس
14اگست	آسیہ	خاتون	28برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بورڈ روڈ، رحیم یار خان		روزنامہ ایکسپریس
15اگست	سلمیٰ	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	زہرخورانی	پہاڑپور، ڈی آئی خان	درج	روزنامہ ایکسپریس
15اگست	عامر غفور	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیفنس، لاہور		روزنامہ خبریں
15اگست	کمند خان	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	محلہ ظفرآباد، پاکپتن		روزنامہ نئی بات
15اگست	محمد اعظم	مرد	62برس	ـ	شادی شدہ	ـ	نہر میں کود کر	گاؤں گراٹیاں، ڈنگہ		روزنامہ نوائے وقت
16اگست	کامران	مرد	18برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع چن، خوشاب		روزنامہ نئی بات
16اگست	طاہر حسین	مرد	30برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مدینہ ٹاؤن، خوشاب		روزنامہ نئی بات
16اگست	عمیر	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ خادم علی شاہ، ساہیوال		روزنامہ نئی بات
16اگست	طالب حسین	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال		روزنامہ نئی بات
16اگست	ـ	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چنیوٹ		روزنامہ نئی بات
16اگست	ثمینہ	خاتون	17برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سدھار بائی پاس، فیصل آباد		روزنامہ نئی بات
16اگست	شہباز	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پنڈ فیروز والہ	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
16اگست	ض	خاتون	-	-	-	-	ٹرین تلے کود کر	فیروزوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
16اگست	نسیم اختر	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	کنویں میں کود کر	گاؤں سیال، پسرور	-	روزنامہ نوائے وقت
16اگست	شوکت علی	مرد	45برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	محلّہ سیٹھیاں، وزیرآباد	-	روزنامہ نوائے وقت
17اگست	اعجاز	مرد	24برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
17اگست	پلوشہ	خاتون	17برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
17اگست	بشیر	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	محلّہ رشید آباد، چنیوٹ	-	روزنامہ نئی بات
17اگست	عافیہ	خاتون	17برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
17اگست	قاسم	مرد	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
17اگست	فرحان	مرد	15برس	-	-	-	پھندا ڈال کر	حمید پور، پسرور	-	روزنامہ جنگ
17اگست	محمد رفیق	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کٹھیالہ شیخاں	-	روزنامہ جنگ
17اگست	عمران	مرد	-	-	-	-	زہر خورانی	چار باغ، سوات	درج	روزنامہ ایکسپریس
18اگست	شبانہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چٹی کوٹھی، شیخوپورہ	-	روزنامہ خبریں
19اگست	عبدالستار	مرد	20برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	651ج ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
19اگست	فیصل تنویر	مرد	15برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گاؤں وہیگل، قصور	-	روزنامہ جنگ
20اگست	غلام محمد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	بھوآنہ، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
20اگست	حمزہ شہزاد	مرد	19برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	چوکی پٹیال، نارووال	-	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	محمد انور	مرد	64برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سمندری	-	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	فضل	مرد	35برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	گاؤں خان بیلہ، بہاولپور	-	ایکسپریس ٹریبون
21اگست	نصرت بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جھنگ	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	شہناز	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	چک 630 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	لبنیٰ	خاتون	17برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ناظم آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	حاجرہ	خاتون	18برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ساہیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	عابدہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	ظہیر	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ نئی بات

اقدام خودکشی

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
24جولائی	ارم	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	وحدت کالونی، لاہور	-	روزنامہ ایکسپریس
24جولائی	مقصود	مرد	-	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	شاہدرہ، لاہور	-	روزنامہ ایکسپریس
24جولائی	ن	خاتون	15برس	-	غیر شادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	کنویں میں کود کر	پاکپتن	-	روزنامہ نئی بات
25جولائی	عدیلہ	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بھوآنہ	-	روزنامہ دنیا
27جولائی	صدوری	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سوبھوڈیرو، خیرپور میرس، سندھ	-	روزنامہ کوشش
27جولائی	زرینہ جتوئی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش
27جولائی	امان اللہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
28جولائی	مقدس	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگاکر	گوجرانوالہ	-	روزنامہ نیوز
28جولائی	مرتضیٰ	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	محمد نگر	-	روزنامہ ایکسپریس
29جولائی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ خبریں
29جولائی	سمیرا	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	202رب،فیصل آباد	-	روزنامہ خبریں
29جولائی	طارق	مرد	27برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک433 گ ب،فیصل آباد	-	روزنامہ خبریں
29جولائی	رمضان	مرد	22برس	-	-	امتحان میں ناکامی پر	زہرخورانی	چک100ج ب،فیصل آباد	-	روزنامہ خبریں
29جولائی	محمد علی	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جنڈیانوالہ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
کیم اگست	رانی مائی	خاتون	50برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	-	بخشاپور، کشمور، سندھ	-	روزنامہ کاوش
2اگست	معظم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جنڈیانوالہ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
2اگست	الف	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سلامت پورہ، کامونکی	-	روزنامہ جنگ
2اگست	شمسہ	خاتون	-	-	-	-	-	حبیب کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ
کیم اگست	شمیم بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	موضع کنڈانی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ
کیم اگست	مجید مائی	خاتون	-	-	-	-	-	اڈہ مسلم آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ
کیم اگست	مجاہد حسین	مرد	-	-	-	-	-	عوامی کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ
کیم اگست	گلزار حسین	مرد	-	-	-	-	-	مدینہ کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ
کیم اگست	الیاس	مرد	-	-	-	-	-	گجرات	-	روزنامہ جنگ
4اگست	سمیع اللہ	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	ننکانہ	-	روزنامہ دنیا
4اگست	فیاض	مرد	16برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
4اگست	سلمیٰ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
4اگست	علی اظہر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
4اگست	جاوید اقبال	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
4اگست	رانی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
4اگست	مہوش بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگاکر	مریدکے	-	روزنامہ جنگ
4اگست	سلیمان	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگاکر	شاہدرہ ٹاؤن، فیروزوالہ	-	روزنامہ ڈان
4اگست	-	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	شاہدرہ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
5اگست	شکیلہ راشد	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
5اگست	عالیہ یونس	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	تاندلیانوالہ، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
5اگست	محمد شفیق	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
5اگست	شہباز اسلم	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
5اگست	شہزاد کرامت	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	چک6ج ب،فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
5اگست	اشرف اسلم	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	چک59ج ب،فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
5اگست	محمد سرفراز	مرد	27برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	-	اسلام آباد	درج	راولپنڈی نیوز
5اگست	عمران شاہی	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خودکو آگ لگاکر	لاہور ہائی کورٹ	درج	روزنامہ ڈیلی ٹائمز
7اگست	رضیہ	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں مارٹن پور، ننکانہ	-	روزنامہ ایکسپریس
8اگست	رانی	خاتون	23برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ننکانہ	-	روزنامہ دنیا
8اگست	عاصمہ	خاتون	23برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ننکانہ	-	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
8اگست	رشیدہ	خاتون	50برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	نہر میں کودکر	نیو دیرو، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
10اگست	محسن	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ڈسکہ	-	ایکسپریس ٹریبون
10اگست	عائشہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منڈی گورائیہ، ڈسکہ	-	ایکسپریس ٹریبون
10اگست	ثناءاللہ	مرد	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	بندوق	خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش
14اگست	حق نواز ملک	مرد	-	-	شادی شدہ	-	-	ٹول پلازہ سکھر، سندھ	-	روزنامہ کاوش
15اگست	م	خاتون	14برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ ایکسپریس
16اگست	-	خاتون	70برس	-	-	انصاف نہ ملنے پر	خودکوآگ لگاکر	ڈیرہ غازی خان	-	ایکسپریس ٹریبون
17اگست	جاوید	مرد	25برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شاہدرہ ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ دنیا
17اگست	آسیہ	خاتون	22برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سانده، لاہور	-	روزنامہ دنیا
17اگست	ریاض	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	نشتر کالونی، لاہور	-	روزنامہ دنیا
17اگست	ندیم	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	مصری شاہ، لاہور	-	روزنامہ دنیا
17اگست	ک	خاتون	-	-	شادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	خودکوآگ لگاکر	جوہرآباد	-	روزنامہ جنگ
17اگست	شوکت	مرد	-	-	شادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	خودکوآگ لگاکر	جوہرآباد	-	روزنامہ جنگ
22اگست	عبداللہ	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	گلبرگ کالونی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	اسلم	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	کھیالی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	رابعہ	خاتون	15برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	کشمیر روڈ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	کامران	مرد	-	-	-	امتحان میں فیل ہونے پر	خودکوگولی مارکر	واربرٹن، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	امیراں بی بی	خاتون	50برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک چھوٹا، پاکپتن	-	روزنامہ نیوز
22اگست	ش	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں کم نمبرآنے پر	زہرخورانی	بھاگٹانوالہ	-	روزنامہ ایکسپریس
22اگست	ع	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	بورے والا	-	روزنامہ جنگ
22اگست	محمد صائم	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	گل روڈ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
22اگست	محمد طاہر	مرد	22برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھنداڈال کر	موری گیٹ، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
22اگست	صائمہ	خاتون	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	102رب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
22اگست	زبیرخان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	خودکوگولی مارکر	موسیٰ خیل، میانوالی	-	روزنامہ ایکسپریس
23اگست	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	سرور	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	437 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	ثناء	خاتون	25برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
24اگست	ناصرہ بی بی	خاتون	37برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کچا کھیالی روڈ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ دنیا
24اگست	ثمینہ بی بی	خاتونا	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وکیل والا، ننکانہ	-	روزنامہ دنیا
24اگست	احسان	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	شیراکوٹ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
24اگست	آسیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نولکھا، لاہور	-	روزنامہ جنگ
24اگست	-	بچی	13برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	سلطان پور، مصری شاہ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
24اگست	سجاد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	بدوملہی	-	روزنامہ جنگ
24اگست	غلام سرور	مرد	70برس	-	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکوگولی مارکر	دھت پورہ، شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
24اگست	شمع بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاہورروڈ، شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
24اگست	-	مرد	28برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھنداڈال کر	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
24اگست	زبیدہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پنڈی بھٹیاں	-	روزنامہ نئی بات

گمشدہ ہفتہ، کہ جو تھا

آئی۔اے۔رحمٰن

حکومت نے صورتحال پر سیاسی بے بسی کا اظہار کر کے مصیبت کو دعوت دی

قطع نظر اس کے کہ ہفتہ بھر کے لانگ مارچوں اور دھرنوں کا کیا نتیجہ نکلتا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے پاکستان کو دوبارہ آمرانہ یا استبدادی کنٹرول میں دے دیا گیا ہے اور عین ممکن ہے کہ آنے والے دنوں میں ریاست اور عوام کو اس کی بھاری قیمت چکانی پڑ جائے۔

عمران خان اور طاہرالقادری نے جو مطالبات پیش کئے ہیں، وہ سیاسی نوعیت کے ہیں اور ان مطالبات نے بہت سے شہریوں کے دلوں میں ہمدردی کے جذبات کو ابھارا ہے۔ لیکن ان دونوں میں سے کوئی بھی لوگوں کو یہ اعتماد نہیں دلا پایا کہ وہ آمریت مخالفت جمہوریت پسند ہیں۔ انہوں نے آزادی اور انقلاب کے نعروں کو محض تاریخ کے بے ربط حوالوں سے مزّین کیا جس کے نتیجے میں وہ مزدوروں اور کسانوں میں موجود انقلابی دستوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں ناکام رہے۔

انہوں نے جن اندیشوں کا اظہار کیا، ان میں بلوچستان اور سندھ کی تکلیف دہ صورتحال کا ذکر تک نہیں ہے جس کے باعث یہ احساس اور صحیح طور پر، پیدا ہوا کہ یہ چیلنج محض پنجاب کے اندرونی معاملے تک محدود ہے جس سے اس خیال کو تقویت ملی کہ ارباب اختیار کے نزدیک پاکستان کا مطلب صرف پنجاب ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ انہوں نے خود کو وردی کے بغیر بغاوت برپا کرنے والے کے طور پر منوایا۔ ان کا جاہ وجلال بھاری جوتے والوں کی حکومت کا مرہون منت ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے محفوظ راستہ یہی ہے کہ وہ خود پس پردہ رہیں اور اپنے لئے عوام کے دلوں میں جگہ بنائے رکھیں۔ حکومت نے طاقت کے استعمال سے احتراز کرنے کے مشورے پر عمل کر کے اپنی ساکھ کو بہتر بنایا ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ اس سے مسودے میں ردو بدل کرنے میں کوئی مدد ملے گی۔

مارچ۔ دھرنا مقابلے نے ہنگامہ آرائی اور شورش پر قابو پانے کی حکومتی بے بسی کا پول کھول دیا ہے اور اس کی وجہ بہتر طرز حکمرانی کا نہ ہونا ہے۔ حکومت کی ناکامی کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ حکومت نے سیاسی چیلنج کا مقابلہ اس طرح کیا جیسے وہ کوئی امن وامان کا مسئلہ ہو۔ مارچ میں شامل ہونے والے لوگوں کی لاہور سے روانگی کو روکنے والے منصوبوں پر وسائل کا بے دریغ استعمال کیا گیا۔ سڑکوں پر کھڑی کی گئی رکاوٹوں کو اچانک ختم کر دینے سے ہجوم کو اپنی کامیابی کا احساس ہوا جس نے انہیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا۔ اور منگل کی شام آخری پسپائی تک یہ کہانی بار بار دہرائی جاتی رہی۔

مزید برآں ہجوموں پر قابو پانے کے لیے حکومت نے غلط طور پر پولیس پر انحصار کیا حالانکہ اس معاملے میں ان کی کارکردگی تسلسل کے ساتھ غیر تسلی بخش رہی تھی اور کچھ نہیں تو دو ماہ قبل طاہرالقادری کے دفتر کے باہر لاہور پولیس کی طرف سے پھیلائی جانے والی ابتری اور افراتفری سے ہی حکام کو اس طریق کار کے پیچھے پن سے سبق حاصل کر لینا چاہئے تھا۔ ماڈل ٹاؤن والے واقعے کے دوران کی جانے والی زیادتیوں کی جواب دہی پر پولیس بہت زیادہ بددل ہو چکی تھی۔ ایسی کیفیت میں وہ لاہور یا اسلام آباد میں پیش آنے والے چیلنجوں کا سامنا کیسے کر سکتی تھی۔

دوسری وجہ: یوں لگتا تھا جیسے حکومت ظاہر کر رہی ہو کہ اس کے پاس دونوں مارچوں سے پیدا ہونے والی صورتحال کا سیاسی جواب نہیں تھا اور یوں حکومت نے خود مصیبت کو دعوت دی۔ اسلام آباد کی معمول کی زندگی کو معطل کرنے کی اجازت دے کر احتجاج کرنے والوں کو وہ رعائت دے دی گئی جو وہ اپنے طور پر حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ حکومت اپنے مخالفوں کو دیوار کے ساتھ لگا دیتی اور وہ بھی اس طرح کہ انتظامیہ اضمحلال اور شکست خوردگی کا شکار نہ ہو پاتی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وزیراعظم اس حقیقت کو سمجھنے میں ناکام رہے کہ صرف پارلیمنٹ ہی ان کے استحقاق کے دعوے کے جائز ہونے کی ضمانت دے سکتی ہے۔ انہیں ہمیشہ پارلیمنٹ ہاؤس میں جوابدہ ہونا چاہئے تھا۔ اس طرح وہ ذرائع ابلاغ پر بلاشرکت غیرے قابض ہونیوالے معترضین کو روک سکتے تھے۔

اغواء برائے تاوان کی ایک صورتحال کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جس میں متاثرہ خاندان کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ مغوی کے جانی تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے اغواء کرنے والوں کے مطالبے کو کسی حد تک تسلیم کر لیں۔ اگر مصالحت کروانے والے ان اقدامات کی وضاحت کر دیتے جن کے ذریعے حکومت صورتحال میں بہتری لا سکتی تھی تو انہیں بہت زیادہ عوامی حمایت حاصل ہو سکتی تھی۔

شکر ہے کہ سبھی لوگ مارچ کرنے والوں کے نعروں سے متاثر ہو کر جذبات کی رو میں بہہ نہیں گئے۔ سپریم کورٹ نے خود کو اس ناخوشگوار معاملے میں ملوث نہیں ہونے دیا۔ عمومی خواہش یہی تھی کہ سیاسی معاملات کو عدالتوں میں لے جانے سے گریز کیا جائے۔

مصالحت کے عمل میں شریک ہونے والی زیادہ تر سیاسی جماعتوں کے احترام میں اس لئے اضافہ ہوا کہ انہوں نے حکومت کو درپیش مشکلات سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانے کا فیصلہ کیا۔ لیکن انہیں اس تہمت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ ان کی پیش قدمیاں واضح نہیں تھیں۔ حکومت کو بارہا مشورہ دیا گیا کہ نظام کو بچانے کے لئے کچھ قربانی دے لیکن نیک سامری دور کھڑے ناصحانہ تقریریں سنتے رہے جبکہ پہلی صفوں میں موجود لوگ سمجھوتے کے فارمولوں سے آگاہی حاصل کر رہے تھے۔

اغواء برائے تاوان کی ایک صورتحال کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جس میں متاثرہ خاندان کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ مغوی کے جانی تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے اغواء کرنے والوں کے مطالبے کو کسی حد تک تسلیم کر لیں۔ اگر مصالحت کروانے والے ان اقدامات کی وضاحت کر دیتے جن کے ذریعے حکومت صورتحال میں بہتری لا سکتی تھی تو انہیں بہت زیادہ عوامی حمایت حاصل ہو سکتی تھی۔

کل (19 اگست) پیدا ہونے والی صورتحال کا پرامن اور بہتر حل نظر نہیں آ رہا اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ بلوغت کی طرف بڑھتی ہوئی ہماری نوخیز جمہوریت کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ جمہوری سیاست ایک اکھاڑہ ہے جہاں ایسی جمہوری جماعتوں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے جن کے ایجنڈے واضح ہوتے ہیں۔ یہ حکمرانی کے ایسے دعویدار افراد کے درمیان مبارزت کا میدان نہیں جس کا نظارہ ہم گزشتہ جمعرات (14 اگست) سے کر رہے ہیں۔ طاہرالقادری ہجوم کو متحرک کر سکتے ہیں لیکن ہم ان کے جماعتی ڈھانچے کے بارے میں نہیں جانتے۔ عمران خان کے پاس کسی حد تک پارٹی کی تنظیم موجود ہے لیکن وہ اپنی کور کمیٹی کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتے ہیں جیسا کرکٹ کا کپتان اپنے ''لڑکوں'' کے ساتھ کھیل کے دوران اور ڈریسنگ روم میں کرتا ہے۔ نواز شریف کے ساتھ جھگڑے کو انہوں نے ذاتی شکل دے کر غیر شخصی یا غیر ذاتی سیاست سے خود کو دور کر لیا ہے حالانکہ جمہوریت میں غیر ذاتی اور غیر شخصی سیاست ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔

عام آدمی کی نظر میں نواز شریف پر ''بادشاہ'' بننے کا الزام لگانے والے چوغہ کی نمائش کر رہے ہیں اور ان خواہشوں کو تسکین دے رہے ہیں جن پر سامراجی ٹھپہ لگا ہوا ہے۔ آخری بات یہ کہ تبدیلی کے نعرے کو ریاستی نظام میں موجود خرابیوں کو دور کرنے کے لئے لائحہ عمل کے ساتھ منسلک نہیں کیا گیا۔

یہ خدشات بے بنیاد نہیں ہیں کہ عمران خان اور طاہرالقادری نے زیادہ انتہا پسند قوتوں کے لئے ایک نظیر قائم کر دی ہے۔ اگر افغانستان میں طالبان کی کامیابیوں میں پاکستانی مدرسوں کے طلبہ حصہ ڈال سکتے ہیں تو پھر انہیں پاکستان میں بھی اپنی کارکردگی دوہرانے پر مائل کیا جا سکتا ہے۔ صرف چند روز قبل ایک مذہبی رہنما نے ریاست کو متنبہ کیا کہ مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی فوج اس قدر طاقت ور ہے کہ وہ اقتدار پر قبضہ کر لے۔ کیا ریاست کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ وہ مارچوں اور دھرنوں یا ان سے زیادہ سنجیدہ چیلنجوں کی نئی لہر کو روک سکے؟ گزشتہ چند دنوں کے تجربے کے پیش نظر تو زیادہ امید نظر نہیں آتی۔ عمران خان اور طاہر القادری کے بارے میں اس لئے افسوس کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ انہوں نے اداروں کی تباہی کا راستہ منتخب کیا ہے۔ حالانکہ ''اچھے مربیوں کی زیر پرستی'' وہ خود کو مضبوط اور مستحکم کر سکتے تھے۔

کہانی کا اخلاقی سبق یہ ہے کہ ایک طرف تو پاکستان کو تیزی کے ساتھ جمہوری راستوں کی طرف لوٹ جانا چاہئے اور صاف اور مستعد نمائندہ ادارے قائم کرنے چاہئیں اور ذمہ دارانہ طرز حکمرانی قائم کرنی چاہئے اور دوسری طرف سیاسی جماعتوں کو آپس میں مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے دوستوں اور مخالفین کے طور پر اپنے طرز عمل کے لئے بنیادی قواعد وضوابط تیار کرنے چاہئیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ روزنامہ ڈان)

موت کی فیکٹریاں

ناصر جمال

45 سالہ عبداللہ خوشی محمد درخت کے نیچے ایک چارپائی پر بیٹھا انتہائی صبر کے ساتھ ایک جان لیوا مرض سیلیکوسیس کا مقابلہ کر رہا ہے جو اسے پتھر توڑنے والی فیکٹری میں آٹھ سالہ ملازمت کے دوران سیلیکا کے گردوغبار کے باعث لاحق ہوا تھا۔ وہ جتنا عرصہ زندہ رہے گا، اسے سانس لینے میں تکلیف، دائمی کھانسی، متواتر بخار اور چھاتی کے شدید درد جیسے امراض کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ عبداللہ نے ڈان کو بتایا؛ ''میرا چھوٹا بھائی اور دو کزن یہ ملازمت چھوڑنے کے کچھ ہی عرصہ بعد وفات پا گئے تھے۔ میں دن بدن کمزور ہو رہا ہوں''۔

عبداللہ کا گاؤں نت کلر گوجرانوالہ سے 30 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ گاؤں اسی بیماری کی وجہ سے اپنے نو بیٹوں سے محروم ہو چکا ہے۔ ان سب نے پتھر توڑنے والی فیکٹری میں چھ ماہ سے کئی سالوں تک کام کیا۔ عبداللہ کے علاوہ مزید دو افراد کو بھی یہ مرض لاحق ہے۔ اس کے گھر کے قریب رہائش پذیر یاسمین بی بی کو گزر بسر کرنے کے لیے سخت مشقت کرنا پڑتی ہے۔ اس کا خاوند اپنے اکلوتے بیٹے کی پیدائش سے تقریباً ایک ماہ قبل وفات پا گیا تھا۔ اس وقت اس کے بیٹے کی عمر بارہ برس ہے۔ یاسمین نے بتایا کہ اس کا شوہر ایسی ہی فیکٹری کی ملازمت چھوڑنے کے چھ ماہ بعد وفات پا گیا۔ ہمیں اس کے علاج کے لیے سب کچھ بیچنا پڑا۔ اچانک اس کا وزن بہت کم ہو گیا اور وہ لگاتار کھانسنے لگا تھا۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ اسے ٹی بی کا مرض لاحق ہو چکا تھا۔ اس کے بھائیوں میں بھی ایسی علامات پائی گئی تھیں، اور وہ بھی وفات پا گئے تھے۔

اللہ دتہ جو کہ اس بیماری سے ہلاک ہونے والا گاؤں کا پہلا فرد تھا، شاید یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی بیماری کا سبب اس کے کام کی جگہ پر موجود گردوغبار تھا، لیکن زیادہ تر لوگ اس خطرے سے آگاہ تھے۔ اس کے باوجود اپنی نوکری نہیں چھوڑتے تھے۔ ایک شخص محمد ریاض، جس میں سیلیکوسیس کی تشخیص ہو چکی تھی، کا کہنا تھا کہ ''یہ ان پڑھ اور غیر تربیت یافتہ افراد کے لئے معقول معاوضے والی ملازمت ہے۔ پتھر توڑنے والی فیکٹری میں کام کرنے والا شخص ماہانہ 20 ہزار روپے تک کما لیتا ہے۔ باسمتی چاول کے وسیع کھیتوں کے بیچ بل کھاتی سڑک ہمیں گوجرانوالہ، سیالکوٹ روڈ پر گلوٹیاں موڑ لے جاتی ہے جو کہ نت کلر گاؤں سے ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔ اشرف انصاری نے اپنا پتھر توڑنے والا پلانٹ عالم روڈ گوجرانوالہ سے یہاں منتقل کر دیا جو کہ سمال انڈسٹریل سٹیٹ سے کچھ ہی فاصلے پر واقع ہے۔ یہ فیکٹری اس وقت یہاں منتقل کی گئی جب چند برس پہلے اس کی فیکٹری میں کام کرنے والے نت کلر اور گردونواح کے علاقوں کے متعدد افراد کو یہ مرض لاحق ہو گیا اور یہ خبر میڈیا کے ذریعے منظر عام پر آئی۔

اشرف اپنی فیکٹری میں کام کرنے والے کسی بھی شخص کی ہلاکت کی تردید کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ''میں نے فیکٹری یہاں اس لیے منتقل کی کیونکہ پرانی فیکٹری خسارے میں جا رہی تھی۔ اس نے دعویٰ کیا کہ ''ہم (سیلیکا) پاؤڈر میں سیلیکا کی مٹی یا بجری استعمال نہیں کرتے۔ پنجاب حکومت کے ایک نمائندے نے آج فیکٹری کا دورہ کیا اور اس نے کسی بھی چیز پر اعتراض نہیں کیا''۔ تاہم وہ اعتراف کرتا ہے کہ اس کی فیکٹری کا کسی بھی حکومتی شعبے یا ادارے میں اندراج نہیں۔

فیکٹری میں چار لڑکے کام کر رہے ہیں جن میں سب سے بڑے کی عمر بیس سال ہے۔ ان کا کام پہلے معدنی پتھروں کو ہتھوڑے سے توڑ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل کرنا اور پھر انہیں پتھر کو کوٹنے والی ایک چھوٹی مشین میں ڈالنا ہے جس کے بعد ان کا حجم چھوٹے پتھروں جتنا ہو جائے گا۔ ان چھوٹے پتھروں کو ہاتھوں اور بیلچوں کی مدد سے سیلیکا مٹی اور بوزک ایسڈ میں ملایا جاتا ہے جس کے بعد اسے پلاسٹک کی تھیلیوں میں بند کر کے ڈھلائی کے کارخانوں کو سپلائی کیا جاتا ہے جہاں اسے بھٹیوں کے اندرونی حصوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

> یہ ان پڑھ اور غیر تربیت یافتہ افراد کے لئے معقول معاوضے والی لیکن پرخطر ملازمت ہے۔ پتھر توڑنے والی فیکٹری میں کام کرنے والا شخص ماہانہ **20** ہزار روپے تک کما لیتا ہے۔

22 سالہ وسیم کا کہنا ہے کہ، ''اشرف نے ہمیں چہرے ڈھانپنے کے لیے کپڑے فراہم کئے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ ہم بجری میں جو مٹی ملاتے ہیں اس کے باعث سانس کا مسئلہ درپیش ہو سکتا ہے لیکن ہمیں اس کا معقول معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ہم فیکٹری کے احاطے میں رہتے ہیں دو ماہ کام کرتے ہیں اور پینتیس سے چالیس ہزار روپے لے کر گھر لوٹتے ہیں۔ گھر پہنچنے پر دیگر لوگ بھی ان سے متاثر ہوتے ہیں اور یوں مزید لوگ اس کام میں لگ جاتے ہیں۔

وسیم کے ساتھ کام کرنے والے دیگر افراد سانس کے ذریعے پھیپھڑوں میں داخل ہونے والے گردوغبار کے مضر اثرات سے بے خبر ہیں۔ نت کلر سے تعلق رکھنے والے ایک وکیل اسامہ خاور کا کہنا ہے کہ شعور کی کمی اور غربت کے باعث لوگ غیر محفوظ حالات میں ملازمت اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ اسامہ خاور نے سپریم کورٹ میں درخواست دائر کر رکھی ہے جس میں سیلیکوسیس کے باعث مزدوروں کی اموات کا ازخود نوٹس لینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ''کسی بھی صوبے نے پتھر توڑنے سے متعلقہ پیشوں کو باضابطہ بنانے اور سیلیکا مٹی کے پرخطر اخراج کے حوالے سے ضوابط تشکیل دینے کی کوشش نہیں کی۔ اگر انہوں نے ایسا کیا بھی ہے تو پتھر توڑنے والی زیادہ تر فیکٹریاں حکومت کے ساتھ رجسٹرڈ نہیں ہیں یا پھر انہیں باضابطہ نہیں بنایا گیا''۔ فیکٹریوں میں گردوغبار پر قابو پانے سے متعلق کوئی نظام نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سیلیکا کی مٹی گردونواح کے لوگوں کو بھی متاثر کرے گی۔ درحقیقت، بجری بنانے والی فیکٹریاں، رہائشی علاقوں کے اندر یا ان کے قریب واقع ہیں۔

سیلیکا چٹانوں میں ملتی ہے۔ یہ سانس کے ذریعے پھیپھڑوں میں جا کر سیلیکوسیس اور کینسر جیسے موذی امراض میں مبتلا کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ پھیپھڑوں کے متعدد دوسرے امراض ہونے کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ سیمنٹ، کان کنی، پلاسٹک، فونڈری ورک، شیشے اور پتھر کی کرشنگ ایسے پیشے ہیں جن میں اگر آپ حفاظتی تدابیر اختیار نہیں کرتے تو آپ یہ گردوغبار سانس کے ذریعے اپنے جسم کے اندر لے جاتے ہیں۔ ملازمین کو حفاظتی سامان مہیا نہیں کیا جاتا جس کی مدد سے گردوغبار کو سانس کے ذریعے پھیپھڑوں میں جانے سے روکا جا سکے۔ اگر فیکٹری مالکان مناسب حفاظتی اقدامات کریں اور اپنے ملازمین کا ہر چھ ماہ بعد طبی معائنہ کروائیں تو سیلیکوسیس کے باعث ہونے والی اموات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

جس وقت سیلیکوسیس کے مریضوں کو ڈاکٹروں کے پاس لایا جاتا ہے تو ان میں سے زیادہ تر کا مرض خطرناک مرحلے میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔ مرض کی بروقت تشخیص سے کئی زندگیاں بچائی جا سکتی ہیں چونکہ زیادہ تر فیکٹریاں، جن کے ملازمین سیلیکا کے گردوغبار سے متاثر ہوتے ہیں غیر رسمی شعبے میں کام کرتی ہیں اس لئے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہے اور وہاں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں۔ ان فیکٹریوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور ان میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد ہزاروں میں ہو سکتی ہے۔

اسامہ کے مطابق، واہنڈو کے علاقے کے تین دیہات میں 18 افراد ہلاک ہو چکے ہیں جن میں گوجرانوالہ کا گاؤں نت کلر بھی شامل ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ حالیہ برسوں میں ڈی جی خان میں مزید 100 ہلاکتوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ لیکن فیکٹریوں سے متعلق کوائف کے بغیر سیلیکوسیس کے خطرے سے دوچار ملازمین یا اس کے باعث ہونے والی اموات کی صحیح تعداد کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

(ترجمہ بشکریہ ڈان)

طلوعِ صبح کے بعد

انور عباس

کچھ ہی دنوں میں پاکستان اور بھارت دونوں اپنی اپنی آزادی کا 68واں دن ایک ساتھ اور متانت کے ساتھ منائیں گے۔

اڑسٹھ برس قبل جب برصغیر سیاسی آزادی حاصل کرنے جارہا تھا تو نئی دہلی کے متوسط طبقے کا ایک مسلمان گھرانہ مسرور کن اعلان کو سننے کے لئے بے چین بیٹھا تھا۔ آزادی کیسی ہوتی ہے؟ وہ اس بارے میں اچنبھے کا شکار تھے۔ کیا وہ ووٹروں کے بیلٹ بکس کی طرح دکھائی دیتی ہے یا پھر قید خانے سے رہا ہونے والے قیدیوں کی چال کی طرح ہوتی ہے؟ کیا آزادی کا مطلب یہ ہے کہ جو جہاں جانا چاہے جاسکتا ہے یا اپنی پسند کی کوئی بھی شےء خرید سکتا ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر کوئی اپنے عقیدے کی ترویج اور اپنی رائے کا کُھل کر اظہار کرسکتا ہے؟

خاندان کا ہر فرد، چھوٹے بچے اور بڑے جنہیں حقیقی آزادی تک کے سفر کے دوران عوام سے متعلقہ امور اور سیاسی واقعات نے متاثر کیا تھا، ملک کی آزادی سے وابستہ توقعات کے حوالے سے بڑے پُرجوش تھے اور وہ تصور کرتے تھے کہ آزادی کے اعلان کے ساتھ ہی چیزیں فوری طور پر تبدیل ہوجائیں گی اور امن وخوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہوجائے گا۔ لیکن ہمارے لئے کسی نامعلوم شےء سے آزاد ہونے اور کچھ کرنے کے لئے خودمختار ہونے میں فرق ہے۔ یہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جہاں تک بھارت اور پاکستان کا تعلق ہے تو گزری دہائیوں نے ثابت کیا ہے کہ آزادی کو پوری طرح برقرار رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ہم طویل عرصے سے سیاسی غلامی میں زندگیاں بسر کررہے تھے اس لئے نہیں کہ برطانیہ نے ہمیں تسخیر کرلیا تھا بلکہ اس لئے کہ ہم ان خوبیوں اور صفات کو کھو چکے تھے جو مردوں اور عورتوں کو صحیح معنوں میں آزادی سے ہمکنار کرتے ہیں۔

یہ خوبیاں محض بٹن دبانے سے بجلی کے بلب کے جل اُٹھنے کی طرح پوری طرح پیدا نہیں ہوں گی۔ بلکہ مسلسل کوشش اور محنت کے ساتھ انہیں پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ اور یہ محنت طلب کام بھارت اور پاکستان میں بسنے والے کروڑوں لوگوں میں سے ہر ایک کو کرنا ہوگا۔ وہ کون سی خصوصیات ہیں جو آزادی حاصل کرنے کے خواہشمند شہریوں میں ہونی چاہئے تھیں؟ وہ پانچ خصوصیات ہیں جنہیں شناخت کیا گیا اور جنہیں شکل دی گئی ہے۔ ان میں پہلی تو اخلاقی جرأت ہے جو خوف کو ختم کرتی اور ان ترغیبات کا راستہ روکتی ہے جو انسان کو یہ سمجھنے پر مجبور کرتی ہیں کہ صحیح وہی ہے جسے وہ صحیح سمجھتا ہے۔ دوسرا ''تحمل'' جس کا مطلب ہے جیو اور جینے دو اور دیانتدارانہ اختلافات کو خوش دلی کے ساتھ تسلیم کرنا اور انہیں تصادم کی بنیاد نہ بنانا ہے۔ تیسری، کام کرنے کی صلاحیت اور اسے ایمانداری کے ساتھ استعمال کرنا، چوتھی، خدمت کا جذبہ، جس کا مطلب ہے کہ زندگی کو وہ سب کچھ دینا جو وہ زندگی سے حاصل کرتا ہے اور پانچویں، خوش مزاج ہونا، متحمل بُردبار ہونا۔

لیکن صرف تین ماہ کے اندر اندر، جونہی موسم کے رنگ

بھارت اور پاکستان کے بہت سے علاقوں میں زندگی، امن اور شائستگی تباہی کے دھانے پر کھڑی لڑکھڑا رہی تھیں۔ آزادی کی تمتماہٹ خون کی سرخی میں بدل گئی تھی۔ نسلی فسادات اور سول وار نے امن وامان کی جگہ لے لی تھی اور لاکھوں مرد، عورتیں اور بچے، زندگی میں پہلی بار، منظم اور مسلح غنڈہ راج کا سامنا کررہے تھے۔

بدلے اور خزاں کے رنگ نمایاں ہونے لگے تو المیہ نے جنم لیا۔ پنجاب آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ دہلی خون میں نہا گئی جبکہ کلکتہ دوبار بھڑکا، تاہم گاندھی کے جادو نے کام دکھایا اور متلون بنگال کے ہندوؤں اور مسلمانوں نے ہوش مندی کا راستہ اختیار کیا۔

بھارت اور پاکستان کے بہت سے علاقوں میں زندگی، امن اور شائستگی تباہی کے دھانے پر کھڑی لڑکھڑا رہی تھیں۔ آزادی کی تمتماہٹ خون کی سرخی میں بدل گئی تھی۔ نسلی فسادات اور سول وار نے امن وامان کی جگہ لے لی تھی اور لاکھوں مرد، عورتیں اور بچے، زندگی میں پہلی بار، منظم اور مسلح غنڈہ راج کا سامنا کررہے تھے۔

بھارت اور پاکستان دونوں ملکوں کے ہزاروں خاندان اس صورتحال کے باعث گہرے رنج والم میں مبتلا تھے۔ کچھ بہت تلخ تھے اور زیادہ تر لوگ سراسیمگی کا شکار تھے۔ انہوں نے اپنی زندگیاں چھوٹے چھوٹے دیہات اور قصبوں میں گزاری تھیں جن کے ساتھ ان کی گہری وابستگی تھی اور جہاں ان کے آباؤاجداد سینکڑوں سال سے آباد تھے۔ جہاں وہ سانس لیتے اور کام کاج کرتے تھے۔ یہیں ان کی شادیاں ہوئیں، ان کے بچے پیدا ہوئے۔ جہاں انہوں نے خوشیاں دیکھیں اور غم برداشت کئے وہ یہیں مرے اور یہیں ابدی نیند سو رہے تھے۔ یہیں پر انہوں نے اپنے نمود ونمائش سے عاری گھر بنائے، اپنی عبادت گاہیں تعمیر کیں، تعلیمی اور ثقافتی ادارے قائم کئے۔ اسی زمین پر انہوں نے اپنے ہل چلائے، اپنے کاروبار کئے۔ مختلف مذاہب اور نسلوں سے تعلق رکھنے کے باوجود وہ سب یہاں مل جل کر امن وسکون کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے یہاں کی ثقافت اور مذہب کا پیغام، شاعری اور ادب کو برصغیر کے دور دور کے علاقوں میں متعارف کروایا۔ یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ انہوں نے اپنی رہتل کو پوری دنیا میں متعارف کروایا۔

اور اب، اچانک ان کی محفوظ زندگیوں کے نیچے سے زمین کھینچ لی گئی۔ بغیر کسی لنگر کے ان کی زندگی کی کشتیوں کو کھلے پانیوں میں ایک انجانی دنیا کی طرف دھکیل دیا گیا۔ وہ حیران و پریشان تھے اور یہ اندازہ نہیں کرسکتے تھے کہ وہ کون سی طاقتیں تھیں جنہوں نے انہیں کٹھور طوفان کے سپرد کردیا تھا۔ لیکن ''آزادی'' اور آبادی کے تبادلے کے باعث انہیں جن تکلیفوں اور دکھوں کا سامنا کرنا پڑا، ان کی شدت بعد کے واقعات کی نسبت زیادہ نہیں تھی۔

ان تلخ تجربات نے ان میں ترس اور رحم کے جذبات پیدا نہیں کئے۔ خطرہ یہ نہیں تھا کہ اس قسم کے جذبات واحساسات صرف بڑوں تک محدود رہیں گے۔ بلکہ خطرہ یہ تھا کہ یہ احساسات اور جذبات زہر کی طرح آہستہ آہستہ بچوں کے اندر بھی سرایت کرجائیں گے۔

پچاس سال بعد بھارت کے سکولوں، کالجوں اور کھیلوں کی تنظیموں کے تعاون اور اشتراک سے کراچی کے ایک سکول نے بھارت کے خیر سگالی کے دوروں کا اہتمام کیا جن کے دونوں ملکوں کے نوجوانوں کے ذہنوں پر مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ ان دوروں کو ''آؤ دوستی کریں'' کا عنوان دیا گیا۔ اس کا سادہ سا مقصد مشترکہ انسانی قدروں میں پختہ یقین رکھنا اور نوجوان ذہنوں کو پاگل پن اور جنون سے بچانا تھا تاکہ تمام نوجوان اور آنے والی نسلیں آزادی سے بھرپور طریقے سے مستفید ہوسکیں۔ ہمیں اپنے ذہنوں کو تعصّبات سے پاک کرنے کے لئے اسی قسم کی کوششوں کی ضرورت ہے۔

(بشکریہ: روزنامہ ڈان)

صحت

طبی سہولیات کی عدم دستیابی کا مسئلہ

پسنی بلوچستان کے ساحلی علاقے پسنی کی آبادی ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن صحت کی بنیادی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے اہلیان پسنی شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔ اتنی بڑی آبادی والے شہر کو صرف ایک دیہی مرکز میسر ہے۔ جہاں کئی ڈاکٹرز کی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ آکسیجن اور دیگر بنیادی ضروریات نہ ہونے کی وجہ سے اکثر حادثات میں زخمی افراد جاں بحق ہوجاتے ہیں۔ خواتین کے لیے شہر میں کوئی میٹرنٹی ہوم نہ ہونے کی وجہ سے حاملہ خواتین کو کراچی جانا پڑتا ہے جوکہ عام آدمی کی دسترس سے باہر ہے اور اتنے طویل سفر سے راستے میں کسی بھی افسوسناک حادثے کا خدشہ رہتا ہے۔ کسی بھی آفت یا وبائی امراض پھوٹنے کی صورت میں قیمتی جانوں کے ضیاع کا خطرہ رہتا ہے۔ معمولی سی بیماری کے لیے بھی لوگ پرائیویٹ کلینکوں کی جانب رخ کرتے ہیں۔ جبکہ پرائیویٹ کلینک کا خرچہ عام انسان نہیں اٹھا سکتا۔ اہلیان پسنی کا اعلیٰ حکام سے مطالبہ ہے کہ وہ پسنی میں طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنائیں تاکہ لوگوں کی مشکلات کم ہوسکیں۔

(غلام یاسین)

پانی کی قلت دور کی جائے

نوشکی شہر کے وسط میں واقع قاضی آباد کے مکین پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ حلقہ کے مکینوں نے اپنے بنیادی حق کے لیے احتجاج کا ہر ذریعہ استعمال کیا لیکن اعلیٰ حکام اور ارباب اختیار نے مسئلے کا نوٹس نہ لیا۔ گزشتہ تین سالوں سے قاضی آباد میں دس دنوں کے دوران بیس منٹ کے لیے نلوں میں پانی آتا ہے۔ جس کی وجہ سے قاضی آباد کے باشندوں کو انتہائی مشکلات اور دشواریاں پیش آتی ہیں۔ غریب باشندے ٹینکر کے ذریعے پانی خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اور اسی طرح ہندو محلّہ نوشکی اور غریب آباد میں بھی پانی کا مسئلہ بحران کی شکل اختیار کررہا ہے۔ موسم گرما میں پانیکے عدم فراہمی کے باعث کربلا کا سماں ہوتا تھا۔ اٹھارہ گھنٹوں کی طویل لوڈشیڈنگ کی وجہ سے معمولات زندگی بری طرح متاثر اور زرعی شعبہ تباہ ہوگیا ہے۔

(محمد سعید)

بجلی کی فراہمی یقینی بنائی جائے

چاغی نوکنڈی میں بجلی کی طویل ترین لوڈشیڈنگ کے خلاف انجمن تاجران نوکنڈی کی اپیل پر شہر میں شٹر ڈاؤن ہڑتال کی گئی جبکہ انجمن تاجران نوکنڈی کی جانب سے لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاجی ریلی بھی نکالی گئی اور مظاہرہ کیا گیا۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نوکنڈی کو بجلی سپلائی کرنے والے واپڈا کے اکثر جنریٹر خراب ہو گئے انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ نوکنڈی پاور ہاؤس کے خراب جنریٹر ٹھیک کر کے علاقے کے تمام علاقوں کو بروقت بجلی کی سپلائی ممکن بنائی جائے۔ انہوں نے حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ایرن کی جانب سے پاکستانی سرحدی علاقوں کو فراہم کردہ بجلی نوکنڈی سے چالیس کلومیٹر کے دوری پر ہے اس لیئے نوکنڈی کو ایرانی بجلی سے منسلک کرنے کے لئے فوری اقدامات کیئے جائیں۔

(علی رضا)

سہولیات کے بغیر دیہی مرکز صحت

بصیرپور بصیر پور شہر کی آبادی ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن شہریوں کے علاج و معالجے کے لیے صرف ایک دیہی مرکز صحت موجود ہے۔ مریضوں کو معمولی سی بیماری کا علاج کراونے کے لیے بھی دور دراز شہری علاقوں میں جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دیہی مرکز صحت میں سینئر میڈیکل آفیسر، لیڈی ڈاکٹر اور ڈینٹل سرجن کی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ عمارت کی کھڑکیاں اور دروازے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ عمارت کی چھتیں بھی کمزور ہوچکی ہیں۔ جس کی وجہ سے مریضوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ عوام کا مطالبہ ہے کہ دیہی مرکز صحت میں تمام طبی سہولیات فراہم کی جائیں اور عمارت کی تعمیر نو کی جائے تاکہ کسی خوفناک حادثے سے بچا جاسکے۔

(اصغر حسین)

گیسٹرو پر قابو پایا جائے

حیدرآباد حیدرآباد شہر میں شدید گرمی میں آلودہ پانی کی فراہمی کے باعث گیسٹرو اور ڈائریا کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا۔ محکمہ صحت کے ذرائع کے مطابق گزشتہ ماہ کے دوران ضلع حیدرآباد کے 9 چھوٹے اور بڑے سرکاری ہسپتالوں اور 2 نجی ہسپتالوں میں مجموعی طور پر ڈائریا اور گیسٹرو میں مبتلا 5 ہزار سے زائد مریض لائے گئے۔ جن میں سے 600 مریضوں کو ہسپتالوں میں داخل کر کے طبی امداد دی گئی۔ تاہم خوش قسمتی سے اس مرض میں کوئی موت نہیں ہوئی، جبکہ اب تک درجنوں مریضوں کو روزانہ ہسپتال لایا جارہا ہے۔ مریضوں کی تعداد بڑھنے کے بعد محکمہ صحت حیدرآباد نے گیسٹرو اور ڈائریا کے حوالے سے باقاعدہ مانیٹرنگ سیل قائم کردیا ہے جس کے تحت روزانہ کی بنیاد پر سول ہسپتال سمیت 9 سرکاری ہسپتالوں اور 2 بڑے نجی ہسپتالوں میں ڈائریا اور گیسٹرو کے مرض میں مبتلا مریضوں کے اعداد و شمار جمع کئے جارہے ہیں۔ دوسری جانب ذرائع کے مطابق محکمہ صحت حیدرآباد نے ضلعی انتظامیہ اور واسا حیدرآباد کو باضابطہ ہدایات جاری کی ہیں کہ فوری طور پر شہریوں کو فراہم کیا جانے والا پانی کے معیار کو بہتر بنایا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

بنیادی سہولیات کی عدم دستیابی

چاغی دالبندین کے علاقے کلی کوئی خان کے مکین بجلی، پانی، سڑکوں اور حفاظتی بندوں کی عدم دستیابی کے خلاف احتجاجی مظاہرے کی شکل میں کلی کوئی خان سے دالبندین پریس کلب پہنچے جہاں بینرز اور علاقے کے مختلف مسائل پر مشتمل تصاویری چارٹ اٹھائے۔ نوجوانوں نے زندگی کی بنیادی سہولیات کی فراہمی کے مطالبات پر مشتمل نعرے لگائے۔ مظاہرین سے ملک محمد ابراہیم مینگل، حاتم نوتیزئی، ملک رحیم نوتیزئی، بختیار سمالانی، وحید لانگو اور اعجاز گل نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کے علاقے کو گزشتہ 30 سالوں سے نظرانداز کیا جارہا ہے۔ مقررین نے کہا کہ ان کے علاقے میں کھمبے نصب نہیں کیے گئے جس کے سبب لوگوں نے بانسوں کے ذریعے بجلی کے تار اپنے گھروں تک پہنچائے۔ انہوں نے کہا کہ پانی کی عدم دستیابی کے سبب بچے اسکول نہیں جاسکتے کیونکہ انھیں دور دراز سے پانی لانا پڑتا ہے۔ انہوں نے وزیراعلی بلوچستان اور چیف سیکرٹری بلوچستان سے مطالبہ کیا کہ ان کے جائز مسائل حل کرکے ان کی مشکلات دور کی جائیں۔

(علی رضا)

پانی کی کمی کے خطرات پر جنوبی ایشیاء کی سُست روی

اس برس موسم برسات نہ صرف تاخیر سے آیا بلکہ یہ ہماری ضرورتوں سے بھی کم تھا۔ تاہم اس کی وجہ سے برصغیر کو کچھ راحت نصیب ہوئی۔ محققین نے مقامی ماہرین کی عمومی تشویش سے اخذ کیا ہے کہ برصغیر کے ملکوں کی حکومتیں، باوجود اس حقیقت کے کہ یہاں کی ایک ارب کی آبادی کا انحصار پانی پر ہے، پانی کے حوالے سے بدنظمی کا شکار ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یہ حکومتیں موسمی تغیر وتبدل پر بہت کم توجہ دے رہی ہیں۔

ایک نئی رپورٹ ''جنوبی ایشیاء میں پانی کے بارے میں طرز عمل'' (Attitudes Water in South Asia) سامنے آئی ہے جو علاقے کے پانچ ملکوں افغانستان، بنگلہ دیش، بھارت، نیپال اور پاکستان کے اندر پانی کے انتظام وانصرام اور سرحدوں کے پار سے متعلق پانی کے مسائل پر تیار کی گئی ہے۔ اس رپورٹ کا محور اور مرکز دو دریائی نظام ہیں۔ ایک گنگا۔ برہم پتر۔ میگھنا اور دوسرا ہے سندھ، کابل طاس اور اس علاقے کی انتہائی کثیر آبادی کی زندگیوں کا انحصار انہی دو دریائی نظاموں پر ہے۔

چیتھم ہاؤس۔ رائل انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز کا مستقل مسکن۔ نے بھارت کی آبزرور ریسرچ فاؤنڈیشن اور اسی طرح کی دوسرے چار ملکوں کی تنظیموں کے ساتھ مل کر ایک رپورٹ پر کام کیا ہے۔ اس رپورٹ کے نتائج کی بنیاد وہ شہادتیں اور کوائف ہیں جو 2013ء میں ان پانچ ملکوں کے تقریباً پانچ سو ماہرین آب، سرکاری حکام، پالیسی سازوں، غیر سرکاری تنظیموں اور نجی شعبہ کے فیصلہ سازوں سے کئے گئے انٹرویوز سے حاصل کئے گئے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ''علاقے میں پانی کا مسئلہ سیاست کا بہت زیادہ شکار ہے جبکہ زراعت پر انحصار کرنے والی آبادی کے ایک بہت بڑے حصے کا غذائی تحفظ اور ذریعہ معاش پانی کے ساتھ منسلک ہے''۔ رپورٹ ہر ملک کی پانی سے متعلق بدانتظامی اور ماورائے سرحد پانی کے حوالے سے تعلقات پر توجہ دینے میں ناکامی کے درمیان تعلق کو نمایاں کرتی ہے۔

چند معاہدے

رپورٹ کے مطابق شراکتی دریائی نظام اور ایک دوسرے پر انحصار کے باوجود جنوبی ایشیاء کی حکومتوں نے پانی کے چند دوطرفہ معاہدوں پر دستخط تو کئے ہیں لیکن علاقائی سطح کا کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''علاقے کے ملکوں کے درمیان ہونے والے پانی کے معاہدے تنقید کا نشانہ اس لئے بنے کہ ایک تو ان معاہدوں کی مدت بہت کم عرصہ سے بہت طویل عرصے تک کے لئے ہے۔ تنقید کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ان معاہدوں میں ماحولیاتی عوامل یا ماحول کی تبدیلی جیسے نئے چیلنجوں کے لئے کوئی شق نہیں رکھی گئی''۔ تاہم ماحولیاتی تبدیلی کے ممکنہ اثرات سے نپٹنے کے لئے جنوبی ایشیا کے ممالک کی اہلیت کا تعین کسی حد تک ان کی اس قابلیت کی بنیاد پر کیا جائے گا کہ وہ کس طرح پانی کا بندوبست کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ سیلاب اور خشک سالی جیسے موسمی حالات سے وہ کیسے نپٹتے ہیں۔

چیتھم ہاؤس کے سینئر ریسرچ فیلو اور رپورٹ کے مرکزی مصنف گاریتھ پرائس کا کہنا ہے کہ ''پورے علاقے میں جن لوگوں کو سوالنامہ دیا گیا، ان میں سے کئی ایک کا خیال تھا کہ فوری نوعیت کے دوسرے معاملات زیادہ اہم ہیں تاہم جن افراد سے انٹرویو کئے گئے ان کی اکثریت نے تشویش کا اظہار کیا۔ ان کی حکومتیں موسمی تبدیلی کے مسئلہ پر بہت کم توجہ دیتی ہیں''۔

مثال کے طور پر افغانستان میں، جہاں سوالنامے کا جواب دینے والے موسمی تبدیلی کے بارے میں حکومتی پالیسی کی تیاری کے ذمہ دار اداروں کے بارے میں کچھ علم رکھتے ہیں، ان کا بھی یہی کہنا تھا کہ عملی طور پر کوئی کام نہیں ہوا۔ بنگلہ دیش میں جہاں سوالنامے کا جواب دینے والے زیادہ تر افراد موسمی تبدیلی اور اس کے ممکنہ اثرات کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں، ان میں

شراکتی دریائی نظام اور ایک دوسرے پر انحصار کے باوجود جنوبی ایشیاء کی حکومتوں نے پانی کے چند دوطرفہ معاہدوں پر دستخط تو کئے ہیں لیکن علاقائی سطح کا کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''علاقے کے ملکوں کے درمیان ہونے والے پانی کے معاہدے تنقید کا نشانہ اس لئے بنے کہ ایک تو ان معاہدوں کی مدت بہت کم عرصہ سے بہت طویل عرصے تک کے لئے ہے۔ تنقید کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ان معاہدوں میں ماحولیاتی عوامل یا ماحول کی تبدیلی جیسے نئے چیلنجوں کے لئے کوئی شق نہیں رکھی گئی''۔

سے بہت سے لوگوں نے کہا کہ ان کی حکومت اس حوالے سے بہتر کام کر رہی تھی۔ بنگلہ دیش میں عمومی رائے یہی تھی کہ وزراء نے حسب منشاء تبدیلی اور تخفیف کے لئے فنڈ مختص کر کے موسمی تبدیلی کو ترجیح دی ہے۔ تاہم سوالوں کے جواب دینے والے افغانی اور بنگلہ دیشی باشندوں نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اس حوالے سے اہم پالیسی دستاویزات مقامی زبانوں میں میسر نہیں ہیں۔ تاحال یہ دستاویزات صرف انگریزی زبان میں میسر ہیں۔ سوالنامے کا جواب دینے والے بھارتی افراد کا خیال تھا کہ موسمی تبدیلی حکومت کی اہم ترجیح نہیں تھی حالانکہ اس کا ادراک وسیع پیمانے پر تھا کہ اس سے ملک میں تباہی آسکتی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''ناکافی واٹر سٹوریج کے باعث کسانوں کو آئے دن کی موسمی تبدیلیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دینے اور کسانوں میں پیدا ہونے والے عدم تحفظ کے احساس سے نپٹنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسی سہولتوں پر مناسب رقم خرچ کی جائے تاکہ نہ صرف یہ کہ زرعی پیداوار میں اضافہ بلکہ کسانوں کو یہ بھی یقین ہو جائے کہ وہ تبدیل ہوتے ہوئے موسمی حالات کے مطابق خود کو ڈھال سکتے ہیں''۔

غذائی تحفظ

موسمی تبدیلی سے برصغیر کے ممالک کے درمیان پانی کے حوالے سے تعلقات پر بڑا اثر پڑ سکتا ہے۔ سوالنامے کے جواب دینے والے کچھ بھارتی اور بنگلہ دیشی افراد نے اس خوف کا اظہار کیا کہ مون سون اور اس کی شدت میں آنے والی تبدیلیاں زرعی پیداوار کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ غذائی تحفظ کو بھی کمزور کر سکتی ہیں جس کے نتیجے میں خشک موسم کے دوران پانی تک رسائی کے حوالے سے دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی پیدا ہو سکتی ہے۔

نیپال کے لوگوں سے جو انٹرویو کئے گئے، ان سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ موجودہ چیلنجوں اور پانی وبجلی تک زیادہ رسائی کی ضرورت کے مقابلے میں مستقبل کی موسمی تبدیلی زیادہ بڑا خطرہ ہے۔ جواب دینے والے زیادہ تر افراد کا کہنا تھا کہ موسمی تبدیلی کے بارے میں نیپال کا طرز عمل ناقص اور نامناسب ہے۔ انہوں نے قومی منصوبوں اور مقامی سطح پر ان کو عملی شکل دینے کے درمیان نمایاں فرق کو واضح کیا۔ سوالنامے کے جواب دینے والے پاکستانی افراد کا کہنا ہے کہ موسمی تبدیلی کے بارے میں حکومت نے جو حکمت عملی تیار کی ہے، اس میں اس معاملے کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ یہ کوئی ''فوری ضرورت'' والا مسئلہ نہیں سمجھا گیا۔ انہوں نے خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کہ حال ہی میں موسمی تبدیلی کی وزارت کو کسی اور وزارت کا محض ایک ڈویژن بنا دیا گیا ہے اور اس کے فنڈز میں 62 فیصد کٹوتی کر دی گئی ہے۔

تباہی کا دھانہ

رپورٹ میں حکومت پاکستان کے ساتھ کام کرنے والے موسمی تبدیلی کے ایک ماہر کا بیان دیا گیا ہے جس کے مطابق مون سون کے موسم کی اس کے روائتی علاقے سے افغانستان کی طرف منتقلی کے باعث پاکستان تباہی کے دھانے پر آن کھڑا ہوا ہے۔ اس صورتحال کو موسمی تبدیلی نے تقویت دی ہے جس کے باعث غیر معمولی بارشوں، بادلوں کی گرج چمک اور شدید طوفان بادوباراں کے امکانات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ محققین کی سفارشات میں کہا گیا ہے کہ اپنے اپنے ملک میں واٹر مینجمنٹ کو بہتر بنایا جائے، بارش کے پانی کے ذریعے زراعت کو فروغ دیا جائے۔ کوائف کو جمع کرنے کے عمل کو بڑھاوا دیا جائے۔ پانچوں ملک آپس میں سیلابوں اور خشک سالی کے حوالے سے خصوصی طور پر کوائف کا تبادلہ اور آپس میں تبادلہ خیال کریں۔ اس کے علاوہ آبی ذخیروں اور دریائی طاسوں کی دیکھ بھال کو بہتر بنایا جائے اور کم پانی سے تیار ہونے والی فصلیں اگا کر اور آبپاشی کے طریقوں میں تبدیلی کے ذریعے پانی کی مانگ میں کمی کریں۔ محققین نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ موجودہ معاہدوں پر نظر ثانی اس طرح کی جائے کہ ان کے سبب ہونے والی نئی پیش رفتوں کا ماحولیاتی عوامل اور موسمی تبدیلی جیسے امور سے نپٹنا آسان ہو سکے۔ (بشکریہ: کلائمیٹ نیوز نیٹ ورک)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

ایف سی کی کارروائیوں کیخلاف احتجاج

تربت 23 جولائی کو بی این ایف کی کال پر فوجی آپریشن، گھروں کی تلاشی اور 6 لوگوں کے جبری اغواء کے خلاف تربت شہر سمیت ضلع کیچ اور دیگر بلوچ اضلاع میں شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوئی۔ جس سے کاروباری مراکز، مارکیٹیں، تجارتی مراکز اور بینک وغیرہ بند رہے۔ مظاہرین نے مطالبہ کیا کہ جبری طور پر اغواء کئے گئے افراد کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور مستقبل میں اس قسم کی غیر آئینی وغیر قانونی سرگرمیوں سے اجتناب برتا جائے۔ (غنی پرواز)

ایف سی پر حملہ دو اہلکار سمیت پانچ افراد ہلاک

تربت 7 اگست کو تربت سے چالیس کلومیٹر دور ناصر آباد کے مقام پر پہلے گھات لگائے مسلح افراد نے ایف سی کی ایک بس پر حملہ کر دیا جو کراچی سے ایف سی اہلکاروں کو لے کر مند جا رہی تھی۔ اس دوران دونوں جانب سے شدید فائرنگ کی گئی جس سے ایف سی کے دو اہلکار موقع پر ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے جبکہ دو حملہ آور اور ایک راہگیر بھی فائرنگ کی زد میں آ کر ہلاک ہو گیا۔ واقعہ کے بعد ایف سی نے ناصر آباد، رودبن اور بالیچہ میں کارروائی کرتے ہوئے تیس افراد کو حراست میں لے لیا جن میں سے چند اسی دن رہا کر دیئے۔ واقعہ کی تفصیلات پر صوبائی وزیر داخلہ سرفراز بگٹی نے اسی شام کوئٹہ میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے دس حملہ آوروں کی ہلاکت اور بیس زخمی ہونے کا دعویٰ کیا مگر تربت ہسپتال میں صرف دو حملہ آور اور ایک راہگیر کی لاشیں لائی گئیں۔ ایف سی کے دونوں اہلکاروں کی لاشیں اور چھ زخمی ہونے والے اہلکاروں کو کوئٹہ لے جایا گیا۔

(اسد بلوچ)

پولیس اہلکاروں کی ہلاکت

غذر 14 اگست کو گلتمی کے مقام پر سپلی کے رہائشی قدیر نامی شخص کی نعش برآمد ہوئی۔ تحقیقات کے مطابق مقتول کو اس کے چچازاد بھائی اکبر نے قتل کیا تھا۔ پولیس کے دو اہلکار کانسٹیبل عبیداللہ اور زادہ حسین مجرم کو گرفتار کرنے کے لیے سنگل نالہ گئے۔ پولیس اہلکار رات کے وقت مجرم کو گرفتار کر کے لا رہے تھے کہ راستے میں غائب ہو گئے۔ بعدازاں مجرم سمیت دونوں اہلکاروں کی لاشیں سنگل نالے سے برآمد ہوئیں۔ غذر کے شہریوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا اور سنگل نالا پر گلگت سکاؤٹ تعینات کرنے کا مطالبہ کیا۔ (ماجدہ پروین)

شاپک آپریشن قابل مذمت ہے، تمام اغواشدگان کو فوری طور پر بازیاب کیا جائے

تربت ایچ آر سی پی ٹاسک فورس تربت مکران نے ایک پریس ریلیز کے ذریعے شاپک آپریشن کی شدید مذمت کی ہے اور تمام اغواشدگان کی فوری بازیابی اور رہائی کا پرزور مطالبہ کیا ہے۔ ایچ آر سی پی نے کہا ہے کہ 29 جون 2014 کو 10 گاڑیوں پر سوار سکیورٹی فورسز کے 80 اہلکاروں نے شاپک اور اس کے نواحی دیہاتوں ڈنے سر مشرقی، ڈنے سر مغربی، شہرک، گونگی عومری کہن، سامی اور زنگی بازار پر دھاوا بولا۔ چادر اور چاردیواری کی عزت پامال کرتے ہوئے، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو ہراساں کیا اور بے گناہ لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور گھروں میں گھس کر تلاشی لی اور بارہ 12 لوگوں کو ماورائے آئین وعدالت جبری طور پر اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گئے اور اپنی تحویل میں لاپتہ کر دیا۔ جن میں سے تین 3 کو بعد میں چھوڑ دیا۔ جبکہ نو 9 تاحال ان کی تحویل میں لاپتہ ہیں۔ جن میں محمد ولد سید محمد ساکن شاپک پیشہ ایس ایس ٹی، جاوید ولد جمال ساکن شاپک پیشہ جے وی ٹی، حسن ولد جمال ساکن شاپک پیشہ بی اینڈ آر قلی، محمد عصا ولد عبدالرحمٰن ساکن شاپک پیشہ مائینز لیبر، نثار احمد ولد میران ساکن شاپک پیشہ دکانداری، سدھیر احمد ولد قاسم ساکن شاپک پیشہ جے وی ٹی، بالاچ ولد اوگان ساکن شاپک ڈنے سر پیشہ مزدوری، غلام رسول کولواہی حال شاپک پیشہ مزدوری اور نسیم ولد بیبگر ساکن شاپک پیشہ پولیس کانسٹیبل شامل ہیں۔ سکیورٹی فورسز نے آپریشن کے دوران مذکورہ علاقے میں مظالم ڈھائے ہیں جس کی وجہ سے تنگ آ کر اکثر لوگوں نے وہاں سے مجبوراً نقل مکانی اختیار کر لی ہے۔ ایچ آر سی پی سپیشل ٹاسک فورس، تربت مکران نے کہا ہے کہ شاپک اور دیگر متاثرہ دیہاتوں کے لوگوں کے کچھ مطالبات ہیں، جنہیں جلد از جلد پورا کیا جائے۔ ان کے مطالبات میں سے سب سے بڑا مطالبہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام اغواشدہ لاپتہ افراد کو فوری طور پر بازیاب اور رہا کیا جائے۔ دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ شاپک اور دیگر متاثرہ دیہاتوں اور وہاں کے لوگوں کو تحفظ دیا جائے۔ تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ آئندہ ایسے مظالم نہ ڈھائے جائیں۔ اور چوتھا مطالبہ یہ ہے کہ متاثرہ علاقے کے تمام متاثرہ لوگوں کے نقصانات کی تلافی کی جائے۔ ایچ آر سی پی اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران شاپک اور دیگر متاثرہ دیہاتوں اور ان کے لوگوں کے انسانی حقوق کی پامالیوں پر شدید فکرمند ہے۔ انسانی حقوق کی ان خلاف ورزیوں کی مذمت کرتی ہے اور ان انسانی حقوق کی بحالی کے لئے وہاں کے متاثرہ لوگوں کے مطالبات کی بھرپور حمایت کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ تمام اغواشدہ لاپتہ لوگوں کو بازیاب اور رہا کیا جائے۔ آئندہ متاثرہ علاقے پر ایسے مظالم نہ دہرائے جائیں۔ متاثرہ علاقہ اور ان کے لوگوں کو تحفظ دیا جائے اور ان کے نقصانات کی پوری پوری تلافی کی جائے۔

(ایچ آر سی پی اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران)

قیدیوں کو سہولیات فراہم کی جائیں

میرپور آزاد کشمیر زلزلہ 2005ء سے قبل سنٹرل جیل مظفرآباد کی عمارت بنک روڈ نیلم پل کے سامنے واقع تھی جو سال 2005ء کے اندوہناک زلزلہ سے زمین بوس ہو گئی تھی جس کے بعد موضع راڑہ تحصیل وضلع مظفرآباد جیل کے کے لیے مختص 65 کنال اراضی پر عارضی جیل تعمیر کی گئی اور قیدیوں کو وہاں منتقل کیا گیا۔ متذکرہ اراضی پر چادروں اور فائبر کے شیٹس سے چار شیلٹرز تعمیر کر دیئے گئے۔ ان شیلٹرز میں زیادہ سے زیاد پچاس قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش تھی۔ نیز حکومت وقت نے سنگین جرائم کے مرتکب افراد کو چادروں کی بیرکوں میں قید کیا وہاں ان شیلٹرز کی بیرونی حفاظپت کے لیے پلاسٹک شیٹس پر مشتمل چاردیواری بھی بنا دی۔ اس طرح ریاست آزاد جموں وکشمیر کے دارالحکومت میں سنگین جرائم کے ملوث افراد کو بطور سزا قید کرنے کے لیے فائبرک جیل کا قیام عمل میں گیا جو بوسیدہ ہوتی جا رہی ہے۔ عمارت چار شیلٹرز ایک پتلی اور پلاسٹک کی دیوار اور چار شیلٹرز جن میں دو سٹاف کے دفاتر اور دو رہائش کے لیے استعمال ہوتے ہیں پر مشتمل ہے۔ متذکرہ بالا تمام شیلٹرز چونکہ ٹین اور پلاسٹک سے تعمیر شدہ ہیں جو بوسیدہ ہوتے جا رہے ہیں نیز استعمال شدہ میٹریل سے آزاد کشمیر سینٹرل جیل کی مضبوطی کا اندازہ ہر شخص بخوبی لگا سکتا ہے۔ یہ عمارت پچاس افراد کے لیے تعمیر کی گئی تھی لیکن 120 سے زائد افراد یہاں قید ہیں۔ جیل میں خواتین قیدیوں کے لیے 6x10 کا ایک کمرہ مختص ہے۔ جس میں 16 سے 20 عورتیں قید رکھی جاتی ہیں۔ عمارت میں جگہ میسر نہ ہونے کے باعث خاتون وارڈن اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے بعد ہر روز شام ان قیدی خواتین کے ہمراہ اسی کمرہ میں قیام کرتی ہیں۔ جگہ کی عدم دستیابی کے باعث کیا جانے والا یہ عمل اس خاتون وارڈن کی زندگی کے لیے شدید خطرے کا باعث بھی ہے۔ نابالغ افراد کے لیے احاطہ جیل میں ہی علیحدہ انتظام کیا جانا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا خدشات کے پیش نظر سنٹرل جیل مظفرآباد کے ساتھ ساتھ راولا کوٹ اور باغ کی جیلوں میں قیدیوں کو سہولیات فراہم نہ کرنا حکومت اور متعلقہ اداروں کے لیے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے۔ حکومت وقت اور وزیر جیل خانہ جات سے گزارش ہے کہ وہ جیل کی تعمیر ہونے تک جیل قدیمی والی جگہ پر تعمیر شدہ شاپنگ پلازہ کا کوئی ایک فلور عارضی طور پر جیل کے لیے مختص کر دیں اور قیدیوں کو عارضی طور پر وہاں منتقل کر دیں اور انہیں جیل قوانین کے تحت دیئے گئے حقوق فراہم کریں۔ (عابد حسین)

جبری لاپتہ بیٹوں کی زندگی کی خاطر مقدمے کی پیروی سے دستبرداری

پشاور ایک شخص جس کے تین بیٹے مئی 2014ء میں کوہاٹ میں ایک سیکیورٹی فورسز کے حراستی مرکز میں پراسرار طور پر جاں بحق ہو گئے تھے، نے پشاور ہائی کورٹ کو بتایا کہ وہ اپنے مقدمے کی پیروی نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس کے تین بیٹے تاحال سیکیورٹی فورسز کی تحویل میں ہیں اور انہیں بھی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ مذکورہ شخص نیک بادشاہ اور اس کے وکیل گل نذیر نے جسٹس ملک منظور حسین اور جسٹس اکرم اللہ خان پر مشتمل دو رکنی بنچ کو بتایا کہ اس کے تین بیٹے اور چار بھتیجے تاحال سیکیورٹی فورسز کی تحویل میں ہیں اور اسے خدشہ ہے کہ اگر اس نے کسی سرکاری اہلکار کو اپنے بیٹوں کی موت کا ذمہ دار ٹھہرایا تو اس کے زیر حراست بیٹوں کو بھی انہی نتائج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ بنچ نے وکیل سے کہا کہ انہیں جن سرکاری اہلکاروں پر شبہ ہے کہ وہ تین زیر حراست افراد، برکت شاہ، طاہر شاہ اور بختاور شاہ، کی ہلاکت میں ملوث ہیں، اسے ان کے نام فراہم کرنے چاہییں۔ تاہم وکیل نے کہا کہ معمر درخواست گزار ان میں سے کسی بھی سرکاری اہلکار کو سزا دلوانے میں دلچسپی نہیں رکھتا اور وہ محض اپنے زیر حراست بیٹوں اور بھتیجوں کے بارے میں فکرمند ہے۔ وکیل نے بنچ کو بتایا کہ کچھ عرصہ قبل ہلاک ہونے والے افراد کے نام مختلف حراستی مراکز میں قید افراد کی ہائی کورٹ کو فراہم کردہ فہرست میں شامل تھے۔ اس نے بتایا کہ بعد ازاں وزارت دفاع کے نمائندوں نے ان کے بارے میں لاتعلقی کا اظہار کیا۔ البتہ اس نے مزید بتایا کہ درخواست گزار نے ہائی کورٹ کے حکم پر کمشنر کوہاٹ کو ایک درخواست جمع کروائی تھی جس میں اس نے اپنے بیٹوں سے ملنے کی درخواست کی تھی۔ اس نے بتایا کہ مئی 2014ء میں اسے اپنے بیٹوں سے ملنے کی اجازت دینے کی بجائے چند سرکاری اہلکاروں نے اس سے کہا کہ وہ انہیں کوہاٹ میں آ کر ملے اور اپنے ساتھ تین کفن بھی لائے۔ وکیل نے بتایا کہ جب بادشاہ کوہاٹ پہنچا تو اس کے بیٹوں کی لاشیں اس کے حوالے کر دی گئیں۔ اس نے بتایا کہ لاشوں پر شدید تشدد کے نشانات واضح تھے۔

درخواست گزار جس کی عمر ستر برس کے قریب ہے، نے میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ 12 دسمبر 2010ء کو سیکیورٹی فورسز اس کے گھر پر چھاپے کے دوران اس کے چھ بیٹوں اور چار بھتیجوں کو اپنے ساتھ لے گئی تھیں جس کے بعد وہ لاپتہ ہو گئے۔ اس کا کہنا تھا کہ اب وہی خاندان کا واحد مرد رکن باقی رہ گیا ہے اور اسے خدشہ ہے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے دیگر زیر حراست افراد کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ درخواست گزار کی جانب سے کسی سرکاری اہلکار پر اپنے بیٹوں کی موت کا الزام عائد کرنے سے انکار کے بعد بنچ نے مقدمے کی سماعت 29 ستمبر تک ملتوی کر دی۔ دریں اثنا، کوہاٹ کے ایک حراستی مرکز میں قید ایک شخص کی پوسٹ مارٹم رپورٹ پیش کرنے میں ناکامی پر صوبائی سیکرٹری داخلہ کو عدالت طلب کر لیا۔ بنچ نے سیکرٹری کو حکم دیا کہ اسے 29 ستمبر کو عدالت میں خود حاضر ہو کر وضاحت کرنی چاہیے کہ انہوں نے اس کے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی۔ یہ درخواست دو لاپتہ افراد، مسافر اور عارف، کی وساطت سے ان کے ایک رشتہ دار نے جمع کروائی تھی جس نے الزام عائد کیا کہ ان افراد کو مقامی پولیس نے 25 جولائی 2011ء کو حاجی کیمپ، پشاور کے قریب حراست میں لیا تھا جس کے بعد وہ تاحال لاپتہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ تقریباً ایک ماہ پہلے ان میں سے ایک شخص کی لاش کوہاٹ کے حراست مرکز سے ملی جس کے بعد ہائی کورٹ نے سیکریٹری داخلہ کو اس کی پوسٹ مارٹم رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح ایک اور زیر حراست شخص، ولایت شاہ کے بارے میں اس کے وکیل نے بنچ کو بتایا کہ وہ بھی حال ہی میں کوہاٹ کے حراستی مرکز میں ہلاک ہو چکا تھا۔ یہ درخواست زیر حراست شخص کے والد محمد نور کی جانب سے جمع کرائی گئی تھی جس نے یہ بتایا کہ اس کے بیٹے کو 2012ء میں حیات آباد سے اس وقت حراست میں لیا گیا جب وہ اپنی کار پر جا رہا تھا۔ اس کے وکیل نے بنچ کو بتایا کہ درخواست گزار نے حال ہی میں انتظامیہ کو ایک درخواست دی تھی کہ اسے اپنے بیٹے سے ملنے کی اجازت دی جائے، لیکن اس کی بجائے اسے بتایا گیا کہ وہ مذکورہ حراستی مرکز سے اپنے بیٹے کی لاش وصول کر لے۔ اس کا مزید یہ کہنا تھا کہ درخواست گزار نے اب یہ درخواست کی تھی کہ کم از کم اس کے بیٹے سے چھینی گئی رقم اور گاڑی ہی واپس کر دی جائے۔ عدالت نے مقدمے کی سماعت 6 اکتوبر تک ملتوی کر دی۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

دو اور جانیں لے لیں

خیرپور 19 اگست کو تحصیل و ضلع خیرپور کے موضع ابراہیم منانی میں ایک شخص عبدالغفور نے کاروکاری کا الزام لگا کر اپنی 24 سالہ بیوی شاہدہ اور 50 سالہ ارباب منانی کو قتل کر دیا اور فرار ہو گیا۔ مقتول ارباب کے بیٹے مہراب علی منانی کی درخواست پر تھانہ چندکی پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا تاہم مقتولہ کے وارثوں نے مقدمہ درج نہیں کرایا۔ مہراب علی کا کہنا تھا کہ اس کے والد کا شاہدہ سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا اور اس پر کاروکاری کا جھوٹا الزام لگا کر قتل کیا گیا ہے۔ مقتول کے پڑوسی نور اللہ کا کہنا تھا کہ عبدالغفور کو اپنی بیوی کے کردار پر شک تھا۔ وقوعہ کے روز اس نے کاروکاری کا الزام لگا کر پہلے اپنی بیوی شاہدہ کو قتل کیا اور اس کے بعد اپنے برادری کے ایک شخص ارباب منانی کو قتل کر دیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اگر مقتولہ کے خاندان والوں نے مقدمہ درج نہ کرایا تو پولیس سرکار کی مدعیت کی طرف سے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لے گی۔

(عبدالمنیم ابڑو)

دس سالہ بچے کی جان لے لی

خیرپور 17 اگست تحصیل خیرپور کے موضع جمعو پھلپوٹہ میں نو افراد نے کلاشنکوف سے فائرنگ کر کے امداد پھلپوٹہ کے دس سالہ بچے کو قتل کر دیا اور فرار ہو گئے۔ واقعات کے مطابق وحید کھیتوں میں مویشی چرا رہا تھا کہ نو مسلح افراد وہاں آئے اور انہوں نے کلاشنکوف سے اندھا دھند فائرنگ کر کے وحید کی جان لے لی۔ اکنا مک زون تھانے نے راجا، کصراب، عاشق، علی گل، فقیر ڈنو، عاطف، علی محمد، گلاب ہالپوٹہ اور ایک نامعلوم شخص کے خلاف مقدمہ درج کر لیا اور ملزمان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارنے شروع کر دیے۔ خبر کی اشاعت تک پولیس ملزمان کو گرفتار نہیں کر سکی تھی۔ وقوعہ کے گواہ محمد الطاف نے بتایا کہ وحید مویشی چرا رہا تھا کہ مسلح ملزمان نے آتے ہی اس پر فائرنگ کر دی جس سے وحید موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا۔ ملزمان فائرنگ کے بعد فرار ہو گئے۔ اس کے علاوہ دیگر لوگ بھی بھاگ کر آئے لیکن وحید اس وقت تک جاں بحق ہو چکا تھا۔ مقتول کے اہل خانہ نے وحید کی لاش ہائی وے پر رکھ کر دھرنے دیا۔ بعد میں پولیس کی یقین دہانی پر وحید کو دفنا دیا گیا۔

(عبدالمنیم ابڑو)

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

ایچ آر سی پی نے ملک کے مختلف حصوں میں انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے دوروزہ تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا

میہڑ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے تکثیری اقدار کے فروغ کے لیے انسانی حقوق کی تعلیم کے موضوع کے حوالے سے 08 تا 09 اگست 2014ء کو تحصیل میہڑ ضلع دادو میں دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں درج ذیل موضوعات پر تربیت ہوئی: طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، مذہب کی من مانی تشریح ،انتہا پسندوں کا ہتھیار، جمہوریت اور انسانی حقوق،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق،حقوق کے فروغ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، مذہبی انتہا پسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت۔سہولت کاروں میں ریجنل کوآرڈینیٹر جمیلہ منگی،تحصیل کوآرڈینیٹر مختیار چانڈیو،ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر غلام نبی،عبدالقادر چنہ،انور آزاد، غلام نبی کھوسو شامل تھے۔اور شرکاء میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

جمیلہ منگی ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آر سی پی)

اس ورکشاپ کا مقصد پاکستان کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کیا جاسکے۔اس وقت پاکستان کو درپیش سب سے سنگین مسئلہ انتہا پسندی ہے جو دیمک کی طرح ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ایچ آر سی پی نے مختلف اضلاع کے بعد اب تحصیل کی سطح پر بھی ورکشاپ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اس فتنہ کے بڑھتے ہوئے اثرات سے بچا جا سکے جو ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کے لیے مہلک ہے۔ملک میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی نے انسانی حقوق کی پامالی میں اضافہ کردیا ہے۔ہمیں اس وقت رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا چاہئے۔

مذہب کی من مانی تشریح انتہا پسندوں کا ہتھیار

غلام نبی کھوسو

تاریخ میں مذہبی جنونیت اور اپنے عقیدے کی سچائی پر مکمل ایمان سے معاشرے میں تضاد رہا ہے اور اسی وجہ سے مومن ومشرک ،کافر وموحد کے درمیان فرق کو جائز قرار دیا جاتا رہا ہے۔ایک مرتبہ جب کسی کو اپنے عقیدے کی سچائی پر اندھا یقین ہوجاتا ہے تو اس صورت میں وہ دوسرے لوگوں کو گمراہ اور فاسق سمجھنا شروع کردیتا ہے اور انہیں سماجی و ثقافتی طور پر اپنے دائرے سے نکال دیتا ہے۔انسانی تاریخ کے ابتدائی دور میں ہر قبیلہ اور جماعت کے اپنے دیوی دیوتا ہوتے تھے اور ان کی تعداد بھی زیادہ ہوتی تھی اور اگر ضرورت پڑے تو وہ دوسروں کے بھی دیوی دیوتاؤں کو اپنا لیتے تھے۔لیکن جب بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں تو اس ضرورت کو محسوس کیا گیا کہ سیاسی اتحاد کے ساتھ ساتھ مذہبی اتحاد بھی قائم رہنا چاہئے کیونکہ مذہبی اتحاد کی وجہ سے رعایا کی وفاداریاں ریاست وحکمران کے ساتھ ہوں گی ۔ مذہب کی غلط تشریح ہوئی اور اس کو سیاسی اور ذاتی مفادات کے لئے استعمال کرنے سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوا ہے۔پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ نے ملک کو عوامی جمہوریہ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان قرار دے دیا۔ضیاء الحق کے دور میں پاکستان کی صورتحال مزید بحران کا شکار ہوئی۔ جب بھی سیاست میں مذہب کو استعمال کیا گیا تو اس کا نتیجہ قتل و غارت کی صورت میں نکلا ہے۔مذہب انسان کا ذاتی مسئلہ ہے ریاست کو یہ حق بھی نہیں کہ وہ میرا عقیدہ بتائے۔یورپ میں انقلاب سے پہلے تک ریاست پر چرچ کی حکومت تھی اور یورپ کے حالات بدترین تھے ۔صنعتی انقلاب کے بعد مذہب کو ریاست سے الگ کردیا گیا اور آج تمام مغربی ممالک ترقی یافتہ ہیں۔مذہب کو ریاست کے سیاسی معاملات سے علیحدہ کرکے ہی معاشرے میں رواداری قائم ہوگی اور سب شہریوں کو یکساں حقوق ملیں گے۔

> دنیا کے وہ تمام ممالک جنہوں نے اپنے ہاں جمہوریت کے تصور کو رائج کیا وہاں معیشت خوب پھلی پھولی ہے۔اگر ہم جمہوری ممالک کی مثال سامنے رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں جمہوریت مضبوط ہوگی وہیں لوگوں کو انسانی حقوق میسر ہوں گے اور جب عوام کو انسانی حقوق کی دستیابی ہوگی تو معاشی ترقی بھی یقینی ہوگی۔

جمہوریت اور انسانی حقوق،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

جمیلہ منگی

جمہوریت ایسا طرز حکمرانی ہے جس میں تمام شہری اپنی زندگیوں پر اثرانداز ہونے والے تمام فیصلوں میں برابر کے شریک ہوسکتے ہیں۔ جمہوریت برابری اور تکثیریت پر زور دیتی ہے۔جمہوری اقتدار کا مطلب تمام شہریوں کی بلاامتیاز رنگ ونسل زبان و ثقافت برابر ہے۔کسی بھی معاشرے کے استحکام کے لیے جمہوریت ہی کامیاب نظام حکومت ہے۔جمہوریت کا اصل حسن ہی یہ ہے کہ آپ اس نظام میں ہوتے ہوئے نہ صرف اس سے اختلاف کرسکتے ہیں بلکہ اس کو رد بھی کرسکتے ہیں۔اگر کوئی ریاست کسی ایک نظریے یا خیال کو تمام عوام پر لاگو کرنے کی کوشش کرے تو اس کا نتیجہ عدم برداشت اور ناانصافی کی صورت میں نکلتا ہے۔ جمہوریت ،معاشی ترقی اور انسانی حقوق کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔اگر کسی ریاست میں صحیح معنوں میں جمہوریت کا اطلاق ہوگا تو وہاں کے لوگوں کو تمام تر بنیادی حقوق فراہم ہوں گے جیسا کہ آزادانہ زندگی گزارنے کا حق ،غلامی سے آزادی کا حق ،نظریہ اور عقیدے کی آزادی کا حق صنفی شناخت کی آزادی کا حق،صحت وتعلیم وخوراک کے حقوق وغیرہ۔کسی بھی جمہوری ملک کی ترقی کا انحصار اس کی معیشت پر ہوتا ہے ۔دنیا کے وہ تمام ممالک جنہوں نے اپنے ہاں جمہوریت کے تصور کو رائج کیا وہاں معیشت خوب پھلی پھولی ہے۔اگر ہم جمہوری ممالک کی مثال سامنے رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں جمہوریت مضبوط ہوگی وہیں لوگوں کو انسانی حقوق میسر ہوں گے اور جب عوام کو انسانی حقوق کی دستیابی ہوگی تو معاشی ترقی بھی یقینی ہوگی۔ہر انسان کو اپنا حق ملے تو معاشرہ پرامن رہے گا عالمی برادری اور سرمایہ کار سرمایہ کاری کریں گے تو ملک میں خوشحالی آئے گی۔ جمہوری ممالک میں جہاں انسانی حقوق کے نقاط پر پابند رہا جاتا ہے وہاں معاشی ترقی کا نیا باب کھل جاتا ہے۔

حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

عبدلقادر چنہ

کسی بھی معاشرے میں حقوق کے فروغ اور حقوق کے حصول کے لیے سول سوسائٹی کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ان معاشروں کی حالت بھی چند صدیاں پہلے ہمارے معاشرے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ مختلف انجمنوں، طلبہ تنظیموں نے اپنے حقوق کی بقاء کے لیے کوششیں کیں اور نتیجے کے طور پر ایک مضبوط اور متحرک سول سوسائٹی کا وجود عمل میں آیا جس نے حقوق کی تحریک کو مستحکم کیا۔ پاکستان میں ہر شخص دوسرے کی شناخت ختم کرنا چاہتا ہے۔ اکثریت معاشی استحصال کا شکار ہے جس کی بنیادی وجہ کمزور جمہوری حکومت ہے۔ انسانی حقوق کے فروغ کی بنیادی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ پاکستان میں دہشتگردی بہت بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے انسانی حقوق کی پامالی ہو رہی ہے۔ ہماری سیاسی تنظیموں اور گروپوں کا رویہ بھی زیادہ تسلی بخش نہیں رہا ہے۔ عام آدمی کو اپنے بنیادی حقوق کا پتہ ہی نہیں کہ یہ حقوق ہیں کیا اور کیسے ملیں گے اس میں سول سوسائٹی انتہائی اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ عام لوگوں میں حقوق کا شعور پیدا کرنے اور ان تک رسائی حاصل کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔

مذہبی انتہاپسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کرداراور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت

آزادانور

ہمارے ملک میں انتہا پسندی کے متعدد واقعات رونما ہوئے جیسے لال مسجد کا واقعہ اور سلمان تاثیر کا قتل۔ ہمارے میڈیا نے ان واقعات کے دوران شدت پسندوں کی بہت زیادہ تشہیر کی اور عوام میں ان کو ہیرو بنا کر پیش کیا۔ میڈیا کو چاہئے کہ وہ صرف سنسنی پھیلانے کے لیے ایسی خبروں کو نہ دکھائے جس سے پاکستان کے تشخص اور معیشت کو نقصان پہنچے۔ آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میڈیا بہت حساس موضوعات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرے۔ صحافی اگر اپنے آپ کو اہل اور تجربہ کار سمجھتے ہیں تو پھر وہ شدت پسند عسکری باغیوں کی حوصلہ افزائی کر کے پاکستانی عوام کو خوفزدہ اور بے حوصلہ نہ کریں اور نہ ہی پاکستان کے بین الاقوامی تشخص کو مسخ کرنے میں کردار ادا کریں۔

لیہ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام پنجاب کے ضلع لیہ میں تکثیری اقدار کے فروغ اور انسانی حقوق کی تعلیم کے عنوان سے 10-9 اگست کو دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ اس ورکشاپ میں بھی وہی موضوعات زیر بحث آئے جن کا ذکر پچھلے صفحات پر کیا گیا ہے۔ سہولت کاروں میں ایچ آر سی پی کے پروگرام آفیسر حفیظ بزدار، ریجنل کوآرڈینیٹر عون محمد،

> ترقی یافتہ ممالک کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ان معاشروں کی حالت بھی چند صدیاں پہلے ہمارے معاشرے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ مختلف انجمنوں، طلبہ تنظیموں نے اپنے حقوق کی بقاء کے لیے کوششیں کیں اور نتیجے کے طور پر ایک مضبوط اور متحرک سول سوسائٹی کا وجود عمل میں آیا جس نے حقوق کی تحریک کو مستحکم کیا۔

ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر فقیر حسین، جمشید ساحل، فرید اللہ چوہدری، فواد حسن، شکیل اختر اور ایوب ساجد جبکہ شرکاء میں صحافی، وکلاء، اُساتذہ، سماجی کارکنان، طلبہ اور دیگر مکاتب فکر کے لوگ شامل تھے۔ علاوہ ازیں ورکشاپ میں ''ہم انسان'' اور ڈسٹرکٹ لیہ میں انسانی حقوق کی صورتحال کے عنوان سے دستاویزی فلمیں دکھائی گئی اور شرکاء کے درمیان رواداری کے فروغ کے لیے گروپ ورک کیا گیا۔ ذیل میں ورکشاپ کی روداد بیان کی جاتی ہے۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

فریداللہ چوہدری

پاکستان کو آج بین الاقوامی سطح پر شدید تنقید کا سامنا ہے اور اِس کی وجہ تیزی سے بڑھتی ہوئی انتہا پسندی ہے۔ کچھ مخصوص گروہ اپنے مفادات کے حصول کے لیے انتہا پسندی کے فروغ میں سرگرم ہیں۔ آپ کو اس ورکشاپ میں بُلانے کا مقصد انتہا پسندی کے اِن عوامل اور محرکات کو کسی حد تک کم کرنا اور کمیونٹی میں مثبت سوچ وفکر کا فروغ ہے۔ دہشت گردی، مذہبی اختلافات اور صنفی انتہا پسندی نے ہمارے معاشرے کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ شرکاء سے گزارش ہے کہ ورکشاپ کے دوران سیکھی گئی انسانی حقوق کی تعلیم کو اپنے گھر، خاندان، سوسائٹی اور اداروں تک پہنچائیں۔ اور انتہا پسندی کے خلاف ہماری اِس کاوش میں ہمارا ساتھ دیں۔

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار (پروگرام آفیسر، ایچ آر سی پی)

اِس عنوان کو تین حصوں، انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہم لوگ اپنے حقوق کے متعلق خود نہیں سوچیں گے تو یقیناً حکومت یا کوئی بین الاقوامی ادارہ تو آ کر نہیں بتائے گا۔ انسانی حقوق میں انسانیت کی بقا کا حق، زندگی کا حق، مذہبی آزادی، معاشرتی آزادی، معاشی آزادی اور سیاسی آزادی شامل ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں تقریباً 6 کروڑ افراد مارے گئے۔ اس کے بعد بین الاقوامی طاقتوں نے جمع ہو کر انسانی حقوق کا ایک منشور تیار کیا۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور میں زندہ رہنے کے حق کو ہر انسان کا بنیادی حق مانا گیا ہے۔ محصولات اور ٹیکسوں کی وصولی کے خودکار نظام کی طرح انسانی حقوق کا نظام بھی خودکار ہونا چاہیے۔ یعنی لگاتار اور مسلسل چلنے والا سسٹم۔ تمام لوگوں کو ہر قسم کے حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ ان حقوق کی ادائیگی کے اخراجات پورے کرنے کے لئے حکومت نے ٹیکسوں کی وصولی کا خودکار نظام ترتیب دیا ہوتا ہے۔

جمہوری رویہ ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کریں۔ جب ہم جمہوریت کی آواز بلند کرتے ہیں تو پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ کیا ہمارے رویے اور ہمارے گھروں میں جمہوریت ہے؟ اصل مسئلہ ہی یہ ہے کہ ہمارے اندر جمہوری رویے نہیں ہیں اور ان اداروں کی بھی کمی ہے جو جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے کام کرتے ہوں۔ اِسی طرح ہماری سوچ میں تبدیلی کے لیے ہماری کمیونٹی کا بھی کردار اور کمیونٹی میں ہماری درسگاہیں اور سکول بھی شامل ہیں۔ ان سکولوں میں جو نصاب ہمیں پڑھایا جاتا ہے اُس سے ہماری معلومات اور سوچ میں تبدیلی آتی ہے۔ یہ تبدیلی مثبت ہے یا منفی اس کا انحصار نصاب پر ہوتا ہے۔

پاکستان کے آئین میں بھی انسانی حقوق شامل ہیں لیکن جب تک ہمیں یہ پتہ ہی نہیں ہوگا کہ ہمارے حقوق کیا ہیں یہ حقوق کیسے حاصل کئے جاسکتے ہیں اُس وقت تک حقوق کا حصول ناممکن ہے۔ ہماری درسگاہوں اور سکولوں میں پڑھائے جانے والے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیمات کا کہیں بھی ذکر نہیں جبکہ یورپین ممالک میں پانچویں جماعت تک طالب علموں کو اُن کے بنیادی حقوق کا پتہ چل جاتا ہے۔ اس لئے انسانی حقوق کا پتہ ہونا چاہئے اور اِس کے لیے انسانی حقوق کی تعلیم کا عام ہونا بہت ضروری ہے۔ اِس کے لیے ریاست کا کردار بنیادی ہے۔

طرزِ فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے لیے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

شکیل اختر

تعلیم کا مطلب جاننا ہے۔ اور ہنر کا مطلب زندگی گزارنے کا سلیقہ۔ تعلیم اور ہنر میں تبدیلی لا کر رویوں کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اور ان میں تبدیلی صرف اور صرف اس صورت میں ممکن ہے جب نئی پود کو نصاب میں یہ تمام چیزیں سکھائی جائیں۔ تاکہ ہمارے بچوں کے رویے بہتر ہوسکیں۔ نصاب کو وضع کرتے وقت ہمیں انسان کے بنیادی حقوق کی تعلیم اور ذمہ داریاں اس میں شامل کرنی چاہئیں۔ کیونکہ جیسے دوسروں کی ذمہ داریاں آپ کے حقوق ہیں اسی طرح آپ کی ذمہ داریاں دوسروں کے حقوق ہیں۔ نصاب میں اشتعال انگیز مواد شامل نہیں کرنا چاہیے۔ جس طرح ایک عمارت اینٹ کے بغیر کھڑی نہیں ہوسکتی، اسی طرح نصاب بغیر تدریسی عمل کے نامکمل ہے۔ نصاب ایسا ہونا چاہیے کہ جس سے ایک انسان معاشرے کے لیے ایک اچھا شہری بن سکے۔ جدید، سائنسی طرزِ تعلیم اور ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جانا چاہئے۔ جدید سائنسی نصاب کے ذریعہ شہری اپنے ملک کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ معتدل مزاج ماہرین تعلیم کو یہ ذمہ داری سونپی جانی چاہیے کیوں کہ نصاب تعلیم سے بچے کا رجحان پنپتا ہے۔ رجحان سے عادات بنتی ہیں۔ عادات مل کر انسان کا رویہ بناتی ہیں۔ بالآخر رویہ آپ کا کردار بناتا ہے اور آپ کا کردار ہی آپ کی شخصیت ہے۔ ترقی یافتہ قومیں جدید نصاب کے ذریعے علم حاصل کرکے اقتصادی اور معاشی طور پر مستحکم ہیں۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سیشن ہوا۔

سوال: نصاب کون بناتا ہے؟

جواب: ٹیکسٹ بک بورڈ پرائمری سے انٹرمیڈیٹ تک اور ایچ ای سی والے گریجویشن تک نصاب کی تشکیل کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن ان پر بھی دباؤ ڈالا جاتا ہے جیسا کہ ضیاء آمریت میں کیا گیا۔

سوال: اقلیتی طالب علموں کو کلمہ وغیرہ پڑھانا کیوں ضروری ہے؟ انہیں اخلاقیات کیوں نہیں پڑھائی جاتی؟

جواب: اصولاً تو اخلاقیات کا مضمون ہی پڑھانا چاہئے۔ یہ ناانصافی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

> ہمارے ہاں نظام تعلیم بھی انتہا پسندی سے پاک نہیں۔ دیگر اقوام اور ریاستوں کے خلاف نفرت اور جنگی جنون کی آبیاری کے لیے درسی کتب کو ذریعہ بنانے کے لیے تاریخ کو مسخ کر کے پیش کیا گیا۔ گزشتہ تین دہائیوں میں جوان ہونے والی نسل نے سرکاری اسکولوں سے حاصل ہونے والی تعلیم میں سیکھا ہے کہ یہ ریاست صرف مسلمانوں کے لیے وجود میں آئی ہے۔

انتہا پسندی کے انسداد/ فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت

حفیظ بزدار

جاننے کا حق شہریوں کی استعداد میں اضافہ کرنا ہے۔ جینے کے لیے اچھائی اور بُرائی میں تمیز ضروری ہے۔ لیکن آج یہ سمجھنا بہت مشکل ہے کہ میڈیا سے ملی خبر سچ ہے یا جھوٹ۔ دیکھا گیا کہ چینل کی شہرت کی خاطر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا دیا گیا۔ کسی خاص مقصد کے لیے رائے قائم کرنے کے لیے خبر کو بدل دیا جاتا ہے۔ اپنے حقوق و فرائض کو نظرانداز کرکے ذاتی مفادات کو ترجیح دینا انفرادی کرپشن کہلاتا ہے۔ اِس طرح میڈیا میں بھی نجی چینلز کے درمیان ذاتی شہرت کی لڑائی میں اکثر اوقات حقیقت کے برعکس خبر دی جاتی ہے۔ اُسے ہم میڈیا کی کرپشن کہہ سکتے ہیں۔ اِس کرپشن میں میڈیا نے غیر شعوری طور پر انتہا پسندی کو فروغ دیا۔ ریٹنگ بڑھانے کے لیے غیر پیشہ وارانہ خبریں نشر کی جاتی ہیں سنسنی بڑھانے اور لوگوں کے اندر ڈر اور خوف پیدا کرنے کے لیے درست خبر نہیں دی جاتی ہے۔ بعض اوقات تو بغیر تصدیق خبروں کو دیگر چینلز سے چوری کیا جاتا ہے۔ بلیک میل کیا جاتا ہے اور پیسے لے کر خبر لگائی جاتی ہے۔ چینلز اور اخباروں کے مالکان عملے کو کرپشن پر مجبور کرتے ہیں۔ بڑے بڑے ٹی وی چینلز اپنے ورکرز کو کئی کئی ماہ کی تنخواہ نہیں دیتے۔

میڈیا بعض اوقات اخلاقی قواعد وضوابط کا خیال نہیں رکھتا۔ مثال کے طور پر جب کسی حادثے کے بعد لوگوں کے کٹے پھٹے اعضاء دکھائے جاتے ہیں تو لوگوں کے اندر خوف و ہراس پیدا ہوتا ہے۔ اُس تخریب کاری کو انجام دینے والے افراد کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔

طالبان نے جوس کارنر کو فحاشی کا اڈا کہہ کر ختم کردیا اور اگلا ٹارگٹ سی ڈی بیچنے والی دکانوں کو بنایا۔ میڈیا کا کردار ان واقعات کی خبر دینے میں مثبت نہیں رہا جس سے طالبان کو شہ ملی۔ میڈیا کو معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بننا چاہئے۔ رائے عامہ کی خبر کو سچائی سے عوام تک پہنچانا چاہئے۔ رپورٹر کا دیانتدار، غیر جانبدار ہونا اور حقیقت پسند ہونا بہت ضروری ہے۔ الیکٹرونک میڈیا پر 2010ء میں عامر لیاقت کے پروگرام کے دو دن بعد احمدیوں کے سربراہان کو مار دیا گیا۔ اسی طرح نواز شریف کو اپنا بیان واپس لینے کا کہا گیا ورنہ دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا فتویٰ جاری کرنے کی دھمکی دی گئی۔ بادامی باغ کا فساد، سلمان تاثیر کے قتل کے حوالے سے ریٹنگ کو بڑھانے کی دوڑ ہوئی۔

مذہبی ومسلکی رواداری کا فروغ اور نفرت، تعصب کے انسداد کے لیے لائحہ عمل

ایوب ساجد

مذہب اچھی باتوں کا مجموعہ ہے۔ مذہب بیر رکھنا نہیں سکھاتا بلکہ انسانی حقوق کا سبق دیتا ہے کہ انسان کو انسان سمجھنا چاہیے، مذاہب کی وجہ سے تفریق نہیں ہونی چاہیئے۔ مذہب کوئی بھی ہو انتہا پسندی نہیں سکھاتا بلکہ برداشت اور رواداری سکھاتا ہے۔ اسلام کی رو سے انسان کی جان اور مال دوسرے پر حرام ہے۔ مذہب ہم سب کو برداشت سکھاتا ہے۔

دوسرے مذاہب کے لوگوں سے محبت کرنا، اپنے مذہب سے جنگ کے مترادف نہیں ہے۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب لوگ خود اپنی مرضی سے مذہب کی تشریح کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں انتہا پسندی عام پائی جاتی ہے جس میں صنفی انتہا پسندی، ریاستی انتہا پسندی اور مذہبی انتہا پسندی شامل ہیں۔

عورتیں انتہا پسندی کا کثرت سے شکار ہوتی ہیں۔سال 2013 میں 56 خواتین کو صرف اس لیے قتل کیا گیا کیونکہ اُنہوں نے بیٹیوں کو جنم دیا۔آج بھی ہمارے معاشرے میں عورتوں کے معاشی اور سماجی ترقی میں پیداواری اور غیر پیداواری محنت کے طور پر حصہ ڈالنے کے باوجود اُنہیں کمتر یا تیسرے درجہ کی مخلوق تصور کیا جاتا ہے۔عورتوں کی حیثیت کو کمتر بنانے کے پیچھے مخصوص طبقاتی ساخت، معاشی اور مذہب سے متعلقہ عوامل کارفرما ہیں۔

ہمارے ہاں نظام تعلیم بھی انتہا پسندی سے پاک نہیں۔دیگر اقوام اور ریاستوں کے خلاف نفرت اور جنگی جنون کی آبیاری کے لیے درسی کتب کو ذریعہ بنانے کے لیے تاریخ کو مسخ کر کے پیش کیا گیا۔گزشتہ تین دہائیوں میں جوان ہونے والی نسل نے سرکاری اسکولوں سے حاصل ہونے والی تعلیم میں سیکھا ہے کہ یہ ریاست صرف مسلمانوں کے لیے وجود میں آئی ہے۔دہشت گردی کے کسی واقعہ کے بعد سرکاری اہلکار ایک رٹا رٹایا بیان دیتے ہیں کہ اِس کے پیچھے بیرونی ہاتھ ملوث ہیں۔چنانچہ بعض تنظیموں کی طرف سے واقعات کی ذمہ داری قبول کرنے کے باوجود عوام اس کا ذمہ دار بیرونی سازش کو ہی گردانتے ہیں۔جس کا یہ سبب ہے کہ موجودہ نصاب تعلیم کے باعث عام شہری اِس بات پر قائل ہیں کہ غیر مسلم طاقتیں ہمارے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں اور ساری دُنیا عقیدے کی بنیاد پر ان سے عناد رکھتی ہے۔نصاب کے ذریعے اکثریتی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کو برتر جبکہ دیگر کو کم تر انسان بیان کیا جاتا ہے۔سرکاری اداروں کی بھرتی کے اشتہارات میں اس کا عملی مظاہرہ دیکھا جا سکتا ہے مثال کے طور پر خاکروب کی خالی اسامی کی شرائط میں یہ جملہ رقم ہوتا ہے کہ اِس آسامی پر صرف غیر مسلموں کو بھرتی کیا جائے گا۔درسی کتابوں میں تحریک پاکستان اور قیام پاکستان میں اقلیتوں کے کردار کو شامل نہیں کیا گیا۔سر ظفر اللہ خان جن کا تعلق احمدی برادری سے تھا وہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے۔پاکستان کا پہلا قومی ترانہ قائداعظم کی فرمائش پر پنڈت جگن ناتھ آزاد نے لکھا تھا جن کا تعلق ہندو برادری سے تھا۔پنجاب اسمبلی کے سپیکر دیوان بہادر ایس پی سنگھا کا تعلق مسیحی برادری سے تھا جنھوں نے پنجاب اسمبلی میں پاکستان کی قرارداد کے حق میں اپنا فیصلہ کن ووٹ کاسٹ کر کے پاکستان کا قیام ممکن بنایا۔2011ء میں ایک ہندو طالب علم ساگر لدھانی کو میڈیکل کالج کراچی میں ایم بی بی ایس کے انٹری ٹیسٹ میں بیٹھنے سے روک دیا کیونکہ اُس نے سکول میں اسلامیات کی تعلیم نہیں لی تھی۔اِس طرح کی بربریت کے خاتمے کے لیے ہمیں چاہیئے کہ اپنے بچوں کو جدید اور انسانی حقوق کی تعلیم سے آگاہ رکھیں۔خواتین کی تعلیم اور آگاہی ورکشاپ کا اہتمام کیا جائے۔تعلیمی نصاب پر نظر ثانی کر کے نفرت انگیز اور انتہا پسندانہ مواد تبدیل کیا جائے اور نوجوانوں کو پاکستان کی درست تاریخ سے آگاہ کیا جائے۔

سیہون شریف پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے ''تکثیری اقدار کے فروغ کے لیے انسانی حقوق کی تعلیم'' کے موضوع پر 10 تا 11 اگست 2014

> جب آپ اپنی بات منوانے کے لیے طاقت کا استعمال کریں اور اس بات پر بضد ہوں کہ جو میں سوچتا ہوں بس وہی ٹھیک اور یہی سب پر مسلط کیا جانا چاہیئے اور دوسروں کی سوچ، عقائد اور رویّے سب غلط ہیں تو ایسے رویّے کو انتہا پسندی کہتے ہیں۔

کو سیہون شریف، ضلع جام شورو میں دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں ان ہی موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا جن کا ذکر دوسری ورکشاپ کے حوالہ سے پچھلے صفحات میں کیا جا چکا ہے۔سہولت کاروں میں ریجنل کوآرڈینیٹر جمیلہ منگی، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر غلام نبی نظیر حیات، غلام حیدر اور نظیر احمد، شامل تھے۔مختلف شعبہ ہائے جات سے تعلق رکھنے والے افراد نے ورکشاپ میں شرکت کی۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

جمیلہ منگی ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آر سی پی)

اس ورکشاپ کا مقصد پاکستان کو درپیش سب سے سنگین مسئلہ انتہا پسندی کا تجزیہ اور اس کا ممکنہ حل تجویز کرنا ہے جو دیمک کی طرح ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ایچ آر سی پی نے مختلف اضلاع کے بعد اب تحصیل کی سطح پر بھی ورکشاپ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ تیزی سے بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کے اثرات سے بچا جا سکے جو ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کے لیے مہلک ہے۔ملک میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی نے انسانی حقوق کی پامالی میں اضافہ کر دیا ہے۔ہمیں اس وقت رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا چاہیئے۔اس کام میں ہمیں آپ سب کی مدد درکار ہے۔

حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

انسانی حقوق کا تصور انسانیت میں پنہاں ہے کیونکہ کسی ایک انسان کی ذمہ داری صرف اس کی ذات، معاشرہ، خاندان، مذہب یا قوم تک محدود نہیں بلکہ وہ تمام انسانیت کو جوابدہ ہوتا ہے۔

1948ء میں عالمی سطح پر انسانی حقوق کے نفاذ کا سلسلہ شروع ہوا جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کے عالمی منشور کو منظور کیا۔اس اعلامیے میں انسانی وقار اور عظمت کو ابتدائی شقوں میں رکھا گیا اور تمام انسانوں کی برابری پر زور دیا گیا۔عالمی منشور سماجی، اقتصادی، ثقافتی، شہری اور سیاسی حقوق کی مکمل تشریح کرتا ہے۔ہمارے ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہیں۔جب تک عام انسان کی حقوق تک رسائی نہیں ہوگی تب تک ہمارا معاشرہ ترقی نہیں کریگا۔سول سوسائٹی کو چاہیئے کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کوشش کرے اور انسانی حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے اور حقیقی جمہوریت اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے ایسی حکمت عملی تشکیل دے جس پر عمل کر کے ہم پورے ملک کے عوام کو انسانی حقوق اور ان کے حصول کے طریقہ کار سے روشناس کر سکیں۔

کیا سیاست میں مذہب کا استعمال انتہا پسندی کے اضافہ کا سبب ہے

نظیر احمد

جب آپ اپنی بات منوانے کے لیے طاقت کا استعمال کریں اور اس بات پر بضد ہوں کہ جو میں سوچتا ہوں بس وہی ٹھیک اور یہی سب پر مسلط کیا جانا چاہیئے اور دوسروں کی سوچ، عقائد اور رویّے سب غلط ہیں تو ایسے رویّے کو انتہا پسندی کہتے ہیں۔جنرل ضیاء الحق کے دور سے سیاست میں مذہب کے استعمال میں بے حد وحساب اضافہ ہوا حالانکہ مذہب تو انسان کا ذاتی مسئلہ ہونا چاہیئے۔اللہ کے ساتھ انسان کا تعلق صرف اس کی ذات تک محدود ہے۔پاکستان کی مسخ شدہ تاریخ بھی لوگوں کے ذہنوں کو تبدیل کرنے میں بہت اہم کردار ادا کر رہی ہے

کیونکہ ہماری تاریخ کے بہت سے حقائق کو چھپا لیا گیا ہے۔ قائداعظم نے بہت شفاف الفاظ میں 11 اگست کو اعلان کیا تھا کہ پاکستان کی ریاست کے معاملات میں مذہب کا عمل دخل نہیں ہوگا۔ آپ سب اپنی اپنی عبادت گاہوں میں آزادی سے جا سکتے ہیں ۔ پاکستان کے تمام شہری برابر ہیں۔لیکن آج اس کے برعکس ہورہا ہے۔ مذہب کے نام پر سینکڑوں بے گناہوں کو قتل کیا جارہا ہے۔ جہاد کے نام پر خودکش حملے کئے جارہے ہیں۔ جب تک مذہب کو سیاست سے الگ نہیں کیا جائے گا اور عوام کو ان کے حقوق میسر نہیں ہونگے تب تک یہی ہمارا مقدر رہے گا۔

جمہوریت اور انسانی حقوق،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

جمیلہ منگی

جمہوریت ایسا طرز حکمرانی ہے جس میں تمام شہری اپنی زندگیوں پراثرانداز ہونے والے تمام فیصلوں میں برابر کے شریک ہوسکتے ہیں۔ جمہوریت برابری اور تکثیریت پر زور دیتی ہے۔ جمہوری اقتدار میں تمام شہری بلاامتیاز رنگ ونسل زبان و ثقافت ،مذہب برابر ہوتے ہیں ۔جمہوریت میں تمام ادارے اپنے اپنے مرتب شدہ دائرے میں کام کرکے ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرکے جمہوریت کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔ 10 دسمبر 1948 ءکو اقوام متحدہ نے جنرل اسمبلی میں انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کیا جس کو انسانی حقوق کا عالمی منشور کہا جاتا ہے تاکہ تمام انسان آزادی، عزت ،احترام،انصاف اورامن و آزادی کے ساتھ زندگی بسر کریں اور رنگ ،نسل ،جنس، زبان، مذہب یا سیاسی بنیادوں پر ان سے امتیاز نہ برتا جائے۔ ہر انسان کے حق کا تحفظ ہو اور کوئی بھی کسی شخص کو غلام نہ بنا سکے۔ کسی انسان کے ساتھ جسمانی اذیت، ظالمانہ سلوک روا نہ رکھا جائے لیکن بدقسمتی سے یہ سارے حقوق ہمیں نہیں مل رہے۔ جمہوریت ،معاشی ترقی اور انسانی حقوق کا آپس میں گہرا تعلق ہے ۔ یہ تینوں مل کر معیاری زندگی ،امن و امان اورانصاف کی ضمانت دیتے ہیں۔ اگر کسی ریاست میں صحیح معنوں میں جمہوریت کا اطلاق ہوگا تو وہاں کے لوگوں کو تمام تر بنیادی حقوق فراہم ہوں گے جیسا کہ آزادانہ زندگی گزارنے کا حق ،غلامی سے آزادی کا حق ،نظریہ اور عقیدے کی آزادی کا حق صنفی شناخت کی آزادی کا حق ،صحت وتعلیم و خوراک کے حقوق وغیرہ۔ کسی بھی جمہوری ملک کی ترقی کا انحصار اس کی معیشت پر ہوتا ہے ۔دنیا کے وہ تمام ممالک جنہوں نے اپنے ہاں جمہوریت کے تصور کو رائج کیا وہاں معیشت خوب پھلی پھولی۔ اگر ہم جمہوری ممالک کی مثال سامنے رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں جمہوریت مضبوط ہوگی وہیں لوگوں کو انسانی حقوق میسر ہوں گے اور جب انسانی حقوق کا تحفظ ہوگا تو معاشی ترقی بھی یقینی ہوگی۔ ہر انسان کو اپنا حق ملے تو معاشرہ پر

اخبار ،ٹی وی اور ریڈیو کا رپورٹر، نیوزایڈیٹر اور پروڈیوسر کو چاہیئے کہ گیٹ کیپر کا فرض ادا کرتے ہوئے ایسی تمام اطلاعات کو روک لیں جن سے معاشرے میں بدامنی،فساد اور بے چینی پھیلنے کا خدشہ ہو۔

امن رہے گا۔ عالمی برادری اور سرمایہ کار ملک میں سرمایہ کاری کریں گے تو ملک میں خوشحالی آئے گی۔ جمہوری ممالک جہاں انسانی حقوق کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے وہیں پر معاشی ترقی ممکن ہوتی ہے۔

انتہاپسندی کے عوامل،اثرات اور ہماری ذمہ داریاں

نظیر حیات

انسانی سماج میں وقتاً فوقتاً اختلافات بھی سامنے آئے ہیں۔موجودہ دور میں ہمارے سماج میں جو برائیاں مضبوط ہوگئی ہیں ان میں سب سے بڑی برائی انتہاپسندی ہے جو انسانیت کے لیے بڑا خطرہ ہے۔اس پر ہم بیٹھ کر غور وفکر کریں کہ انتہاپسندی کی موجودہ لہر کے اسباب کیا ہیں۔ پہلے ہم یہ جانیں کہ انتہاپسندی ہے کیا؟ انتہاپسندی ایک سوچ اور نظریہ ہے جس میں مفاد اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے آخری حد تک پہنچ جانا شامل ہے۔ انتہاپسندی کے عوامل میں تعلیم کی کمی ، مذہب کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا، غربت، نام نہاد جہادی خطبے، نفرت انگیز تقریر وتحریر، لاقانونیت، بیروزگاری اور دیگر معاشی مسائل شامل ہیں۔ انتہاپسندی کی وجہ سے ملک اور ریاست کو بندوق کے زور پر چلایا جارہا ہے، ملک کو ترقی اور آزادی کی طرف گامزن ہونے سے روکا جارہا ہے۔نسل، رنگ، زبان ،قومیت اور مذہب کی بنیاد پر نفرتوں کا ماحول ہے۔معصوم بچوں کے ہاتھ میں قلم وکتاب کی جگہ ہتھیار ہیں۔لوگ ذہنی انتشار کا شکار ہیں۔ ان حالات میں اب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ مل کر انتہاپسندی کی تیزی سے پھیلتی لہر کو روکیں، علم اور شعور کو عام کریں، مذہبی شدت پسندی کو روکیں۔ انسانوں کو ان کے بنیادی حقوق ملنے چاہئیں اور ریاستی ادارے اپنی ذمہ داریاں ایمانداری سے نبھائیں۔

مذہبی انتہاپسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت

غلام حیدر

تاریخ گواہ ہے کہ مذہبی بنیاد پرستوں کی جانب سے پیغام رسانی، تنظیم سازی اور فوقیت کے حصول کے لیے میڈیا کا استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ مذہبی بنیاد پرستوں کی جانب سے کی جانے والی بے ضرر اور مؤثر کارروائیوں اور رابطہ سازی کے لیے جس طرح موبائل فون ایک اہم ضرورت بن گیا ہے اسی طرح کیبل چینلز، ریڈیو، اخبارات اور رسالے بھی ان گروہوں کی تحاریک کی شناخت کو برقرار رکھنے، اور ان کی کارروائیوں کو جواز فراہم کرنے اور اپنے پیروکاروں تک پہنچانے میں نہایت ضروری آلات بن چکے ہیں۔ اس حوالے سے ہمارے میڈیا کا کردار بہت ہی افسوس ناک ہوتا جارہا ہے جس سے ہمارے ملک کا امن و امان اورمعیشت بری طرح پامال ہے۔ مذہبی جنونیت کے واقعات دن بہ دن بڑھتے جارہے ہیں۔ تربیت کی کمی کی وجہ سے رپورٹنگ اور نیوز کمپیئرنگ کرنے والے صحافت میں گیٹ کیپر کا فرض ادا کرنے سے ناواقف ہیں۔ اخبار ،ٹی وی اور ریڈیو کا رپورٹر، نیوزایڈیٹر اور پروڈیوسر کو چاہیئے کہ گیٹ کیپر کا فرض ادا کرتے ہوئے ایسی تمام اطلاعات کو روک لیں جن سے معاشرے میں بدامنی، فساد اور بے چینی پھیلنے کا خدشہ ہو۔ بدقسمتی سے پاکستان کا میڈیا ایسی خبریں بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کرتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مرکزی ٹی وی چینلز اپنے رپورٹروں کے لیے غیرمعمولی حالات میں رپورٹنگ کرنے کی تربیت کا انتظام کریں۔

کوٹ ادو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیراہتمام تحصیل کوٹ ادو میں تکثیری اقتدار کے فروغ اور انسانی حقوق کی تعلیم کے عنوان سے 12-11 اگست کو دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ ورکشاپ کے موضوعات پچھلے صفحات پر شائع ہوچکے ہیں۔ یہاں سہولت کاروں میں ایچ آر سی پی کے پروگرام آفیسر حفیظ بزدار، ریجنل کوآرڈینیٹر عون محمد، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر رانی وحیدہ، شکیل اختر ، ایوب

ساجد اور فواد حسن، شامل تھے۔

شُرکاء میں صحافی، اُساتذہ، سماجی کارکنان، طلبہ اور دیگر مکاتب فکر کے 15 خواتین سمیت 33 افراد شامل تھے۔ علاوہ ازیں ورکشاپ میں "ہم انسان"، "انسانی حقوق کی صورتحال" اور راشد رحمان صاحب پر بنائی گئی دستاویزی فلمیں دکھائی گئیں اور شرکاء کے درمیان رواداری کے فروغ کے لیے گروپ ورک کروایا گیا۔ ورکشاپ کی روداد درج ذیل ہے۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

رانی وحیدہ

پاکستان کو آج اندرون ملک تشویش اور بین الاقوامی سطح پر شدید تنقید کا سامنا ہے اور اِس کی وجہ تیزی سے بڑھتی ہوئی انتہا پسندی ہے۔ کچھ مخصوص گروہ اپنے مفادات کے حصول کے لیے انتہا پسندی کے فروغ میں سرگرم ہیں۔ آپ کو اِس ورکشاپ میں مدعو کرنے کا مقصد انتہا پسندی کے عوامل اور محرکات کا جائزہ لینا اور کمیونٹی میں مثبت سوچ وفکر کو فروغ دینا ہے۔ دہشت گردی، مذہبی اختلافات اور انتہا پسندی نے ہمارے معاشرے میں ایک دوسرے کے لئے احترام اور بھائی چارے کو شدید دھچکا پہنچایا ہے۔ شرکاء سے گزارش ہے کہ ورکشاپ کے دوران حاصل کی گئی انسانی حقوق کی تعلیم کو اپنے گھر، خاندان، سوسائٹی اور اداروں تک پہنچائیں اور انتہا پسندی کے خلاف ہماری اِس کاوش میں ہمارا ساتھ دیں۔

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار واضح کرنے کے لئے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ بطور انسان ہمارے حقوق کیا ہیں؟ انسانی حقوق میں انسانیت کی بقاء، زندگی کا حق، جینے کا حق، مذہبی آزادی، معاشرتی آزادی، معاشی آزادی اور سیاسی آزادی شامل ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں تقریباً چھ کروڑ انسانی جانوں کے ضیاع اور وسائل کی بربادی سے دوچار ہونے کے بعد انسانی حقوق کا ایک چارٹر تیار کیا گیا۔ اور انسانی حقوق کے عالمی منشور میں زندہ رہنے کے حق کو ہر انسان کا سب سے اولین بنیادی حق مانا گیا ہے۔

دنیا میں بسنے والے انسان مختلف مذاہب اور افکار کے حامل ہیں۔ ہر کسی کو ایک دوسرے کے عقیدے اور ایمان کی عزت کرنی چاہئے۔ پاکستان کے آئین میں بھی انسانی حقوق شامل ہیں۔ لیکن ہماری درسگاہوں اور سکولوں میں پڑھائے جانے والے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیمات کا کہیں بھی ذکر نہیں جبکہ یورپین ممالک میں پانچویں جماعت تک طالب علموں کو اُن کے بنیادی حقوق کا پتا چل جاتا ہے۔ ہماری سوچ میں مثبت تبدیلی کے لیے ہمیں بنیادی انسانی حقوق کا علم ہونا لازم ہے تاکہ ہمیں اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق کا علم بھی ہو اور ہم ان کے حقوق کا احترام بھی کریں۔

> پاکستان کو آج بین الاقوامی سطح پر شدید تنقید کا سامنا ہے اور اس کی وجہ تیزی سے بڑھتی ہوئی انتہا پسندی ہے۔ کچھ مخصوص گروہ اپنے مفادات کے حصول کے لیے انتہا پسندی کے فروغ میں سرگرم ہیں۔ آپ کو اِس ورکشاپ میں مدعو کرنے کا مقصد انتہا پسندی کے عوامل اور محرکات کا جائزہ لینا اور کمیونٹی میں مثبت سوچ وفکر کو فروغ دینا ہے۔

طرزفکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے لیے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

شکیل اختر

تعلیم کا مطلب جاننا ہے اور ہنر کا مطلب زندگی گزارنے کا سلیقہ۔ تبدیلی کے ذریعے روّیوں کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ تبدیلی صرف اور صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ نئی پود کو نصاب میں یہ تمام چیزیں سکھائی جائیں۔ تاکہ ہمارے بچوں کے رویے بہتر ہوسکیں۔ نصاب تیار کرتے وقت ہمیں انسان کے بنیادی حقوق کی تعلیم اور ذمہ داریاں اس میں شامل کرنی چاہیے۔ کیونکہ جیسے دوسروں کی ذمہ داریاں آپ کے حقوق ہیں اسی طرح آپ کی ذمہ داریاں دوسروں کے حقوق ہیں۔ نصاب میں اشتعال انگیز مواد شامل نہیں کرنا چاہیے۔ جسطرح ایک عمارت اینٹوں کے بغیر کھڑی نہیں ہوسکتی اسی طرح نصاب کے بغیر تدریسی عمل نامکمل ہے۔ نصاب ایسا ہونا چاہیے کہ جس سے ایک انسان معاشرے کے لیے ایک اچھا شہری بن سکے۔ جدید سائنسی طرز تعلیم اور ٹیکنالوجی کے ذریعے نصاب ترتیب دینا چاہیے اور تعلیمی سرگرمیوں کے لیے کتب میں جدید سائنسی نصاب شامل کیا جائے جس کو حاصل کر کے انسان اپنے ملک کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کرسکتا ہو۔

تعلیم کی اقسام میں قدرتی سائنس انسانی زندگی میں مادی ترقی پیدا کرتی ہے جبکہ معاشرتی علوم انسانی ذہن وکردار کی تربیت کرتے ہیں انسان کو انسانیت سے نوازتی ہے۔ انسان دوسروں کیلئے جینا سیکھتا ہے۔ ہمارا نظام تعلیم اس ضرورت کو پورا نہیں کرتا جس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ انتہا پسند مذہبی تناؤ پیدا کر کے انتشار پیدا کرتا ہے۔ انسانی حقوق کی تعلیم انسانی فرائض سے بھی آگاہ کرتی ہے۔ نصاب ترتیب دیتے وقت بنیادی حقوق کی تعلیم اور ذمہ داریاں اس میں شامل کرنی چاہیے۔ نصاب میں معاشرے کے کسی بھی حصہ کے خلاف اشتعال انگیز مواد شامل نہیں کرنا چاہیے۔ معتدل مزاج ماہرین تعلیم کو ذمہ داری سونپی جانی چاہیے۔ تاکہ لوگوں میں ایک دوسرے کے اعتقادات کا احترام پیدا ہو۔

میڈیا کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

حفیظ بزدار

میڈیا لفظ میڈیم سے نکلا ہے یعنی ہر وہ ذریعہ جس سے خبر دوسروں تک پہنچے میڈیا کہلاتا ہے۔ میڈیا کی تین بنیادی اقسام ہیں: ریاستی میڈیا، نجی میڈیا اور متبادل میڈیا۔ ریاستی میڈیا میں ریاست کے کنٹرول شدہ اخبار اور چینلز شامل ہیں جبکہ پرائیویٹ یا نجی میڈیا نجی کاروبار کی طرح ہے جن کے اپنے مفادات اور نجی ڈھانچہ ہوتا ہے۔ متبادل میڈیا میں متبادل ذرائع فیس بک، ٹویٹر اور سکائپ وغیرہ ہیں۔ ریاستی میڈیا پر حکومت سے متعلق اچھی خبریں نشر کی جاتی ہیں۔ نجی میڈیا میں ہمارے ہاں مالک ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ کارکن ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے مگر ہمارے ہاں سب سے زیادہ استحصال اسی کا کیا جاتا ہے۔ یہ باقاعدہ تنخواہ، سیکیورٹی، پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت سے محروم ہیں۔ اس صورتحال کا ایک انتہائی نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ میڈیا انتہا پسندوں کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور یہ انتشار اختراق کے فروغ میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ انتہا پسندانہ طرز فکر اور دوسروں کے خلاف نفرت اور اشتعال پھیلانے میں اس کا کردار گھناؤنا ہے۔

جمہوریت اور انسانی حقوق۔انسانی حقوق اورمعاشی ترقی کے مابین تعلق

فواد حسن

جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں ریاست کے تمام بالغ افراد جنہیں اس ریاست کی شہریت حاصل ہو، انفرادی طور پر اپنی رائے کے ذریعے ایسے افراد کا چناؤ کرتے ہیں جو کہ ایک مقررہ حد تک ان کی ریاست کا انتظام سنبھال سکیں۔ جمہوریت کوئی نئی اصطلاح نہیں ہے۔ قدیم یونان میں اس کا ابتدائی تجربہ ہوا جب غلاموں نے بادشاہ کے اختیارات کے خلاف تنظیمیں بنائیں اور اپنے حقوق کی آواز بلند کی۔ قدیم روم میں بھی جمہوریت کے آثار ملتے ہیں لیکن یہ بہت مختصر سا عمل تھا۔ یورپ کے نشاۃ ثانیہ کے ساتھ ہی جمہوری طرز حکومت سامنے آتا ہے اور یہ ایسا نظام حکومت تھا جس میں عوام اپنے حقوق کی ضمانت چاہتے تھے۔ ایک بہتر جمہوری نظام کی چند خوبیاں درج ذیل ہیں مثلاً ہر شہری کے بنیادی انسانی حقوق اور وسائل کی فراہمی کا تحفظ، آزادی رائے کو یقینی بنانا اور ہر شہری کی انفرادیت کو تسلیم کرنا، معاشرتی عدم برداشت کا خاتمہ اور رواداری کا فروغ، قانون کی عملداری اور بہتر اطلاق اور تمام حقائق اور معلومات تک ہر شہری کی رسائی یقینی بنانا۔

مناسب رہائش، تعلیم، صحت اور روزگار سمیت زندگی کی دیگر بنیادی ضروریات بنیادی حقوق ہیں۔ اور جمہوری حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کے ان بنیادی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ افراد مل کر گروہوں اور ریاست کو تشکیل دیتے ہیں اور ان افراد کی جسمانی و ذہنی صحت کی بہتر نشوونما کسی بھی جمہوری ریاست کے اولین فرائض ہیں۔ صاف پانی کی فراہمی، ہسپتالوں کا قیام، عملہ کی تربیت، تعلیم کے لیے مناسب تعداد میں سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا قیام بہتر نصاب کی تشکیل اور بغیر کسی نسلی، مذہبی اور گروہی تفریق کے ریاست کے ہر فرد تک ان کی ترسیل ریاستی فرائض میں شامل ہیں۔ استحصال کی تمام صورتوں کا خاتمہ کیے بغیر معاشرتی مساوات کا قیام ناممکن ہے۔ مرد و خواتین کے درمیان تفریق و امتیاز ایک عالمگیر مسئلہ ہے۔ خواتین انسانی معاشروں میں ایک طویل عرصے تک دوسرے درجے کی شہری سمجھی جاتی رہی ہیں اور معاشرہ انہیں کم مراعات فراہم کرتا رہا ہے۔ اور جدید جمہوریت جسے لبرل جمہوریت بھی کہا جاتا ہے اس امتیاز و تفریق کے خاتمے کے لیے قابل قدر فیصلے کر چکی ہے۔ ہماری ریاست کو بھی خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے کام کرنا چاہئے۔

پاکستان نے اپنی آزادی کے 65 سالوں کا ایک طویل عرصہ فوجی آمریت کے تسلط میں گزارا ہے جس کی وجہ سے جمہوری عمل شدید متاثر ہوا۔ انسانی حقوق اور معاشی ترقی کا جائزہ کچھ اعداد وشمار سے لگایا جاسکتا ہے۔2010ء تک پاکستان میں 12948 صحت کے ادارے کام کررہے تھے ان میں مریضوں کے لیے بستر کی تعداد 10,4137 تھی اور ہسپتالوں کی کل تعداد 10,4137 تھی۔ کل ڈاکٹرز 14,490 اور 73,244 نرسز تھیں۔ یعنی ہر چار ہزار افراد کے لیے پانچ معالج اور دو نرسز کا تناسب بنتا ہے۔ اس تشویشناک صورتحال کے باوجود صحت کے لیے بجٹ میں خام ملکی پیداوار (G.D.P) کا 2.4 فیصد مختص کیا گیا۔ کل آبادی

> پاکستان نے اپنی آزادی کے **65** سالوں کا ایک طویل عرصہ فوجی اکثریت کے تسلط میں گزارا ہے جس کی وجہ سے جمہوری عمل شدید متاثر ہوا۔

کے صرف 48 فیصد تک صاف پانی کی دستیابی ہے۔ مہنگائی 11.1 فیصد اور بیروزگاری کی شرح 7.5 فیصد ہے۔ پاکستان کی برآمدات کا زر مبادلہ 25.35 ارب جبکہ درآمدات کا 35.82 ارب روپے ہے۔ نتیجتاً پاکستان میں معاشی اور معاشرتی عدم استحکام کی صورت حال شدید ابتر ہوتی جارہی ہے اور اس نے پاکستان کو ناکام ریاستوں میں 12 ویں نمبر پر لاکھڑا کیا ہے جو کہ 2010ء میں 10 ویں نمبر پر تھا۔

رتوڈیرو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے تکثیری اقدار کے فروغ کے لیے انسانی حقوق کی تعلیم کے موضوع کے حوالے سے 12 تا 13 اگست 2014 کو رتوڈیرو، ضلع لاڑکانہ میں 2 روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس کے موضوعات وہی تھے جن کا ذکر پچھلے صفحات پر ہوچکا ہے۔ سہولت کاروں میں ریجنل کوآرڈینیٹر جمیلہ منگی، تحصیل کوآرڈینیٹر عظیم جلبانی، ڈاکٹر برکت جھتیال اور علی حسن مہر اور ندیم عباس شامل تھے۔ اور شرکاء میں خواتین سمیت مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

جمیلہ منگی ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آرسی پی)

اس ورکشاپ کا مقصد پاکستان کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرنا ہے تا کہ ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کیا جاسکے۔ اس وقت پاکستان کو درپیش سب سے سنگین مسئلہ انتہاپسندی ہے جو دیمک کی طرح ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ ایچ آرسی پی نے مختلف اضلاع کے بعد اب تحصیل کی سطح پر بھی ورکشاپ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے تا کہ انتہاپسندی کے تیزی سے بڑھتے ہوئے اثرات سے بچا جاسکے جو ہماری انفرادی واجتماعی زندگی کے لیے مہلک ہیں۔ ملک میں بڑھتی ہوئی انتہاپسندی نے انسانی حقوق کی پامالی اور مذہبی اختلافات میں اضافہ کردیا ہے۔ ہمیں اس وقت رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا چاہئے۔ اس کام میں ہمیں آپ سب کی مدد درکار ہے۔

انتہاپسندی کے انسداد/فروغ میں ریاستی اداروں کا کردار

ندیم عباس

پاکستان میں انتہاپسندی کے نتیجے میں 9 ستمبر 2001 سے لے کر 2013 تک 49,000 ہزار افراد مارے جاچکے تھے۔ 24,000 افراد 2001 سے 2008 کے دوران مارے گئے جبکہ 25,000 لوگ 2008 سے 2013 کے دوران ہلاک ہوئے۔ گزشتہ 5 برسوں (2008-2013) میں بم دھماکوں اور خودکش حملوں کے باعث 5152 پاکستانی شہری ہلاک جبکہ 5,678 زخمی ہوئے۔ قبائلی علاقوں میں امن کمیٹیوں کے 200 سے زائد اراکین شدت پسندوں کے ٹارگٹ حملوں میں اپنی زندگی سے محروم ہوئے اور 275 اراکین ایسے ہی حملوں میں زخمی ہوئے۔

فوج سمیت سیکیورٹی فورسز کے 15681 نوجوانوں کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا ہے جبکہ اسی عرصہ کے دوران 3051 شدت پسند ہلاک اور 1228 زخمی ہوئے۔ متذکرہ بالا اعداد وشمار پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے 27 مارچ 2013 میں سپریم کورٹ میں جمع کروائے تھے۔ مگر 2014 میں ہلاک شدگان کی تعداد 52000 سے بڑھ چکی ہے اور 57000 سے زائد افراد زخمیوں کی فہرست میں شامل ہیں۔

اس کے علاوہ اسی رپورٹ میں بتایا گیا کہ طالبان نے 2009 سے 2013 تک خیبر پختونخوا میں 1330 سکول اور کالج تباہ کیے تھے۔ علاوہ ازیں جزوی تباہ شدہ یا غیر فعال سکولوں کی تعداد 829 تھی۔ اس کے علاوہ 149 سکول سیکیورٹی کی ابتر صورتحال کی وجہ سے بند کردیے گئے تھے۔

'بین الاقوامی بے دخل نگرانی سنٹر' (آئی ڈی ایم سی) کی 2013 کی رپورٹ کے مطابق 2004 سے 2013 کے دوران تقریباً 5 ملین (پچاس لاکھ) افراد شمالی پاکستان میں مسلح کشیدگی کے باعث اپنے گھروں سے بے دخل ہونے پر مجبور ہوئے تھے۔ جبکہ 2014 میں شمالی وزیرستان سے تقریباً ایک ملین (100000) لوگ بے گھر ہوئے ہیں۔

پاکستان کی پہلی "قومی اندرونی سلامتی پالیسی" کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ دس برسوں کے دوران ملکی معیشت کو 78 ارب ڈالر کا خسارہ برداشت کرنا پڑا ہے۔ جبکہ "معاشی سروے پاکستان 2013-2014،" کے مطابق پچھلے 13 سالوں میں دہشت گردی کے واقعات کی وجہ سے ملک کو 8264.4۔ارب روپے کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔گزشتہ دس برسوں میں دنیا کی 50 کروڑ آبادی غربت کی لکیر سے اوپر آئی ہے مگر ہم نے مزید نیچے کی جانب سفر کیا ہے۔

سیاحت پاکستان کی آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھا۔ سالانہ لاکھوں سیاح پاکستان کا رخ کرتے تھے۔'ورلڈ اکنامک فورم سفر و سیاحت مقابلہ جاتی گوشوارہ'2013 کے مطابق سیاحت کے حوالے سے پاکستان کا نمبر 140 مما لک میں 122 ہے۔ایتھوپیا اور کیمرون میں پاکستان کی نسبت زیادہ غیر ملکی سیاح جاتے ہیں۔

3 مارچ 2009 کو دہشت گردوں نے لاہور میں سری لنکن ٹیم پر حملے نے پاکستان میں سپورٹس کے تابوت پر آخری کیل ٹھونکنے کا کام کیا۔اُس کے بعد تا حال کسی غیر ملکی کرکٹ ٹیم نے پاکستان کا دورہ نہیں کیا۔

غرض تعلیم، سیاست،معیشت، سیاحت، سپورٹس سمیت تمام شعبے انتہا پسندی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں اور انتہا پسندی ہی کی وجہ سے آج ہم "دنیا بدری" کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔ ماضی میں ہمارے بہت قریبی دوست سمجھے جانیوالے مما لک بھی اب ہماری طرف انگلیاں اٹھا رہے ہیں۔جنوری 2014 میں ایران نے دھمکی دی تھی کہ اگر پاکستانی حکومت نے ان کے مغوی سیکیورٹی اہلکاروں کو رہا نہ کروایا جنہیں شدت پسندوں نے بلوچستان۔ایران بارڈر پر اغواء کیا تھا تو ایرانی فورسز بلوچستان داخل ہونے پر مجبور ہونگی۔چین کا کہنا ہے کہ صوبہ زنجیانگ میں ہونیوالی دہشت گردی کے پیچھے پاکستان سے دراندازی کرنے والے شدت پسندوں کا ہاتھ ہے۔ جنہیں پاکستانی حکومت کنٹرول نہیں کر رہی۔

متذکرہ بالا صورتحال کو مدنظر رکھ کر اگر کہا جائے کہ انتہا پسندی ہمارے ملک کے لیے آج سب سے بڑا خطرہ ہے اور شدت پسندوں سے بڑھ کر ہمارا کوئی دشمن نہیں تو مبالغہ آرائی نہیں ہوگی۔

یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ ہمارے ریاستی اداروں نے اس ساری صورتحال میں کیا کردار ادا کیا ہے۔

عدم رواداری، شدت پسندی اور دہشت گردی کے فروغ میں سول و ملٹری بیوروکریسی اور عدلیہ سمیت تمام سرکاری ادارے شامل تھے۔مگر اس کی ابتدا ہماری آئین ساز اسمبلی نے رکھی تھی۔ چنانچہ مذہبی شدت پسندی ہمارے بہت سے آئینی، قانونی و انتظامی اقدامات کا نتیجہ ہے۔

اسمبلی نے 1949 میں قرارداد مقاصد منظور کر کے نہ صرف سیاست میں مذہب کو ملوث کیا بلکہ سیاست کو مذہب کے تابع کر کے ملکی نظام کی ڈرائیونگ سیٹ پر اُن مذہبی قوتوں کو بٹھا دیا جو ایک طرف تو عدم رواداری کے رجحانات کو آئینی و قانونی ذرائع سے مرکزی سیاسی دھارے میں لائے اور دوسری طرف ان تشدد پسندوں کو جنم دیا جو آج ملکی عوام اور ریاستی اداروں کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔

قوم کے ایک طبقے کو 'اقلیت' قرار دے کر قومی ہم آہنگی

> پاکستان میں انتہا پسندی کے نتیجے میں **9** ستمبر **2001** سے لے کر **2013** تک **49,000** ہزار افراد مارے جا چکے تھے۔ **24,000** افراد **2001** سے **2008** کے دوران مارے گئے جبکہ **25,000** لوگ **2008** سے **2013** کے دوران ہلاک ہوئے۔ گزشتہ **5** برسوں **(2008-2013)** میں بم دھماکوں اور خودکش حملوں کے باعث **5152** پاکستانی شہری ہلاک جبکہ **5,678** زخمی ہوئے۔ قبائلی علاقوں میں امن کمیٹیوں کے **200** سے زائد اراکین شدت پسندوں کے ٹارگٹ حملوں میں اپنی زندگی سے محروم ہوئے اور **275** اراکین ایسے ہی حملوں میں زخمی ہوئے۔

اور یکجہتی پر کاری ضرب لگائی گئی اور شدت پسندوں کے لیے قوم کی غیر مسلم آبادی کو نشانہ بنانے کی راہ ہموار کی گئی۔ ریاستی اقتدار اعلیٰ عوام کو دینے سے انکار کر کے ملائیت کے نفاذ کے لیے سیاسی فضا سازگار بنائی گئی۔ جب ایک کمیونٹی کو جبر و تشدد کا نشانہ بنانے اور اس کے بنیادی حقوق چھیننے کے لیے اس پر 'اقلیت' کا لیبل چسپاں کرنے کا تجربہ کامیاب ہو گیا تو اس تجربے کو توسیع دینے کا فیصلہ کیا گیا اور نتیجے میں 1950 کی دہائی میں تمام احمدیوں کو سرکاری عہدوں سے ہٹانے اور انہیں اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سامنے آیا۔ احمدی مخالف پرتشدد مظاہرے کیے گئے۔ ملک سیاسی عدم استحکام کا شکار ہوا۔ لاہور میں پاکستان کی تاریخ کا پہلا مارشل لاء لگا اور فوج کی سیاست میں مداخلت کی ابتدا ہوئی۔ پہلے وزیر اعلیٰ اور پھر وزیر اعظم کو ان کے عہدوں سے ہٹا دیا گیا جس سے شر پسندوں کو پیغام ملا کہ پرتشدد کارروائیوں کا استعمال مطالبات منوانے کے لیے سب سے بہتر ذریعہ ہے۔مگر اس بار بھی پارلیمان نے ان کے آگے گھٹنے ٹیکے اور 1974 میں احمدیوں پر غیر مسلم ہونے کی مہر ثبت کی اور پاکستان کو 'مسلمان' کی سیاسی تعریف متعین کرنے والے پہلے اور شاید آخری اسلامی ملک ہونے کا درجہ حاصل ہوا۔ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے بعد اُنہوں نے 1986 میں شیعوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کا مطالبہ کیا۔(1986 میں پاکستان کے تمام دیو بند علماء نے فتویٰ جاری کر کے شیعوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا)

انتہا پسندی کا ایک بہت بڑا سبب 'تضحیک مذہب قانون' ہے جو جنرل ضیاالحق نے 1984 میں متعارف کروایا۔ 2014ء اب تک 1300 سے زائد افراد کو اس قانون کے تحت گرفتار کیا جا چکا ہے اور کم از کم 32 افراد کو گرفتار کرنے کے بعد قتل کیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں بلوائی حملوں میں سینکڑوں احمدیوں، مسیحیوں اور ہندوؤں کو قتل کیا جا چکا ہے۔

ملک میں مذہبی شدت پسندی کا ایک بنیادی سبب فرقہ وارانہ مذہبی تنظیمیں ہیں۔ 2002 میں بین الاقوامی دباؤ کے تحت انہیں کالعدم قرار دیا گیا تاہم وہ اب بھی مختلف ناموں سے غارت گری میں سرگرم عمل ہیں۔

پورے ملک کو یرغمال بنانے والے دہشت گردوں کے ساتھ حکومت کے نام نہاد 'معاہدوں کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔ 'تحریک نفاذ شریعت محمدی' 1992 میں قائم ہوئی تھی اور اسی وقت اس کے ساتھ نبٹا جانا ضروری تھا مگر حکومت نے 1994 میں صوفی محمد کے ساتھ امن معاہدہ کر کے اس دہشت گرد تنظیم کے وجود کو ہی قانونی حیثیت دے دی۔ دہشت گردوں کے ساتھ نام نہاد امن معاہدوں کا سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا۔اپریل 2004 میں نیک محمد کے ساتھ 'شکائی امن معاہدہ' فروری 2005 میں بیت اللہ محسود کے ساتھ 'سراروغہ امن معاہدہ'،اور مئی 2008 میں 'سوات امن معاہدہ' شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے ان کے ساتھ غیر تحری معاہدے بھی کیے۔شمالی وزیرستان میں طالبان کمانڈر حافظ گل بہادر، باجوڑ ایجنسی کے طالبان کمانڈر فقیر محمد اور خیبر ایجنسی میں 'لشکر اسلام' کے سربراہ منگل باغ کے ساتھ غیر تحریری معاہدے کیے۔ان معاہدوں کی ایک بنیادی شق یہ تھی کہ مذکورہ دہشت گردوں کے گرفتار شدہ ساتھیوں کو رہا کیا جائے گا، فوجی کارروائی میں ان کا جو مالی نقصان ہوا ہے اس کا ازالہ کیا جائے گا اور مستقبل میں انہیں نشانہ نہ بنایا جائے۔ اور بدلے میں دہشت گردان علاقوں میں سکیورٹی فورسز کے اہلکاروں کو نشانہ نہیں بنائیں گے۔ طالبان ان معاہدوں سے مزید طاقتور ہو گئے۔ مذکورہ علاقوں

میں دہشت گردوں کی رٹ تسلیم کر لی گئی تو انہوں نے اپنے کئی مخالفین کا بے دریغ قتل کیا اور متعدد قبائلی خوف کے مارے دہشت گردوں کے ساتھ مل گئے۔ جب دہشت گرد اس نظام کو تسلیم ہی نہیں کرتے جس کو بچانے کے لیے آپ ان سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مذاکرات کا ایجنڈا کیا ہوتا تھا۔

حکومت نے متعدد بار زیر تحویل خطرناک دہشت گردوں کو رہا کیا ہے۔ ستمبر 2013 میں طالبان کے نائب سربراہ عبدالغنی کو رہا کیا گیا۔ دسمبر 2010 میں فوج نے دہشت گرد تنظیم، 'حرکت الجہاد الاسلام" کے سربراہ اورالقاعدہ کے کمانڈر قاری سیف اللہ کو چھوڑ دیا۔ قاری سیف اللہ پر 1993 میں بے نظیر کی حکومت کا تختہ الٹنے، 2003 میں مشرف پرویز پر قاتلانہ حملہ کرنے، 2007 بے نظیر پر قاتلانہ حملہ کرنے سمیت متعدد الزامات عائد ہوتے رہے ہیں۔ اپریل 2014 میں حکومت نے طالبان سے تعلق رکھنے والے 16 دہشت گردوں کو رہا کیا۔ اس کے بعد 13 اورمشتبہ دہشت گردوں کو رہا کیا تا کہ طالبان کو خیر سگالی کا پیغام دیا جا سکے۔ جبکہ طالبان سکیورٹی اہلکاروں کے گلے کاٹ کر حکومت کو خیر سگالی کا پیغام دیتے ہیں۔

پولیس سمیت قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کے شدت پسندوں کے ساتھ روابط کی خبریں بھی منظر عام پر آتی رہتی ہیں۔

ستمبر 2014 میں انسپکٹر جنرل پنجاب پولیس نے ڈپٹی ڈائریکٹر ایلیٹ فورس، ایس پی کامران عادل کو معطل کر دیا۔ اس کے گھر سے انٹیلی جنس اداروں کے اہلکاروں نے اس کے بھائی حماد عادل کی گاڑی سے دھماکہ خیز مواد برآمد کیا تھا۔ حماد عادل شدت پسندی کی تربیت بھی لے چکا تھا مگر ایس پی صاحب نے سب کچھ جانتے ہوئے نہ صرف اس چیز کو چھپایا بلکہ اسے اپنے گھر میں پناہ دے رکھی۔ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ شجاع احمد پاشا نے کہا، " مئی 2010 میں لاہور میں احمدی عبادت گاہ پر حملہ کرنیوالوں کو پنجاب پولیس نے تحفظ دیا تھا۔ حتی کہ پولیس نے حملہ آوروں کا رخ اس ہسپتال کی طرف کیا جہاں زخمیوں کو منتقل کیا گیا تھا۔ 2012 میں دہشت گردوں نے بنوں سنٹرل جیل پر حملہ کر کے 384 دہشت گرد فرار کروا لیے۔ ان میں بعض انتہائی خطرناک دہشت گرد بھی شامل تھے۔ اس وقت کے وزیر داخلہ نے کہا، "حملہ آوروں کو جیل کے اندر سے ملنے والی معاونت کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح جولائی 2013 میں ڈی آئی خان جیل پر تحریک طالبان پاکستان کا حملہ ہوا۔ 248 قیدی فرار ہوئے۔ پولیس 4 گھنٹے بعد جائے وقوعے پر پہنچی تھی اور جیل سٹاف خطرناک دہشت گردوں سمیت مزاحمت ہی نہیں کی تھی۔ اقلیتوں پر بلوائی حملوں کے لیے پولیس کو حملہ آوروں جتنا ہی قصوروار تصور کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہر واقعے میں پولیس نے حملہ آوروں کو روکنے کی بجائے خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے کو ترجیح دی ہے۔

اس حوالے سے بالخصوص ہماری ماتحت عدلیہ کا کردار بھی حوصلہ افزاء نہیں رہا۔ 2007 سے اکتوبر 2014 تک

> اس حوالے سے ہماری عدلیہ کا کردار بھی حوصلہ افزاء نہیں رہا۔ **2007** سے اکتوبر **2014** تک عدالتوں نے **1964** مشتبہ دہشت گردوں کو رہا کیا جن میں سے **722** دوبارہ دہشت گرد تنظیموں میں شامل ہوگئے جبکہ **1197** مختلف ریاست مخالف سرگرمیوں میں شریک ہیں۔

عدالتوں نے 1964 مشتبہ دہشت گردوں کو رہا کیا جن میں سے 722 دوبارہ دہشت گرد تنظیموں میں شامل ہوگئے جبکہ 1197 مختلف ریاست مخالف سرگرمیوں میں شریک ہیں۔ رہائی پانے کے بعد 12 دہشت گرد ہلاک ہوئے۔ 4 قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کا نشانہ بنے جبکہ 8 پاکستانی سکیورٹی فورسز کی کارروائی کی بھینٹ چڑھے۔

سانحہ گوجرہ، قصور، گڑھی شاہو لاہور، ماڈل ٹاؤن لاہور، بادامی باغ لاہور اور پیپلز کالونی گوجرانوالہ کے مجرموں کو ابھی تک سزا نہیں ہوئی۔ کوٹ غلام محمد، سندھ میں تین مندروں پر دھاوا بولا گیا۔ بدین، حیدرآباد اور تھرپارکر میں بھی شر پسندوں نے مندروں پر حملہ کیا تھا۔ کسی مجرم کو عدالت سے سزا نہیں ہوئی۔

احمدیوں نے پارلیمان اوردیگر اداروں سے مایوس ہوکر عدلیہ کی طرف رجوع کیا۔ انہوں نے وفاقی شرعی عدالت سے استدعا کی کہ 1984 میں ضیاء کا نافذ کردہ آرڈیننس قرآن و سنت سے متصادم ہے لہذا اسے کالعدم قرار دیا جائے مگر عدالت نے 'مجیب الرحمان بنام حکومت پاکستان' مقدمے میں مذکورہ آرڈیننس کو قرآن و سنت کے مطابق قرار دیا۔

شرعی عدالت سے مایوس ہوکر وہ بنیادی حقوق کے تحفظ کی ذمہ دار سپریم کورٹ میں گئے۔ اپیل دائر کی گئی کہ 1984 کا آرڈیننس مذہبی اقلیتوں کے بنیادی حقوق کے منافی ہے۔ اس لیے اسے منسوخ قرار دیا جائے مگر سپریم کوٹ نے 3 جولائی 1993 کو اپنے فیصلے میں متذکرہ آرڈیننس کو جائز قرار دیا۔ ہمارے تمام ادارے سیاسی و قانونی امور کو مذہب کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ انتہا پسندی کے انسداد کے لیے ضروری ہے کہ اداروں کو مذہب زدہ ہونے سے بچایا جائے، آئین و قوانین میں اصلاحات لائی جائیں۔ دہشت گردوں کے لیے نرم گوشہ ختم کیا جائے اور دہشت گردوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کی جائے۔

مذہب کی من مانی تشریح انتہا پسندوں کا ہتھیار

برکت علی جھتیال

11 اگست 1947 کو قانون ساز اسمبلی میں قائد اعظم نے واضع الفاظ میں کہا تھا کہ آپ کا تعلق کسی بھی ذات یا مسلک سے ہو، ریاست کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ آپ سب اپنی عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں۔ مگر بد دیانتی اور منافقت کی بنا پر اس دور کے حکمرانوں نے قائد اعظم کی تقریر کو سنسر کر دیا۔ مذہب انسان کا ذاتی مسئلہ ہے اور ریاست کے معاملات میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ آج پاکستان میں مسلمان فرقہ بندی کا شکار ہو چکے ہیں اور اقلیتیں عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ عدم برداشت اور عدم رواداری کی وجہ سے انتہا پسندی بڑھ رہی ہے۔ جب پاکستان کو عوامی جمہوریہ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان قرار دیا گیا تو 1953 میں پہلا مذہبی فساد اس موقع پر ہوا تھا جب مجلس احرار کی احمدی عقائد رکھنے والوں کے خلاف تحریک تشدد کا رنگ اختیار کر گئی تھی اور لاہور میں امن و امان برقرار رکھنے کے لئے مارشل لاء نافذ کرنا پڑا تھا۔ ان فسادات کے بعد عدالتی تحقیقات کے دوران جسٹس منیر احمد اور جسٹس رستم کیانی پر مبنی عدالتی کمیشن نے مسلمانوں کے مختلف مسالک کے علماء کو عدالت میں طلب کر کے ان سے اسلام کی تعریف پیش کرنے کو کہا تھا۔ ان دونوں جج صاحبان نے رپورٹ میں کہا تھا کہ کافی دنوں کی بحث کے بعد بھی تمام مسلم فرقے اسلام اور مسلمان کی تعریف پر متفق نہیں ہو سکے۔ اس کے بعد جنرل ضیاء الحق کے دور میں پاکستان کی صورتحال مزید بحران کا شکار ہوئی۔ ضیاء الحق نے پاکستانی معاشرے کو اپنی خواہش کے اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی اور معاشرے کو فرقہ وارانہ بنیاد پر تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف امریکہ کی مسلط کردہ جنگ میں پاکستان کے ملوث ہونے کی وجہ سے حالات بد سے بدتر ہوگئے۔ اور نعرہ جہاد پر جنگ شروع کی جس کے اثرات آج بھی موجود ہیں۔ پاکستان فرقوں میں

بٹ گیا ہے اور مذہبی شدت پسندی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس وجہ سے قتل و غارت بڑھ گئی ہے۔ ہمارا مذہب امن و سلامتی کا درس دیتا ہے لیکن انتہا پسندوں نے اپنے مذہب کی من مانی شروع کرنا شروع کر دی جس کی وجہ سے شدت پسندی کو فروغ ملا ہے۔

جمہوریت اور انسانی حقوق،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

جمیلہ منگی ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آر سی پی)

جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جس میں عام آدمی کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کا حق ہوتا ہے۔اس نظام حکومت میں شہریوں کو نظام حکومت میں بلا واسطہ یا بالواسطہ شمولیت کے ذریعے سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی سرگرمیوں کی مکمل آزادی کی ضمانت ملتی ہے۔ جب ہم جمہوریت کی بات شروع کرتے ہیں تو سیاسی جماعتوں کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے کیونکہ سیاسی جماعتوں کی موجودگی کے بغیر جمہوریت قائم نہیں ہو سکتی اور جمہوریت کے بغیر سیاسی جماعتیں کام نہیں کر سکتیں ۔ جمہوریت کا آغاز تقریباً 350 سال قبل یورپ میں ہوا تھا اور سیاسی جماعتوں کی تاریخ 200 برس پرانی ہے۔ یورپ میں جب نشاۃ ثانیہ کی تحریک چلی تو اس سے عام آدمی کو علم تک رسائی ہوئی اور جمہوریت کا ارتقاء ہوا۔ اس کے بعد اصلاح کلیسا کی تحریک چلی جس کے باعث مذہب اور ریاست کی علیحدگی ہوئی اور چرچ کا مذہب پر سے تسلط ختم ہوا۔ ان دو تحریکوں کے نتیجے میں یورپ میں صنعتی انقلاب آیا جس کی بدولت وہاں ایک صنعتی متوسط طبقہ وجود میں آیا۔

انسانی حقوق کی عالمی تحریک کی ابتداء عالمی جنگوں کے بعد ہوئی جب اقوام متحدہ کا ادارہ وجود میں آیا جس نے 10 دسمبر 1948ء کو اپنی جنرل اسمبلی کے پہلے اجلاس میں منظور کی جانے والی قرارداد میں اعلان کیا کہ ہم باشندگانِ اقوام متحدہ اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ آنے والی نسلوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے نجات دلائیں گے اور مساویانہ حقوق کی توثیق کرتے ہیں۔ جس کے بعد 10 دسمبر 1948ء کو جنرل اسمبلی کی منظور شدہ قرارداد کے تحت انسانی حقوق سے متعلق جو اعلان کیا گیا اسے انسانی حقوق کا عالمی منشور کہا جاتا ہے یہ منشور 30 دفعات پر مشتمل ہے

جمہوریت، معاشی ترقی اور انسانی حقوق کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ تینوں مل کر معیاری زندگی، امن وامان اور انصاف کی فراہمی یقینی بناتے ہیں۔ اگر کسی ریاست میں صحیح معنوں میں جمہوریت کا اطلاق ہوگا تو وہاں کے لوگوں کو تمام تر بنیادی حقوق فراہم ہوں گے جیسا کہ آزادانہ زندگی گزارنے کا حق، غلامی سے آزادی کا حق، نظریہ اور عقیدے کی آزادی کا حق، صنفی شناخت کی آزادی کا حق، صحت و تعلیم و خوراک کے حقوق وغیرہ۔ کسی بھی جمہوری ملک کی ترقی کا انحصار اس کی معیشت پر بھی ہوتا ہے۔ دنیا کے وہ تمام ممالک جنہوں نے اپنے ہاں جمہوریت کے تصور کو رائج کیا وہاں معیشت خوب پھولی پھلی۔ اگر ہم جمہوری ممالک کی مثال سامنے رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں جمہوریت مضبوط ہوگی وہیں لوگوں کو انسانی حقوق میسر ہوں گے اور جب انسانی حقوق کی دستیابی ہوگی تو معاشی ترقی بھی یقینی ہوگی۔ ہر انسان کو اپنا حق ملے تو معاشرہ پر امن رہے گا۔ جب ملک میں امن ہوگا تو عالمی برادری اور سرمایہ کار ملک میں سرمایہ کاری کریں گے اور ملک میں خوشحالی آئے گی۔ جمہوری ممالک میں جہاں انسانی حقوق کے نکات پر کاربند رہا جاتا ہے وہاں معاشی ترقی کا نیا باب بھی کھل جاتا ہے۔

> **11** اگست **1947** کو قانون ساز اسمبلی میں قائد اعظم نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ آپ کا تعلق کسی بھی ذات یا مسلک سے ہو، ریاست کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ آپ سب اپنی اپنی عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں۔

حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

علی حسن مہر

ہر انسان کو بنیادی حقوق حاصل ہیں جن میں سانس لینے کا حق، سوچنے کا حق، مل کر بیٹھنے کا حق، معلومات لینے کا حق، تعلیم کے حصول کا حق، اور خوشگوار زندگی گزارنے کا حق شامل ہیں۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں انسانی جانوں کے ضیاع کے بعد تمام اقوام نے رنگ ونسل اور علاقائی تعصّبات سے بالاتر ہو کر ایک ایسا مسودہ تیار کیا جس کو اقوام متحدہ کے عالمی منشور کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس منشور میں انسانی وقار کو پہلی شق میں رکھا گیا ہے۔ پاکستان اس وقت معاشی استحصال کے دہانے پر کھڑا ہے اور اس کی بنیادی وجہ کمزور جمہوری نظام اور بڑھتی ہوئی انتہا پسندی ہے۔ ابھی تک ملک میں بنیادی حقوق کی اصطلاح سے عوام پوری طرح واقف نہیں ہیں کہ ہمارے حقوق ہیں کیا؟ اور وہ استعمال کیسے کئے جا سکتے ہیں۔ سول سوسائٹی کو چاہئے کہ وہ عوام کو بنیادی حقوق کے تصور سے روشناس کرے اور حقوق کی فراہمی کے لیے مناسب اقدامات کرے۔ پاکستان میں انسانی حقوق اور جمہوریت کے فروغ کے لیے ایک باقاعدہ حکمت عملی تشکیل دینے کی ضرورت ہے جس کے مطابق کام کر کے ہم اس تحریک کو اپنے ملک میں متعارف کروا سکتے ہیں۔

احمد پور شرقیہ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے 19-20 اگست 2014ء کو احمد پور شرقیہ میں ''تکثیری اقتدار کے فروغ اور انسانی حقوق کی تعلیم'' کے عنوان پر دوروزہ ورکشاپ کا انعقاد کیا جس میں انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، مذہبی و مسلکی رواداری کا فروغ اور نفرت و تعصب کے انسداد کیلئے لائحہ عمل، میڈیا کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار کے موضوعات پر روشنی ڈالی گئی۔ دو وڈیو ڈاکومنٹریز بھی شامل تھیں جن میں بین المذاہب ہم آہنگی اور توہین رسالت کے قانون کا غلط استعمال دکھایا گیا۔ تحصیل احمد پور شرقیہ سے مختلف مکاتب فکر کے صحافیوں، دانشوروں، اساتذہ و طلباء پر مشتمل آٹھ خواتین سمیت 28 افراد نے شرکت کی۔

ورکشاپ کے اغراض و مقاصد

عون محمد

نے واضح کیا کہ پاکستان کو آج بین الاقوامی سطح پر شدید تنقید کا سامنا ہے اور اس کی وجہ بڑھتی ہوئی انتہا پسندی ہے۔ کچھ مخصوص گروہ اپنے مفادات کے حصول کیلئے انتہا پسندی کے فروغ میں سرگرم ہیں۔ عنوانات کا ذکر کر کے انہوں نے کہا کہ آپ نے ورکشاپ میں سیکھی گئی انسانی حقوق کی تعلیم کو اپنے گھر، خاندان، سوسائٹی میں دوسروں تک پہنچانا ہے۔

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

انسانی حقوق کے فروغ سے پہلے ہمیں دلیل کے ساتھ

ہمارے حقوق کا پتہ ہونا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ کس سے مانگ رہے ہیں اور جس سے مانگ رہے ہیں اس کو اختیار بھی ہے؟ دوسری جنگ عظیم میں جب 6 کروڑ لوگ مارے گئے تو ذی شعور انسانوں نے ان المیوں کی وجوہات کو سمجھنے کی کوشش کی۔ دنیا بھر کے حکمرانوں نے فیصلہ کیا کہ آج کے بعد انسانی جان کا تحفظ کرنا ہے اور علاقائیت چھوڑ کر عالمگیریت اختیار کرنی ہے۔تب دنیا بھر کے انسانوں کیلئے انسانی حقوق کا عالمی منشور پیش کیا گیا۔یہ عالمی منشور30 نکات پر مشتمل ہے۔دنیا کے 201 مما لک ان حقوق کی تعمیل کے پابند ہیں۔ ہمارے آئین میں بھی ان انسانی حقوق کی فراہمی پر عملدرآمد شامل ہے لیکن ان پر عمل نہیں ہورہا۔

عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کے کردار کے حوالے سے مسئلہ یہ ہے کہ حق دینے والا دے نہیں رہا اور لینے والا مانگ نہیں رہا۔ اگر انسانی حقوق کی تعلیم کو سلیبس میں شامل کر کے اجتماعی شعور بیدار کیا جائے تو جاننے کے حق سے آگاہی پیدا کی جائے۔آرٹیکل 19 (اے) کے تحت معلومات پر رسائی کا حق سب کو ہے۔اب ہر کوئی ادارے کے سربراہ کو درخواست دے کر معلومات لے سکتا ہے اگر سربراہ ادارہ انکار کردے تو صوبائی پھر وفاقی محتسب کو وہی درخواست دیں۔مگر کرے کون؟ ہمارا کلچر اور رویے بن گئے ہیں لیکن ہمیں سوچ بدلنی ہوگی یہ جاننا ہوگا کہ ہمارا پیسہ کہاں استعمال ہورہا ہے؟ انسانی حقوق کے سرگرم کارکن کی حیثیت سے یہ ہمارا فرض ہے مگر لڑائی سے نہیں یہ سب دلیل سے کرنا ہے۔اور جلد یہ اقدام کرنے ہیں۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

ابرار بیگ

تمام مذاہب کے انسانوں کی بنیادی ضروریات ایک جیسی ہیں اور سب برابر ہیں۔طرز حیات میں تبدیلی سے انسان تقسیم ہوتا ہے اور طرز فکر میں تبدیلی انسان کو اکٹھا ہونے نہیں دیتی۔ جو قومیں حکمران ہوا کرتی ہیں طرز حیات بھی انہی کا چلتا ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں غیر ملکی حکمرانوں آج کے حکمرانوں کا طرز حیات اپنایا جارہا ہے۔ایک وقت تھا کہ یورپ کے لوگ ہمارا کلچر اپنانا پسند کرتے تھے۔ اسپین میں قرطبہ یونیورسٹی کی وہی حیثیت تھی جو آج آکسفورڈ یونیورسٹی کی ہے۔جرمنی کا شہزادہ قرطبہ یونیورسٹی پڑھنے آیا تو طرز زندگی مسلمانوں جیسا بنالیا یہاں تک کہ پوپ نے اس کے خلاف فتوی دے دیا۔ہم نے اپنا طرز فکر یورپ سے مستعار لیا ہے۔ تعلیم کے دو شعبے ہیں۔نیچرل سائنسز اور سوشل سائنسز۔نیچرل سائنس انسانی زندگی میں مادی ترقی پیدا کرتی ہے جبکہ سوشل سائنس انسانی ذہن و کردار کی تربیت کرتی ہے اور انسان کو انسانیت سے نوازتی ہے۔انسان دوسروں کیلئے جینا سیکھتا ہے۔ ہمارا نظام تعلیم بے حس ہوچکا ہے۔پاکستان بننے کے بعد ہمارا نظام تعلیم اور ادارے بنے مگر یہ معاشرے کو کچھ نہیں دے رہے۔آج تشدد کی وجہ جہالت ہے۔مذہبی طبقہ تناؤ پیدا کر کے انتشار پیدا کرتا ہے۔کافر ہوں یا مسلمان۔ایک ملک میں سب بھائی بھائی ہوتے ہیں۔تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم ضروری ہے مگر فرائض کو بھی نظرانداز نہ کیا جائے۔

> جمہوریت ،معاشی ترقی اور انسانی حقوق کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ تینوں مل کر معیاری زندگی ،امن و امان اور انصاف کی فراہمی یقینی بناتے ہیں۔اگر کسی ریاست میں صحیح معنوں میں جمہوریت کا اطلاق ہوگا تو وہاں کے لوگوں کو تمام تر بنیادی حقوق فراہم ہوں گے

مذہبی و مسلکی رواداری کا فروغ اور نفرت تعصب کے انسداد کیلئے لائحہ عمل

افضل بیگ

پاکستان کے مذاہب کی بات کریں تو عیسائیت ،اسلام ، ہندومت اور بدھ مت ان چار میں سے ایک اختیار کرنا تھا۔لیکن اسلام میں صرف حنفی ، مالکی ،شافعی ،حنبلی یہ سنیوں کی چار اقسام اور دوسرے اہل تشیع ، پھر امام ابو حنیفہ کے مقلدین کے بالمقابل غیر مقلد آئے اور اہلحدیث کہلائے ۔ برصغیر پاک و ہند میں 1200 سال تک حنفی رہنے والے لوگ انگریزوں کے دور میں دیو بندی، بریلوی میں تقسیم ہوگئے۔کچھ لوگ اسے انگریزوں کی سازش کہتے ہیں۔جبکہ 70 سال ہوگئے انگریزوں کو گئے اب ان کو اکٹھا ہونے کو کس نے روکا ہے؟ یہ تو مذہبی تقسیم ہے معاشرتی طور پر ہم برادریوں اور لسانی طور پر بولیوں یا زبانوں میں تقسیم ہیں۔ مذہبی تقسیم تو اس حد تک چلی گئی ہے کہ اب دیو بندی ، بریلوی کے بعد روحانی سلسلے کا تعارف بھی کرانا پڑتا ہے۔ہم ایسے معاشرے میں جی رہے ہیں جہاں برداشت نہیں ہے بلکہ تصادم ہے۔ اس ماحول میں جینے کیلئے رواداری، تحمل اور بڑے دل کی ضرورت ہے۔مگر آج تو مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ ماتھے پر بندوق رکھ کر مسلک ماننے کا کہا جارہا ہے۔مسجد نبوی تو عیسائیوں کے رہنے سے ناپاک نہیں ہوتی تھی لیکن ہماری مساجد آج غیر مسلک والے کے آنے سے ناپاک ہوجاتی ہیں کیوں؟

ناخواندگی ،طبقاتی اونچ نیچ ،خودغرضی ،موروثیت ،سیاسی مقاصدان وجوہات میں شامل ہیں۔دیو بندی ، بریلوی ،سپاہ صحابہ اور اہل تشیع سب ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں تو مسلمان کتنے ہیں؟ دعوت اسلامی، تبلیغی جماعت وغیرہ لیکن ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ پیداوار کیا نکل رہی ہے؟ اور اب تو حکومت نے ان فرقوں کو ٹی وی چینلز کی بھی اجازت دے دی ہے۔دیو بندیوں نے ٹی وی پر تقاریر شروع کردی ہیں۔دعوت اسلامی کا چینل شروع ہوگیا اور وہابی نے پیغام ٹی وی بنا لیا۔اب تصویر حرام والا مسئلہ کہاں گیا؟ ہر مسلک کا اپنا عسکری ونگ ہے۔

میڈیا کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

حفیظ بزدار

لفظ میڈیا جو میڈیم سے نکلا ہے یعنی ہر وہ ذریعہ جس سے خبر دوسروں تک پہنچے میڈیا کہلاتا ہے۔اس کی 3 بنیادی اقسام (1)ریاستی میڈیا(2)پرائیوٹ میڈیا(3)متباد ل میڈیا۔ریاستی میڈیا میں ریاست کے کنٹرول شدہ اخبار اور چینلز شامل ہیں جبکہ پرائیویٹ یا نجی میڈیا نجی کاروبار کی طرح ہے ان کے اپنے مفادات اور ڈھانچہ ہوتا ہے ۔اور متبادل میڈیا میں متبادل ذرائع، فیس بک،ٹویٹر اور سکائپ وغیرہ ہیں اور ان کا کمانڈ اور کنٹرول لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ریاستی میڈیا پر حکومت کی کارکردگی کی اچھی خبریں ملتی ہیں جبکہ پرائیوٹ میڈیا پر ہمارے ملک میں نجی میڈیا کے مالکان ہی سب کچھ ہوتے ہیں۔کارکن ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے لیکن سب سے زیادہ استحصال اسی کا کیا جاتا ہے ۔ہمارے صحافی باقاعدہ تنخواہ،سیکیورٹی، پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت ،غیر جانبداری سے محروم رہتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میڈیا جس کو معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بننا چاہئے ،رائے عامہ کی خبر کو سچائی سے عوام تک پہنچانا چاہئے ، رپورٹر دیانتدار اور غیر جانبدار ہونا چاہئے ،وہ مالک کی پالیسی کا تابع ہوتا ہے اور خبر کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے۔ میڈیا کا بڑا حصہ انتہا پسندی کی روک تھام کے بجائے اس کے فروغ میں حصہ لے رہا ہے۔

بحران کی پانچ وجوہات

آئی اے رحمٰن

پاکستان کے بدنصیب عوام اپنے مستقبل کے بارے میں کبھی اس قدر خوف وہراس کا شکار نہیں ہوئے تھے، جتنے اس سال کے یوم آزادی کے موقع پر وہ خود کو محسوس کر رہے ہیں۔ ان کی بے چینی اور تشویش کو ہوا اس وقت ملتی ہے جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ریاست جس ازار میں مبتلا ہے اس پر ہونے والے بحث مباحثے محض ابہام اور پراگندگی پر مشتمل ہیں جبکہ بحران کی بنیادی وجوہات کو دانستہ طور پر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

پاکستان کے مستقل اور مخصوص بحران کی پہلی بنیادی وجہ پاکستان کو ایک جدید، جمہوری ریاست بنانے میں ناکامی ہے۔ آزادی کے وقت جو نوآبادیاتی انتظامیہ پاکستان کے حصے میں آئی، وہ شہریوں کی برابری کی بنیاد پر قائم ہونے والی جمہوری ریاست کی ضرورتوں سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ یہ ان مساوی اور خودمختار یونٹوں پر مشتمل جمہوری وفاق کے اُن اصولوں سے بھی ہم آہنگ نہیں تھی جن کا ذکر 1940ء کی قرارداد لاہور میں کیا گیا تھا۔

1947ء سے 1956ء تک کے عرصے کے دوران، جب 1935ء کا انڈیا ایکٹ بنیادی قانون کے طور پر رائج تھا، جمہوری ریاست کا تصور دھندلا گیا تھا اور غیر جمہوری اداکاروں کو مطلق العنانی کی روایات کو قائم کرنے اور ان کی پرورش کرنے کے مواقع میسر آ گئے تھے۔

گزشتہ ساٹھ برسوں کے دوران جو آئین ہم نے بنائے اور نافذ کئے ان کے ذریعے صرف اتنا ہوا کہ نوآبادیاتی مطلق العنانیت کی جگہ مقامی اشرافیہ نے لے لی۔ جمہوری پیمانے کے حوالے سے پرکھا جائے تو یہ وجود اُس ریاست کے مقابلے میں کہیں کم تر تھا جو بھارت کے 1950ء کے آئین کے تحت قائم ہوئی تھی۔ پاکستان کی منطق کے اسباب تلاش کرنے والے دانشوروں کو اس کا جواب ڈاکٹر امبیدکر (برصغیر کے ایک ممتاز دور اندیش سیاستدان) کی اس تقریر میں مل جائے گا جو انہوں نے بھارتی آئین سے متعلق اپنے بل کی منظوری کے بعد کی تھی۔ انہوں نے کہا:

''26 جنوری 1950ء کو ہم تضادات کی دنیا میں داخل ہونے کو جا رہے ہیں۔ سیاست میں ہم ''ایک فرد ایک ووٹ'' کے اصول کو تسلیم کریں گے۔ اپنے سماجی اور معاشی ڈھانچے میں، اپنے سماجی اور معاشی ڈھانچے کے باعث، ہم ''ایک آدمی ایک ووٹ'' کے اصول کی نفی کرتے رہیں گے۔ ہم اپنی سماجی اور معاشی زندگی میں کب تک مساوات سے انحراف کرتے رہیں گے؟ اگر ہم زیادہ عرصہ تک ایسا کرتے رہے تو اس سے ہم اپنی سیاسی جمہوریت کو خطرے میں ڈال دیں گے۔ ہمیں جلد سے جلد تضادات کو ختم کرنا چاہئے ورنہ عدم مساوات کے شکار لوگ اس سیاسی جمہوریت کے ڈھانچے کو اڑا کر رکھ دیں گے جس کو اس اسمبلی نے بڑی محنت سے تعمیر کیا ہے''۔

آزادی کے بعد کے برسوں کے دوران عدم مساوات کی لعنت کے باعث پاکستان نے خاصا نقصان اٹھایا ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہمارے عوام معاشی عدم مساوات کا شکار ہیں بلکہ وہ سیاسی عدم مساوات کے بھی شکار ہیں۔ مسلمان اور غیر مسلم شہریوں کے درمیان سیاسی مساوات موجود نہیں۔ غیر مسلم برابر کے شہری نہیں اور نہ ہی تمام مسلمان ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ جب تک لوگوں کے سیاسی فیصلے جاگیردار اور پیر کرتے رہیں گے یا عوام قومی حقوق کی جدوجہد میں مصروف رکھے جائیں گے، عوام جمہوری نظام حکومت کو برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔ جب تک دیہی عوام کو زمیندار اشرافیہ اور پیروں کے چنگل سے آزاد نہیں کرایا جاتا اور جب تک کم آبادی والے صوبوں کے شہریوں، جن میں بلوچ بھی شامل ہیں، کو پنجابیوں جتنے حقوق نہیں ملتے، پاکستان کی مشکلات ختم نہیں ہوں گی۔

آج کے پاکستان کے بحران کی دوسری وجہ جمہوری نظام کی ضرورتوں کے مطابق ریاستی ڈھانچے کی تشکیل میں ناکامی

گزشتہ ساٹھ برسوں کے دوران جو آئین ہم نے بنائے اور نافذ کئے ان کے ذریعے صرف اتنا ہوا کہ نوآبادیاتی مطلق العنانیت کی جگہ مقامی اشرافیہ نے لے لی۔

ہے۔ اگر کبھی پاکستان کے حکمرانوں نے عوام کی بہتری کے لیے کوششیں کیں بھی تو ریاستی نظام نے انہیں ناکام بنا دیا۔ مدون قوانین پر عملدرآمد کو روکنے کے لئے ریاستی مشینری کس طرح کام کرتی ہے، اس کے بارے میں سبھی جانتے ہیں اور یہ بات بھی ذہن مین رکھنی چاہئے کہ ہمیشہ نااہلی اس کا سبب نہیں ہوا کرتی۔

مختلف رہنماؤں کو جن کے پاس آئینی اختیارات تھے، جتنی بھی پسپائیوں یا ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا ان کا باعث ریاستی مشینری کی کارروائیاں تھیں۔ مثال کے طور پر 1953ء میں ناظم الدین کی حکومت کا خاتمہ، 1969ء میں ایوب خان، 1977ء میں بھٹو اور 1999ء میں نواز شریف کی حکومتوں کا خاتمہ اسی ریاستی مشینری کی کارروائیوں کے نتیجے میں ہوا۔ پاکستانی سیاستدانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ریاستی مشینری کو نئی شکل دینے اور اس پر کنٹرول کرنے کا راستہ تلاش کریں۔ ورنہ نہ صرف یہ کہ وہ اسی طرح بے دست وپا رہیں گے بلکہ انتظامیہ انہیں غلط بلکہ تباہ کن فیصلے کرنے پر مجبور کر دے گی۔

عدم استحکام کی تیسری بڑی وجہ پاکستان کے خمیر میں، اس کی گھٹی میں مذہب کے تخم کا ہونا ہے جو اب پرورش پا کر بڑا درخت بن چکا ہے۔ کمزور اور بدعمل حکومتیں مذہبی قوتوں کے سامنے اس حد تک جُھک چکی ہیں کہ اب انہوں نے ریاست کو یرغمال بنالیا ہے۔ عقیدے اور نظریے کی وہ تشریح، جو روایت پسند مذہبی رہنماؤں نے پیش کی ہے، جمہوری، وفاقی اور ہمہ گیر مساوات کی حامل ریاست سے قطعی متضاد ہے۔ مزید برآں اس سے اندرونی اور بیرونی تنازعات کے حل کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔

اس صورتحال کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے سیاست کے طالب علموں کو چاہئے کہ وہ پروفیسر مونس احمر کی کتاب ''کونفلکٹ مینجمنٹ اینڈ سیکولر پاکستان'' کا مطالعہ ضرور کریں اس کتاب کا مطالبہ بے حد سودمند ہوگا۔ پاکستان جتنی جلدی اس مذہبی کجروی سے پیچھا چھڑا لے، اتنا ہی بہتر ہوگا۔

بحران کی چوتھی وجہ سول اور فوجی تعلقات میں عدم توازن ہے۔ دفاعی نظام یا دفاعی تنظیم تقریباً شروع سے ہی سویلین اتھارٹی خصوصاً منتخب جمہوری حکومتوں کے اختیار سے باہر رہی ہے جس کے باعث دونوں کی کارگزاری بُری طرح متاثر ہوئی ہے۔ سکیورٹی کے حوالے سے فوجی نقطہ نظر کو ضرور وزن ملنا چاہئے لیکن سکیورٹی کے منصوبوں یا دفاعی حکمت عملی کی تیاری میں سول اتھارٹی کو شامل نہ کرنا یقینی طور پر نقصان دہ ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ فوج اب بھی یہی کہتی ہے کہ وہ سول حکومت کی ہدایات پر عمل کرتی ہے لیکن پاکستان کی کسی سول حکومت نے اداراتی طریق کار کے ذریعے فوج کے ساتھ اپنے تعلقات میں عدم توازن کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جب تک یہ خامی دور نہیں کی جاتی، پاکستان اس وقت تک اس مشکل سے باہر نہیں نکل پائے گا۔

اور آخری بات یہ کہ اس روائتی، کہانی، کہ بہت سے معاملات کے بارے میں آئین خاموش ہے، نے بڑے گمبھیر مسائل پیدا کئے ہیں۔ بدقسمتی سے عدلیہ نے جابرانہ مہم جوؤں کے ساتھ طبقاتی اور نسلی تعلق کی بنیاد پر اس روایتی قصہ یا کہانی کو احترام کا درجہ دے دیا ہے۔ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس کا آئینی حل تلاش نہ کیا جاسکے۔ 1977ء آئین نے (دوبارہ انتخابات) حل پیش کیا۔ اسی طرح 1999ء میں بھی (عدالتی تدبیر) حل مہیا کیا اور پھر آئین اگر کسی معاملے پر خاموش ہے یا اس میں ابہام ہے، تو ترمیم کا طریقہ اپنا کر ان مشکلات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اس لئے بحرانوں کی وجہ مسائل کے حل کے لئے آئینی طریقے اختیار نہ کرنا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ آئینی تدابیر موجود نہیں۔ ماورائے آئین مداخلت کے جواز کے لئے آئینی نقائص کی کہانی پر تکیہ کرنے سے بحران ختم نہیں ہوگا بلکہ جاری رہے گا۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

''جوابدہ قیادت اور نوجوانوں کی شمولیت''

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق پانسانی حقوق اور سول سوسائٹی کی دیگر تنظیموں کی نمائندگی کرنے والے 100 کے قریب قائدین نے 15 اگست کو یوتھ کانفرنس میں جمہوریت اور نوجوانوں سے متعلق مسائل پر گفتگو کی اور اس بات پر زور دیا کہ ملک میں جمہوری عمل جاری رہنا چاہئے۔ انہوں نے جمہوری عمل کے لیے خطرے کا باعث بننے والی غیر جمہوری قوتوں کا مقابلہ کرنے کا عہد کیا۔ ''جوابدہ قیادت اور نوجوانوں کی شمولیت'' کے عنوان سے منعقدہ کانفرنس کا انعقاد سندھ کمیونٹی فاؤنڈیشن (ایس سی ایف) نے تائیوان ڈیموکریسی فاؤنڈیشن (ٹی ڈی ایف) کے تعاون سے کیا تھا۔ مقررین نے صوبائی حکومت پر بھی زور دیا کہ وہ ایک یوتھ پالیسی وضع کرے۔ مقررین میں اقلیتی حقوق کمیشن کے سربراہ ایم پرکاش، سندھ ڈیموکریٹک فورم کے مشتاق میرانی، سندھ ہاری کونسل کے صدر پنھل سریو، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے کوآرڈینیٹر ڈاکٹر اشوتھاما، ادارہ استحکام شراکتی ترقی (ایس پی او)، عوامی جمہوری پارٹی کے رکن ابرار قاضی اور مختیار عباسی شامل تھے۔ سندھ کمیونٹی فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر جاوید سوز، سکھر کے معراج مہر اور ٹنڈو محمد خان سے تعلق رکھنے والی محترمہ جویریا بھی شریک تھیں۔ ان کے علم میں یہ بات آئی کہ نوجوان ملک کی آبادی کا 63 فیصد ہیں مگر نوجوانوں کی ترقی کے حوالے سے کوئی پالیسی موجود نہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ نوجوانوں کی ترقی صوبائی حکومت کے لائحہ عمل میں شامل نہیں تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک موثر ترقی نوجواناں پالیسی کے ذریعے انتہا پسندی پر قابو پایا جا سکتا ہے اور ایک اچھے نظم ونسق کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔ اجلاس میں تجویز پیش کی گئی کہ ضلعی سطح پر نوجوانوں کی ترقی کے لیے منصوبوں کے لیے بجٹ میں مناسب رقم مختص کی جائے۔ اجلاس میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ یونین کونسل کی سطح پر فنی تربیتی مراکز کے قیام کے ذریعے دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کئے جائیں۔ اجلاس میں اس بات پر شدید زور دیا گیا کہ بلدیاتی انتخابات اور میڈیا کے حمایت یافتہ مواصلات کے موثر ذرائع کے ذریعے نظم ونسق میں نوجوانوں کی شرکت میں اضافہ اور حوصلہ افزائی کی جائے۔ اجلاس میں نوجوانوں کے قائدانہ کردار کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا۔ اجلاس میں ملکی اور غیر ملکی نوجوانوں کے مابین باقاعدہ میل جول کو یقینی بنانے کے لئے یوتھ ایکسچینج پروگرام کا بھی مطالبہ کیا گیا۔

(ڈاکٹر اشوتھاما)

فرقہ واریت نے جان لے لی

ڈی آئی خان 23 جولائی کو ڈیرہ اسماعیل خان میں مبینہ طور پر سپاہ صحابہ کے مسلح کارکنوں نے ٹارگٹ حملے میں شیعہ برادری سے تعلق رکھنے والی ایک نامور شخصیت سید اختر کو قتل کر دیا۔ 30 سالہ سید اختر حسین شاہ پر درابن روڈ پر حملہ کیا گیا جس سے وہ موقع پر جاں بحق ہو گئے۔ ان کی نعش ایک گھنٹہ تک سڑک پر پڑی رہی۔ اس سے پہلے ان کے 26 رشتہ دار بھی دہشت گردوں کے حملوں میں جاں بحق ہو چکے ہیں۔ اختر حسین شاہ کی نماز جنازہ کوٹلہ سیداں میں ادا کی گئی جس میں سینکڑوں سوگواروں نے شرکت کی۔ کینٹ پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سید اختر حسین کاظمی کے خاندان کی سپاہ صحابہ اور دیوبندی گروہوں کے ساتھ فرقہ وارانہ مذہبی معاملات پر پرانی دشمنی چلی آ رہی تھی۔ شیعہ تنظیموں کے قائدین نے شیعہ برادری کے افراد کے قتل عام کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے دہشت گردوں کے خاتمے کے لیے فوجی آپریشن کا بھی مطالبہ کیا۔

(عامرہ حسین)

ہاری بازیاب

عمرکوٹ یکم جولائی سے 31 جولائی تک پولیس نے سیشن کورٹ عمرکوٹ کے حکم پر عمرکوٹ کے مختلف علاقوں کے زمینداروں کی زمینوں پر چھاپے مار کر جبری مشقت کے لیے قید کیے گئے 167 ہاریوں کو بازیاب کرا لیا۔ عدالت نے بازیاب کرائے گئے تمام ہاریوں کو اپنی مرضی کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کرنے کی اجازت دے دی۔

(اوکھول)

مطالبات منظور ہونے پر دھرنا ختم

پارا چنار طوری بنگش قبائل کے پاراچنار میں جرگے کے ساتھ کامیاب مذاکرات کے بعد اٹھارہ دن بعد احتجاجی دھرنے ختم، اور بازار کھل گئے۔ اٹھارہ دنوں میں تاجر برادری کے کروڑوں روپیہ کے نقصانات کے علاوہ ضروریات زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ کرم ایجنسی کے دو بڑے اقوام طوری بنگش کی مرکزی قیادت کے اعلان پر عیدالفطر کے دن سے دھرنے اور احتجاجی کیمپ لگائے گئے تھے جو اپنے مطالبات پورے ہونے تک جاری رکھنے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ احتجاجی کیمپوں میں بوڑھے، بچے، جوانوں کے علاوہ خواتین کے الگ احتجاجی کیمپ پنجابی بازار میں موجود تھے۔ اٹھارہ دنوں تک پاراچنار کے چھوٹے بڑے تجارتی مراکز، سکولز بند رہے اور مرکزی سڑکیں بھی بند ہونے سے آنے جانے میں عوام کو مشکلات کا سامنا رہا۔ کوہاٹ ہنگو اورکزئی ایجنسی کے مشران پر مشتمل جرگہ (ر) چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ سید ابن علی کی قیادت میں پاراچنار پہنچا جہاں پر ایک ہفتے تک طوری بنگش مشران سے مذاکرات کئے جس کے بعد دھرنا ختم ہوا اور تمام تجارتی مراکز کھول دیئے گئے۔ دھرنا دینے والے بنگش قبائل کے مطالبات سے مشران کی فوری رہائی، پیش امام مسجد محمد نواز عرفانی کی ایجنسی بدری کے حکم کی واپسی، مرکزی انجمن کے بنک اکاؤنٹس کھولنے، پولیٹیکل ایجنٹ، اور انتظامیہ کے دیگر بدعنوان افسروں کو عہدوں سے ہٹانا شامل تھا۔

(عظمت علی)

فائرنگ سے ایک شخص جاں بحق

ڈی آئی خان 23 جولائی کو ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے محلہ عیدگاہ میں نامعلوم افراد نے پولیس کانسٹیبل کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ 37 سالہ نسیم عباس مسجد سراج میں نماز کی ادائیگی کے بعد واپس آ رہا تھا کہ نامعلوم افراد نے اس پر فائرنگ کر دی جس سے وہ موقع پر جاں بحق ہو گیا۔ پولیس نے نامعلوم ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے مگر یہ رپورٹ ارسال ہونے تک ان کی گرفتاری کو یقینی نہیں بنایا جا سکا تھا۔

(عامرہ حسین)

سماجی تنظیم کے تین کارکن اغواء

خضدار سماجی تنظیم ہیلتھ اینڈ رورل ڈیولپمنٹ (ہارڈ) کے سوشل موبلائزر زاہد حسین، ثناء اللہ اور تنویر احمد 8 اگست کے روز گریشہ سے خضدار آ رہے تھے کہ تحصیل نال کی حدود میں نامعلوم مسلح افراد نے انہیں روک کر ان کے ڈرائیوروں سمیت اغواء کر لیا، اور کچھ فاصلے پر جا کر ڈرائیوروں کو چھوڑ دیا۔ 9 اگست کو اغواء کاروں نے تینوں مغویوں کو تحصیل نال کے ویران علاقے میں چھوڑ دیا مگر ہارڈ کی گاڑی، لیپ ٹاپ اور دیگر ضروری سامان ساتھ لے گئے۔ نال لیویز مصروف تفتیش ہے۔ کسی بھی تنظیم نے واقعہ کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

(محمد یونس)

زنگ آلود پائپ لائنیں تبدیل کی جائیں

مینگورہ مینگورہ شہر میں واٹرسپلائی کی زنگ آلود پائپ لائنوں کی تبدیلی کا عمل خواب بن گیا۔لوگ زنگ آلودہ پانی استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔صوبائی حکومت نے بوسیدہ اور زنگ آلود پائپ لائنوں کی تبدیلی کے لیے فنڈ مختص کیا تھا مگر دس ماہ گزرنے کے باوجود مینگورہ شہر میں زمانہ قدیم کی بوسیدہ پائپ لائنوں کو تبدیل کرنے پر کام کا آغاز نہ ہوسکا۔ مضرِصحت اور آلودہ پانی کے استعمال سے ہیپاٹائٹس اور پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ ہورہا ہے۔عوامی حلقوں نے صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ زنگ آلود اور بوسیدہ پائپ لائنوں کو جلد تبدیل کیا جائے۔

(فضل ربی)

صاف پانی فراہم کیا جائے

چنیوٹ انتظامیہ کی عدم توجہ سے شہر کے پہاڑی علاقوں کو گندے مضرِصحت پینے کے پانی کی سپلائی جاری ہے۔علاقہ مکین متعدد بیماریوں کا شکار ہیں۔چنیوٹ کے پہاڑی علاقہ جات،محلّہ چھریانوالہ،راجاں والا،ڈھگی پار،بڑھیانہ والا میں لوگوں کو پینے کے پانی کی سپلائی دینے والی پائپ لائنیں گندی نالیوں میں سے گزرتی ہیں۔سوراخ شدہ پائپ لائنوں میں گندی نالیوں کا پانی داخل ہوکر لوگوں کو پینے کیلئے ملتا ہے جبکہ پانی کی بنی ہوئی ٹینکی گندگی سے بھری ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہورہے ہیں۔واٹرسپلائی ٹینکی کی ناقص چھت کسی وقت بھی گرکر بڑے حادثہ کا سبب بن سکتی ہے نئی ٹینکی چالو ہونے سے پہلے ہی لیک ہونے لگی ہے۔علاقہ کے مکینوں نے چالیس سال مسلسل احتجاج کرکے حکومت پنجاب سے تین کروڑ کی گرانٹ منظور کروائی تھی علاقہ کے واٹرسپلائی کمیٹی کے چیئرمین زبیراحمد گلوتر نے علاقہ مکینوں کے ساتھ احتجاج کرتے ہوئے وزیرِاعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر صاف ستھرے پانی کی فراہمی کیلئے اقدامات کئے جائیں،پرانی ٹینکی کی چھت فوری مرمت کی جائے اور دوران لوڈشیڈنگ معظم شاہ واٹرسپلائی کیلئے جنریٹر کی منظوری دی جائے۔

(سیف علی خان)

لائبریری عمارت کی مخدوش حالت

بصیرپور بصیرپورشہر کی آبادی ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔اورشہر میں صرف ایک پبلک لائبریری قائم ہے جو کہ ایک کمرہ پر مشتمل عمارت میں واقع ہے۔2000 میں پبلک لائبریری بصیرپور کی نئی عمارت کی تعمیر کے منصوبے کی منظوری دی گئی اور اس مقصد کے لیے ٹاؤن کمیٹی بصیرپور نے ایک بجٹ میں پانچ لاکھ روپے مختص کئے جس سے نئی عمارت کی تعمیر کے منصوبے کا افتتاح ہوا۔ابھی تک صرف عمارت کی صرف بنیادیں ہی تعمیر کی گئیں ہیں۔مقامی شہریوں نے عمارت کی تعمیر کے لیے متعدد درخواستیں دی ہیں لیکن ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔شہریوں کا ڈی سی او اوکاڑہ سے مطالبہ ہے کہ پبلک لائبریری بصیرپور کی نئی عمارت کی تعمیر کے منصوبے کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔

(اصغرحسین)

ڈاکخانوں کی بندش کا مسئلہ

کمالیہ کمالیہ کے نواحی دیہات میں واقع پانچ ڈاک خانوں کو بند کردیا گیا۔ہزاروں نفوس پر مشتمل آبادی کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔کمالیہ کے نواحی دیہات اڈا بھسی،اڈا واہگی،اڈا کلیرہ کلاں،موضع مل فتیانہ،چک نمبر330 گ ب میں وفاقی حکومت کی جانب سے ڈاک خانے قائم کئے گئے تھے۔ان دیہات کی آبادی ہزاروں افراد پر مشتمل ہے۔کچھ عرصہ قبل ان ڈاک خانوں کو بند کردیا گیا،جس کی وجہ سے متاثرہ علاقوں کے مکین کئی کلومیٹر کا سفر طے کرکے دور دراز کے ڈاک خانوں میں جانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔متاثرہ علاقوں کے مکینوں نے احتجاج کرتے ہوئے اربابِ اختیار سے مطالبہ کیا ہے کہ بند ہونے والے ڈاکخانے فوری کھولے جائیں۔

(اعجازاقبال)

غیرقانونی تجاوزات کا مسئلہ

حیدرآباد حیدرآباد میں شاہراہوں پر تجاوزات کا مسئلہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ٹریفک جام ہونے کے معمول نے شہریوں کو پریشان کررکھا ہے۔مسئلہ کے حل پر متعلقہ حکام توجہ نہیں دے رہے۔قاسم آباد،چوک روڈ،سینٹرل جیل روڈ،ہلاناکہ روڈ،ہرآباد روڈ،تلک چاری رود،گاڑی کھاتہ روڈ اور دیگر شاہراہوں پر تجاوزات مافیا کا قبضہ ہے۔دکانداروں نے اپنی دکانوں سے باہر سڑک تک اپنا سامان رکھا ہوا ہے۔ٹریفک بلاک رہنا معمول بن گیا ہے اور شہری سخت اذیت کا شکار ہیں۔حیدرآباد،لطیف آباد اور قاسم آباد میں تجاوزات کا رجحان اتنا فروغ ہو چکا ہے۔تجاوزات کی وجہ سے شہریوں سے لوٹ مار اور دھوکہ دہی کی وارداتیں دن بدن بڑھ گئی ہیں لیکن کسی کو قانون کے موثر نفاذ میں دلچسپی نہیں۔حیدرآباد کے شہریوں نے انسپکٹر جنرل پولیس سندھ،کمشنر اور ایڈمنسٹریٹر حیدرآباد سمیت دیگر متعلقہ حکام پر زور دیا ہے کہ وہ صورتحال کا نوٹس لے کر قانون کا موثر نفاذ یقینی بنائیں تاکہ قانون کی بالادستی ہو اور شہریوں کو پریشانیوں سے نجات مل جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

انسانی حقوق کا تحفظ کیا جائے

چمن پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ضلعی کورگروپ چمن کے زیرِاہتمام جناح ہال چمن میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔جس میں ضلعی کورگروپ چمن کے ممبران کے علاوہ کالج کے طلباء اور سیاسی وسماجی تنظیموں کے کارکنوں نے شرکت کی۔تقریب سے پروفیسر آزادخان،ضلعی کوآرڈینیٹر محمد صدیق شمشاد، بہادر خان اچکزئی،عبدالجبار،غلام محمد مخلص اور عزیزالرحمان مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسانی حقوق انسانی بہتر زندگی کے ضامن ہیں۔معاشرے میں انسانی حقوق پامال نہ ہوں تو معاشرے میں سکون اور خوشحالی ہوگی اور اگر انسانی حقوق پامال ہوں تو زندگی دکھ اور تکلیف سے خالی نہ ہوگی۔تقریب کے آخر میں شرکاء کو انسانی حقوق کے عالمی منشور کی نقول تقسیم کی گئیں۔اجلاس میں شکراللہ بلوچ،شہناز شبیر،کلیم بلوچ،عبدالمجید دشتی ایڈوکیٹ،راشدعلی،علی چراگ،جمال پیرمحمد،رؤف راز،لعل بخش قومی اور ماجد صمد نے شرکت کی۔

(محمد صدیق)

بجلی کی لوڈشیڈنگ

باجوڑایجنسی باجوڑ ایجنسی میں بجلی کی غیراعلانیہ طویل لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے۔بجلی کی طویل بندش سے شہری شدید مشکلات کا شکار ہیں اور زندگی کے تمام شعبے اس سے متاثر ہورہے ہیں۔عوامی،سماجی اور کاروباری حلقوں کا مطالبہ ہے کہ اس مسئلے کا نوٹس لیا جائے اور بجلی کی بندش کا دورانیہ کم کیا جائے۔

(شاہد حبیب)

اقلیتیں

چک چٹھہ میں احمدی طالب علم پر تشدد

حافظ آباد حبیب احمد چک چٹھہ کے ایک مقامی سکول میں استاد ہیں جو اپنے ہی سکول کے ایک قاری کے ہاتھوں سخت پریشانیوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ 13 مئی کو حبیب احمد کے بھتیجے صبیح احمد پر، جو پانچویں جماعت کا طالب علم ہے، اس کے ہم جماعتیوں نے تشدد کیا۔تحقیقات کے دوران بچوں نے بتایا کہ انہیں قاری صاحب نے مجبور کیا تھا کہ وہ احمد کی پٹائی کریں اس لئے کہ 'قادیانی کی پٹائی کرنا کارِثواب' ہے۔ طلبہ نے بتایا کہ قاری صاحب نے انہیں کہا تھا کہ اگر استاد حبیب احمد انہیں ذمہ دار ٹھہرائیں گے تو قاری صاحب ان کی مدد کریں گے۔ اگلے روز معاملہ ہیڈ ماسٹر کے سامنے پیش کیا گیا جنہوں نے بچوں کے والدین کو بُلا بھیجا لیکن چند والدین ہی سکول آئے۔ ہیڈ ماسٹر نے قاری صاحب سے بات کی تو قاری صاحب نے انہیں دھمکی دی کہ ان کے مفاد میں یہی ہوگا کہ وہ اس معاملے سے دور رہیں۔ ''کسی قادیانی کوسکول میں پڑھانے یا پڑھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی''۔اس کے بعد سے قاری عوام اور سکول کے دوسرے عملے کو حبیب احمد کے خلاف مسلسل اشتعال دلا رہا ہے۔

(نامہ نگار)

ہندو مزدور کو قتل کرنے کی کوشش

بدین 18 جولائی کو بدین شہر میں قائداعظم روڈ پر واقع نیشنل بنک کے قریب جوتوں کی مرمت کرنے والے ساٹھ سالہ نیتو کو بدین کے ایک بیوپاری سجاد قاضی نے اپنے گاؤں میں چارپائی بنانے کے لئے جانے کو کہا تو نیتو اس کے ساتھ چلا گیا۔ تھوڑی دور جا کر سیم نالے کے قریب سجاد نے نیتو کے گلے میں پھندا ڈال کر اسے زور سے کھینچا جس سے نیتو بے ہوش ہو گیا جبکہ سجاد اسے مردہ سمجھ کر وہاں سے بھاگ گیا۔ کچھ دیر بعد نیتو کو ہوش آئی تو وہ رکشے میں بیٹھ کر اپنے گھر پہنچ گیا۔ پولیس نے سجاد پر مقدمہ درج کرنے پر انکار کر دیا ہے۔ سجاد نے بتایا کہ اسے خواب میں آیا کہ کسی کافر کو مارو گے تو جنت میں جاؤ گے جس وجہ سے اس نے یہ گھناؤنا قدم اٹھایا۔

(سلیم جروار)

احمدیوں کو عبادت گاہ تعمیر کرنے سے روک دیا گیا

سرور آباد مذہبی شدت پسندوں نے سرور آباد میں جماعت احمدیہ کو عبادت گاہ تعمیر کرنے سے روک دیا گیا۔ واقعات کے مطابق ڈیرہ غازی خان سے چالیس کلومیٹر دور گاؤں مسرور آباد کے رہائشی احمدیوں نے اپنی عبادت گاہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ وہ عبادت گاہ کی چاردیواری تعمیر کرنے کے بعد چھت ڈالنے ہی والے تھے کہ علاقے کے مذہبی شدت پسندوں نے عبادت گاہ کی تعمیر کے خلاف مظاہرے کرنے شروع کر دیئے۔ ان مذہبی شدت پسندوں نے آدھی تعمیر کردہ عمارت کو گرانے کا فیصلہ کیا اور رات کے وقت تقریباً دوسو افراد کی قیادت کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ ان افراد کے ہمراہ ڈی ایس پی، ایس ایچ او اور چند سپاہی بھی تھے پولیس نے احمدیوں کے بزرگوں کو بلوایا اور انہیں یقین دلایا کہ امن قائم رکھنے میں وہ ان کی مدد کریں گے۔ پولیس نے احمدیوں کو رہائشی مقاصد کے لئے عمارت کی تعمیر مکمل کرنے کی اجازت دے دی۔ پولیس حکام نے احمدی بزرگوں سے کہا کہ وہاں کے وسط میں دیوار کھڑی کر لیں جس سے احمدیوں نے اتفاق کر لیا۔ اس پر مذہبی رہنماؤں نے بھی رضامندی کا اظہار کیا اور سب نے ایک دستاویز پر دستخط کر دیئے۔ اس کے بعد عمارت کی چھت ڈال دی گئی اور پولیس کو اس کی اطلاع کر دی گئی۔ پولیس کے ایک اے ایس آئی اور پانچ مولوی حضرات نے عمارت کا معائنہ کیا۔ لیکن کچھ ہی دنوں بعد لاہور کا ایک امام مسجد وہاں آیا اور مقامی مولویوں کے اشتراک سے ایک کانفرنس منعقد کی جس میں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں۔ اس لاہوری امام مسجد نے اعلان کیا کہ 2000 رمضان کے بعد نوجوانوں کے ساتھ یہاں واپس آئے گا اور وہ سب مل کر قادیانیوں کو اٹھا کر دریا میں پھینک دیں گے۔ بعد میں مولوی حضرات ایس ایچ او کے ساتھ اس نئی عمارت پر آئے اور عمارت کے اندرونی حصے کا معائنہ کرنے کی ضد کی۔ اندر انہوں نے لوہے کی دو الماریاں دیکھیں جو قرآن اور مذہبی کتابیں رکھنے کے لئے استعمال کی جاتی تھیں۔ انہوں نے الماریوں کو وہاں سے فوری طور پر ہٹانے کا مطالبہ کیا جسے ایس ایچ او نے تسلیم کر لیا۔ جس پر احمدیوں کو یہ الماریاں وہاں سے ہٹانی پڑیں۔ اس وقت سے پولیس کو اس عمارت کے باہر تعینات کر دیا گیا ہے۔ آئندہ اس سلسلے میں کا ہو گیا، یہ ایک کھلا سوال ہے۔ (نامہ نگار)

پشاور میں سکھ برادری کے اراکین پر حملہ

پشاور 6 اگست کو پشاور کے علاقے ہشت نگری میں سکھ برادری سے تعلق رکھنے والے تین افراد 19 سالہ جگ موہن سنگھ، 20 سالہ پرم جیت سنگھ کو شباب مارکیٹ خوشحال بازار میں گولی مار کر زخمی کر دیا گیا۔ ان میں سے ایک زخمی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ دیگر دو افراد شدید زخمی تھے۔ ایچ آر سی پی، پختونخوا چیپٹر نے واقعہ کی چھان بین کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ یہ پتہ لگایا جا سکے کہ کیا یہ ٹارگٹ کلنگ کا واقعہ تھا، سکھ برادری کو کسی قسم کی دھمکیاں موصول ہوئی تھیں اور یہ کہ سکھ برادری کا ان دھمکیوں پر ردعمل کیا تھا۔ ایچ آر سی پی کے کوآرڈینیٹر نے جائے وقوعہ کا دورہ کیا اور واقعے سے متعلق تفصیلات جمع کیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

قریبی دکانداروں کے تاثرات

جگ موہن سنگھ، پرم جیت سنگھ اور من جیت سنگھ کی ہشتنگری کے علاقہ خوشحال بازار کی شباب مارکیٹ میں تین الگ الگ دکانیں تھیں۔ یہ بہت پرہجوم مارکیٹ ہے اور دکانوں کا درمیانی راستہ اس قدر تنگ ہے کہ وہاں سے بیک وقت دو افراد کا گزرنا بھی دشوار ہے۔ واقعے میں جاں بحق ہونے والے جگ موہن سنگھ کے پڑوسی دکانداروں کا کہنا تھا کہ جگ موہن تقریباً 15 سے 20 دن پہلے یہاں آیا اور مارکیٹ میں ایک دکان کرایے پر لے لی۔ واقعے میں زخمی ہونے والے دیگر دو افراد کافی عرصہ سییہاں کام کر رہے تھے۔ وہ سب ہی بہت اچھے لوگ تھے اور ان کا مارکیٹ میں کسی کے ساتھ کوئی تنازع نہیں تھا۔ انہوں نے کہا انہیں متاثرہ افراد کو ملنے والی دھمکیوں کے بارے میں کچھ علم نہیں۔

تھانہ ہشتنگری کے اسسٹنٹ ریڈر آصف خان کا کہنا تھا کہ یہ ٹارگٹ کلنگ کا واقعہ ہو سکتا ہے کیونکہ متاثرین کے اہل خانہ کے مطابق ان کا کسی سے کوئی تنازعہ نہیں۔ تھانہ ہشتنگری ے تفتیشی افسر مسٹر مراد کا کہنا تھا کہ ہم واقعے کی تحقیقات کر رہے ہیں اور ضوابط کے لحاظ سے اس قسم کے واقعے کی تفتیش انسپکٹر کی سطح کا افسر کرے گا لیکن میں اس مقدمے کی تفتیش افسر گل عارف کی معاونت کر رہا ہوں۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ ٹارگٹ کلنگ کا واقعہ ہے۔ متاثرین کو کوئی دھمکی موصول نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی ان کی کسی سے کوئی دشمنی تھی۔ سردار من موہن سنگھ نے ایچ آر سی پی کو بتایا کہ مقتول اس کا کزن محض 19 سالہ نوجوان تھا۔ ہماری برادری کے افراد کسی سے جھگڑنا نہیں چاہتے اور وہ تحمل مزاج ہیں۔ ہم پر اس لیے ہوا ہے کہ ہم اقلیت میں ہیں۔ من موہن سنگھ کا کہنا تھا کہ یہ خالصتاً ٹارگٹ کلنگ کا واقعہ ہے اور چند گروہ اس ملک کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ واقعے کے ایک روز بعد باجوڑ ایجنسی کے القاعدہ گروہ نے سکھ برادری پر حملے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ (شاہد اللہ جان)

مسلم دنیا کے لیے نیا چیلنج

پاکستانی عوام کو تشویش ہونی چاہیے کہ خلافت کا نعرہ بھارت میں عام ہو گیا

آئی۔اے۔ رحمن

اسلامی ریاست جو پہلے اسلامی ریاست عراق والشام (آئی۔ایس۔آئی۔ایس) کے نام سے جانی جاتی تھی، نے مسلم دنیا کے استحکام کو در پیش جس چیلنج کا ذکر کیا تھا، وہ گزشتہ چند دنوں کے دوران میں ایک انتہائی سنجیدہ مسئلہ بن چکا ہے۔

القاعدہ سے الگ ہونے والے انتہا پسند حلقے پر مشتمل بغدادی تنظیم نے عراق میں اہم کامیابیاں حاصل کی ہیں۔تیل کے نسبتاً کم اہم ذخائر پر قبضہ اور چند تاریخی یادگاروں کو تباہ کر کے اس نے دریائے دجلہ پر تعمیر شدہ بڑے ڈیم پر قبضہ کر لیا اور اب عالمی میڈیا ممکنہ تباہ کن سیلاب کے بارے میں متنبہ کر رہا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ یہ خطرات مبالغہ آمیز ہوں لیکن شام میں جو موجودہ تصادم کی صورت حال جوں کی توں ہے۔لبنان کی سرحد پر ہونے والے ایک واقعہ کو میڈیا کے ذریعے کافی اچھالا گیا ہے۔ایک خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق سعودی عرب، عراق کے ساتھ ملنے والی اپنی سرحد پر دفاع کر مضبوط اور مستحکم کر رہا ہے۔خطرہ ہے کہ برادر کشی کے اس عمل میں توقع سے کہیں زیادہ عربوں کی جانیں جائیں گی۔

پاکستانی عوام کے لیے یہ بات دلچسپی کا باعث ہوگی کہ خلافت کا نعرہ اب بھارت میں بھی پھیل گیا ہے۔مسلمانوں کے معاملات پر آن لائن بحث وتمحیص کرنے والے ایک جانے پہچانے فورم نیو ایج اسلام نے انکشاف کیا ہے کہ ایک ممتاز سکالر مولانا سلمان حسینی ندوی نے مطالبات کا ایک چارٹر پیش کیا ہے جس میں سعودی عرب پر زور دیا گیا ہے کہ وہ خلافت قائم کرے۔

مولانا ندوی کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے عالمی اسلامی فوج کے قیام کی وکالت کی ہے اور مذہبی عسکریت پسندوں کو دہشت گرد قرار دینے کے خلاف بھی دلائل دیئے ہیں۔مولانا کے مطابق انہیں دہشت گرد قرار دینے کی بجائے ''ایک نیک مقصد کے لیے لڑنے والے ان مخلص نوجوانوں'' کو علماء کی رہنمائی میں عالمی سطح پر کارروائی کرنے کے لیے جہادی تنظیموں کی ایک کنفیڈریشن میں یکجا اور متحد کرنا چاہیے۔

مولانا ندوی کے بیان سے جو اقتباس لیا گیا وہ یوں ہے ''جہاں تک قادیانیوں کا معاملہ ہے، خصوصاً مغویوں (مطلب ایران؟) اور وہ جو صحابہ کو بُرا بھلا کہتے ہیں (مطلب شیعہ) ہمیں ان سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے اور ان کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں کے خوف سے نکلنے کے لیے امریکہ یا اسرائیل کی طرف دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔بس اتنا سمجھئے کہ برصغیر ہند (کیا اس میں پاکستان شامل ہے؟) سے اہل سنت کے نوجوانوں کو بھرتی کریں اور اسلامی دنیا کی ایک طاقتور مسلمان فوج قائم کریں۔اس کے بعد خلیجی ریاستوں کے بیمار نوجوانوں کی نام نہاد فوج کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔اگر آپ اپنے سچے عقیدے، صحیح راستے کو سنت اور اسلام کے سچے راستے کی حفاظت کے لیے کے ساتھ مخلص ہیں تو پھر صرف ایک اپیل کریں، ترغیب دیں، ایک اشارہ کریں، برصغیر ہند سے پانچ لاکھ نوجوان حاضر کر دیئے جائیں گے۔''

مولانا ندوی کی تقریر میں سے یہ اقتباس بھی دیا گیا ہے کہ ''مسلمان نوجوانوں پر فوجی تربیت حاصل کرنے پر زور دیا جائے۔انہیں آزادی اور سماجی برائیوں سے بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے۔''

پاکستان کے مذہبی حلقے مولانا ندوی سے واقف ہوں گے۔ان کے دادا سلیمان ندوی، جو شبلی نعمانی کے قریبی ساتھی تھے، ایک زمانے میں حکومت پاکستان کے مشیر بھی رہے ہیں۔یہ یقین کرنا آسان نہیں کہ مولانا ندوی ایک طاقتور خلافت اور قرآنی کلیّے کے درمیان تضاد سے واقف نہیں جس کے مطابق مسلمان اپنے معاملات کو باہمی مشاورت کے ساتھ فیصل کرتے ہیں یا پھر وہ ان

پاکستانی عوام کے لیے یہ بات دلچسپی کا باعث ہوگی کہ خلافت کا نعرہ اب بھارت میں بھی پھیل گیا ہے۔مسلمانوں کے معاملات پر آن لائن بحث وتمحیص کرنے والے ایک جانے پہچانے فورم نیو ایج اسلام نے انکشاف کیا ہے کہ ایک ممتاز سکالر مولانا سلمان حسینی ندوی نے مطالبات کا ایک چارٹر پیش کیا ہے جس میں سعودی عرب پر زور دیا گیا ہے کہ وہ خلافت قائم کرے۔

نتائج کا اندازہ نہیں کر پا رہے جو ان کے پیش کردہ تصور پر عمل کرنے سے مسلم دنیا خصوصاً بھارتی مسلمانوں کو بھگتنا پڑیں گے۔

مولانا ندوی کے خط، اگر اسے صحیح طور پر پیش کیا گیا ہے تو، کی منطق مذہبی استثناء کی سیاست کی طرف لے جاتی ہے جس نے پہلے ہی برصغیر کے مسلمانوں کو بھاری نقصان پہنچایا ہے۔قطع نظر اس کے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کے اقتدار میں آنے سے متعلق ان کا نکتۂ نظر کیا ہے، بھارت سمیت ہر ملک جن میں مسلمان آباد ہیں، کے لیے صحیح راستہ یہی ہے کہ بشمول سیاسی نظریات حکومت الٰہیہ کو نہ اپنایا جائے۔

اس خوف سے ہٹ کر کہ مولانا ندوی کی پالیسی سے بھارت اور دوسرے ممالک میں شیعہ سنی اختلافات کو ہوا ملے گی، بھارتی مسلمان ایک بار پھر فرقہ وارانہ سیاست میں مبتلا ہو جائیں گے اور وہ قومی سرحدوں سے پرے امداد حاصل کرنے کے تباہ کن رجحان کا ایک بار پھر شکار ہو کر بھارت کی اکثریتی کمیونٹی خصوصاً بی جے پی اور راشٹریہ سوامی سیوک سنگھ کے جنگجو کارندوں کو مضبوط کرنے کے علاوہ ریاست کے سیکولر ہونے کے دعوؤں کو مزید کمزور کریں گے۔اگر ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے تو اس سے پاکستان میں روایت پرست اور جمہوریت دشمن عناصر کو تقویت ملے گی۔

خلافت کے نئے حامیوں کی طرف سے پیش کیے جانے والے دلائل کو رد کرنے کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔بدقسمتی سے خلافت، اس کے جواز یا عدم جواز کے حوالے سے پاکستان میں کوئی سنجیدہ بحث نہیں ہوئی۔گزشتہ صدی کی دوسری دہائی کے دوران ان علاقوں میں جو اب پاکستان ہے، رہنے والے مسلمانوں نے 1919ء سے 1924ء کے دوران چلنے والی تحریک خلافت برصغیر کے دوسرے علاقوں جن میں مسلمان آباد تھے، کی نسبت زیادہ سنجیدگی کے ساتھ حصہ لیا تھا۔انہوں نے ترک خلافت کے لیے زیادہ شدت کے ساتھ جدوجہد کی۔ان کی جدوجہد کی بنیاد دلیل کی بجائے جذبات تھی اور وہ انگریزوں کو اس لیے بُرا بھلا کہتے تھے کہ وہ خلیفہ کو بچانے کے لیے ان کی درخواستوں کو درخور اعتنا نہیں سمجھتا تھا حالانکہ خود خلیفہ کی اپنی قوم اسے اچھی طرح بھگت چکی تھی۔

علامہ اقبال نے اس موضوع پر اپنے 1930ء کے لیکچروں میں بحث کی تھی جو ''اسلام میں مذہبی تصوّر کی تعمیر نو'' (The Reconstruction of Religious Thought in Islam) کے عنوان سے شائع ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے ان لیکچروں میں ترکی کی گرینڈ نیشنل اسمبلی کے فیصلے کا دفاع کرتے ہوئے کہا تھا کہ خلافت کے تمام فرائض عوام کے جمہوری طریقے سے منتخب نمائندے ادا کر سکتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ عالمی خلافت کے تصور پر اسلام کے فقہاء میں اتفاقِ رائے نہیں تھا اور اپنی بات کو تقویت دینے کے لیے انہوں نے ابن خلدون کی تحریروں کو بطور ثبوت پیش کیا۔دوسرے دو مؤقف یہ تھے کہ خلیفہ ''محض ایک مصلحت تھی'' اور یہ کہ ''اب اس قسم کے ادارے کی کوئی ضرورت نہیں۔'' علامہ اقبال نے ابن خلدون کی دلیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے خلافت کو بیسویں صدی کے اُس بین الاقوامی اسلام کی غیر واضح اور موہوم شکل قرار دیا، جس کے خدوخال نمایاں ہو کر اُبھر رہے تھے۔لیکچر میں کچھ تضادات تھے جن پر اقبال نے غور نہیں کیا تاہم اس نے مسلمان دانشوروں کو ایک ناقابل فراموش انتباہ کیا کہ ''ماضی کی تاریخ کی جھوٹی تکریم اور اس کی مصنوعی حیاتِ نو کے ذریعے عوامی انحطاط کا علاج ممکن نہیں ہے۔''

جس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ لبرل اسلام، جس کے لیے برصغیر سکالر ایک واضح امتیازی حیثیت رکھتے تھے، پاکستان اور بھارت دونوں ملکوں کے دانشور امن، جمہوریت کے ارتقاء، صنفی انصاف اور ثقافتی ورثہ سے محبت، جسے اس وقت عراق اور شام میں ایک خوفناک طوفان کا سامنا ہے، کو در پیش چیلنج کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کریں۔

ہو سکتا ہے کہ پاکستان میں بھی بغدادیوں کے حمایتی ہوں۔یہ ملک جانی اور مادی وسائل کی قیمت پر اس بین المذہبی تصادم کو برداشت نہیں کر سکتا جو عرب خاندان کے اندر پھوٹ رہا ہے۔

(بشکریہ: ڈان)

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

قدیمی اقلیتی قبرستان زبوں حالی کا شکار

حیدرآباد شہری انتظامیہ کی خاموشی اور بلدیاتی ادارے کی غفلت کے باعث حیدرآباد کا قدیمی اقلیتی قبرستان زبوں حالی کا شکار ہے۔قبرستان میں گندا پانی جمع رہنے سے قبریں مسمار ہوگئیں ہیں۔ قبضہ مافیہ زمین پر قبضے کے لئے متحرک ہے۔ قبضہ مافیا نے قبرستان کے ایک حصے پر کچرا ڈلوانا شروع کردیا ہے تاکہ قبضے کی راہ ہموار کی جاسکے۔ٹنڈو یوسف میں قدیمی مسلم قبرستان کے سامنے ہی اقلیتوں کا قدیمی قبرستان بھی ہے جو کئی ایکڑ اراضی پر محیط ہے۔سابق ضلعی ناظم کنور نوید نے اپنے دور میں اقلیتی قبرستان کی حالت زار کو دیکھتے ہوئے زمین کو قبضہ مافیا سے محفوظ بنانے کے لیے اس کے گرد چار دیواری تعمیر کرانے کے ساتھ ساتھ قبرستان سے پانی کی نکاسی اور مٹی کی بھرائی بھی کرائی تھی تاہم ضلعی نظام حکومت کے خاتمے کے ساتھ شہری اور بلدیاتی انتظامیہ نے اس معاملے پر کوئی توجہ نہ دی۔جس کے بعد ایک بار پھر قبضہ مافیا اس قبرستان پر قبضہ کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ مذکورہ علاقے میں نالیوں کی صورت میں سیوریج کا نظام کام کررہا ہے۔شہری قوانین کے مطابق یہ نظام چلانے اور قبرستان کی دیکھ بھال بلدیہ حیدرآباد کی ذمہ داری ہے تاہم بلدیہ کے ساتھ ساتھ ضلعی انتظامیہ نے بھی اس قبرستان کو لاوارث چھوڑ دیا ہے۔2 سال قبل ہونے والی طوفانی بارشوں کے بعد نشاندہی کے باوجود بلدیہ یا واسا نے اقلیتی قبرستان سے پانی کی نکاسی کا کوئی انتظام نہیں کیا جس وجہ سے کچی قبروں کا تو وجود ہی ختم ہوگیا اور جو قبریں پختہ تھیں ان میں سے بھی چند ہی باقی بچی ہیں وہ بھی گندے پانی میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ کرسچین کمیونیکیشن ڈویلپمنٹ نیٹ ورک کے ڈائریکٹر بوٹا امتیاز مسیح نے بتایا کہ حیدرآباد میں اقلیتوں کا قدیم قبرستان ہے جہاں مسیحی اور ہندو دونوں اپنے مردے دفناتے تھے لیکن حکومت کی عدم توجہی کے باعث اس قبرستان کا وجود ہی مٹتا جارہا ہے انہوں نے ضلعی انتظامیہ اور بلدیاتی حکام سے اپیل کی کہ اقلیتی قبرستان کی حالت زار کا نوٹس لیں اور اسے قبضہ مافیا سے بچاتے ہوئے اس کی بحالی کے لیے اقدامات کئے جائیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

او جی ڈی سی ایل کی ریلی

حیدرآباد 12 اگست کو او جی ڈی سی ایل کے محنت کشوں کی سی بی اے یونین آل پاکستان مزدور اتحاد یونین کی اپیل پر سندھ، بلوچستان اور پنجاب سے آئے ملازمین نے ادارے کی نجکاری کے فیصلے کے خلاف احتجاجی ریلی نکالی اور حیدرآباد پریس کلب پر دھرنا دیا جس کے نتیجے میں شاہراہ میراں محمد شاہ پر ٹریفک معطل ہوگئی۔ احتجاج میں سول سوسائٹی کے علاوہ مقامی زمینداروں نے بھی شرکت کی۔سی بی اے یونین کے مرکزی صدر چوہدری محمد اکرم، پنہوں خان لسکانی، سندھ کے نائب صدر سائیں بخش، غلام بشیر ہالائی، الطاف بگٹی ودیگر رہنماؤں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ او جی ڈی سی ایل ملک کا واحد ادارہ ہے جو 124 ارب روپے سالانہ منافع اور ٹیکس کی مد میں اڑتالیس ارب روپے قومی خزانہ میں جمع کرا رہا ہے لیکن اس کے باوجود حکومت اپنے اس کی نجکاری کررہی ہے جو کہ ملک وقوم سے دشمنی کے مترادف ہے،انہوں نے وزیراعظم پاکستان سے اپیل کی کہ او جی ڈی سی ایل کی نجکاری کا فیصلہ واپس لیا جائے کیونکہ نجکاری سے لاکھوں مزدور بے روزگار اور سینکڑوں فلاحی پروجیکٹ بند ہوجائیں گے۔

(لالہ عبدالحلیم)

پانی کی قلت کا نوٹس لیا جائے

پسنی بلوچستان کے ساحلی شہر پسنی میں پانی کی قلت سے عوام شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔علاقہ مکینوں نے مطالبہ کیا ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ کے اعلیٰ حکام پانی کی قلت کا نوٹس لے کر پسنی کی ڈیڑھ لاکھ آبادی کو بروقت پانی پہنچانے کے لئے ضروری اقدامات اٹھائیں۔

(غلام یاسین)

اجرتوں میں اضافے کا مطالبہ

حیدرآباد 9 اگست کو گھروں میں کام کرنے والی خواتین ورکرز یونین نے چوڑی کی صنعت سے وابستہ خواتین مزدوروں کی اجرت میں اضافہ اور سوشل سکیورٹی کی فراہمی کے لیے پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا۔مظاہرے میں شامل جمیلہ عبداللطیف، زہرہ خان ودیگر نے کہا کہ حیدرآباد چوڑی کی صنعت کا سب سے بڑا مرکز ہے اور اس صنعت سے مزدوروں سمیت خواتین بھی وابستہ ہیں جو اپنے گھروں میں کام کرتی ہیں۔گھریلو مزدور خواتین اور بچے روزانہ کی بنیاد پر لاکھوں روپے کی چوڑی تیار کرتے ہیں لیکن وہ زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔مظاہرین کا مطالبہ تھا کہ ان کی اجرت میں اضافہ کیا جائے اور انہیں تمام بنیادی سہولیات فراہم کی جائیں۔

بجلی کی بندش کا مسئلہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی میں بجلی کی غیر اعلانیہ طویل لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے۔بجلی کی طویل بندش سے شہری شدید مشکلات کا شکار ہیں اور زندگی کے تمام شعبے اس سے متاثر ہورہے ہیں۔عوامی، سماجی اور کاروباری حلقوں کا مطالبہ ہے کہ اس مسئلے کا نوٹس لیا جائے اور بجلی کی بندش کا دورانیہ کم کیا جائے۔

(شاہد حبیب)

بجلی کی بندش کا مسئلہ

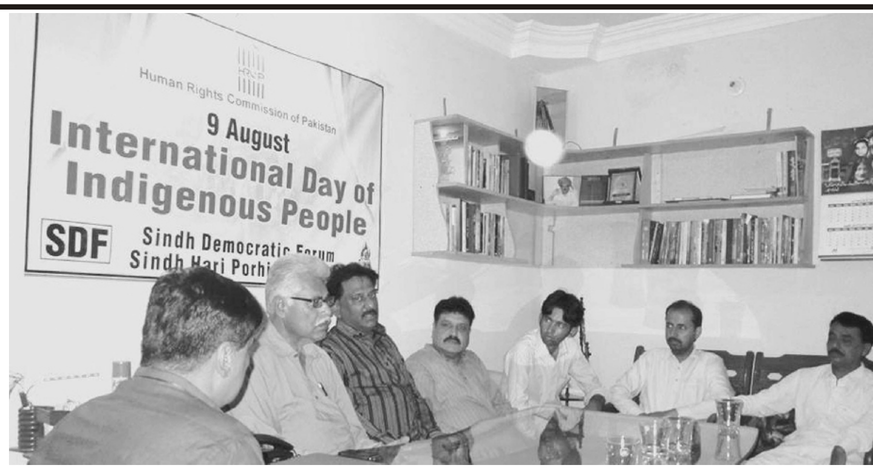
بارکھان بارکھان شہر کی نصف آبادی بجلی کی سہولت سے محروم ہے۔گندم کی فصل کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے زمیندار مالی بحران سے دوچار ہیں۔کیسکو کے اہلکار مسئلے کی سنگینی سے آگاہ ہونے کے باوجود اس کے حل کے لیے کوئی پیش رفت نہیں کررہے۔بجلی کی بندش کے سبب متعدد علاقوں میں پانی ناپید ہوچکا ہے۔جس کی وجہ سے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔عوام کا اعلیٰ حکام سے مطالبہ ہے کہ اس مسئلے کو جلد از جلد حل کیا جائے تاکہ ان کی مشکلات میں کمی آسکے۔گندم کی فصل پانی نہ ملنے کی وجہ سے خشک ہورہی ہے۔جس کے باعث زمینداروں کو لاکھوں روپوں کا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔دریں اثناء بارکھان شہر اور قریبی محلوں کے کئی ٹرانسفر جلے ہوئے ہیں جن کی ابھی تک مرمت نہیں کی گئی۔عوامی حلقوں نے واپڈا چیف سے مطالبہ کیا تھا کہ جلد از جلد ان کی مرمت کروائی جائے۔ضلع بارکھان کے عوامی وسماجی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ بارکھان شہر اور گردنواح کے دیہات میں بجلی کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور اس حوالے سے عملی اقدامات کئے جائیں۔

(غلام قادر)



10اگست، گوجرانوالہ 19اگست 2014 ننکانہ صاحب میں ایچ آر سی پی نے ''بچوں، خواتین، اقلیتوں اور مزدوروں کے حقوق'' کے عنوان پر مشاورت کا اہتمام کیا

9اگست، سکھر: ایچ آر سی پی کی سکھر ٹاس فورس نے
''مقامی افراد کا بین الاقوامی دن''
کے موقع پر ایک تقریب کا اہتمام کیا





اوپر: 21اگست، لاہور: ...... نیچے 23اگست، سکھر: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے انتخابی اصلاحات کے موضوع پر ایک مشاورتی تقریب کا اہتمام کیا

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹائون، لاہور
فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15